

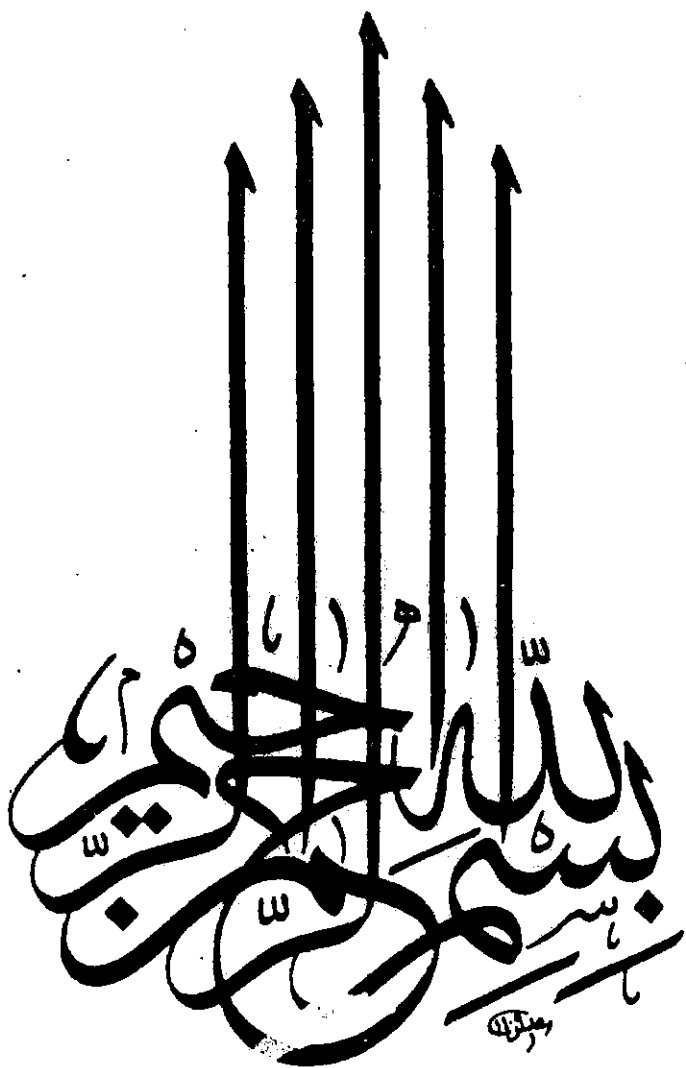
منشی غلام سرور لاہوری

حلالہ فیہ ولینا

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

الحکمۃ
بعلہم
تیز کلہم

تصوف فاؤنڈیشن



هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ قُلْ الْفَرَقَانِ ۚ ٢٠:٦٢

تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد عظیم تھے
ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے

الْحِكْمَةُ تَزَكِيهِمْ وَعَلَّمَ لَهُمْ تَزَكِيَهُمْ

تصوف فاؤنڈیشن
١٤١٩ھ

بانی: ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی

فون ۰۴۲-۷۵۹۹۵۴۳

www.maktabah.org

حلیۃ السوفیاء

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

تألیف

مفتی غلام سرور لاہوری

التوفیٰ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء

تحقیق و تعلیق

محمد قبال مجدی



تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری ○ تحقیق و تصنیف و تألیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۳۹ این سمن آباد - لاہور - پاکستان

شہر دوم : المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

www.maktabah.org

یکے از مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن



کلاسیک کتب تصوف

جملہ حقوق بحق تصوف فاؤنڈیشن محفوظ ہیں © ۲۰۰۰ء

ناشر	:	ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی
	:	بانی تصوف فاؤنڈیشن - لاہور
طابع	:	زاہد بشیر پرنٹرز - لاہور
سال اشاعت	:	۱۴۲۰ھ — ۲۰۰۰ء
قیمت	:	۱۵۰ روپے
تعداد	:	پانچ سو
واحد تقسیم کار	:	المعارف گنج بخش روڈ - لاہور - پاکستان

۳-۱۵-۵۰۶-۹۶۹-آئی ایس بی این



تصوف فاؤنڈیشن ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیہ نے اپنے مرحوم والدین اور نعت جگر کو ایصال ثواب کے لئے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار یکم محرم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قائم کیا جو کتاب سنت اور سلف صالحین و بزرگان دین کی تعلیمات کے مطابق تبلیغ دین و تحقیق و اشاعت کتب تصوف کے لئے وقف ہے۔

انتساب

حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

علم و حکمت کا یہ آفتاب بھی ۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو غروب ہو گیا

رفتید ولیے نہ لڑل ما





پیش لفظ

۱۹۷۴ء کے اوائل کی بات ہے کہ مرتب کتاب ہذا پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ میں متعلم تھا، ایم اے کا مقالہ لکھتے ہوئے خیال آیا کہ مفتی غلام سرور لاہوری کی مختصر سی کتاب حدیقة الاولیاء کو حواشی کے ساتھ مرتب کر دینا چاہیے، مفتی صاحب سے میں اپنے آغاز مطالعہ سے ہی واقف تھا ابھی ساتویں جماعت کا طالب علم تھا کہ مفتی صاحب کا مولفہ مشہور تذکرہ خزینۃ الاصفیاء خرید ا اور اس کے مندرجات میں ایک فہرست مرتب کی۔ اسی انیسیت کے تحت میں نے ایم اے کے دوران ہی حدیقتہ الاولیاء مرتب کر ڈالی جو لیکچرر لگنے کے بعد ۱۹۷۶ء کو پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ اور بہت جلد اس کی جلدیں ختم ہو گئیں۔ اب اس کی اشاعت ثانی کا تقاضا شروع ہوا میں اسے تجدید نظر کے بغیر شائع نہیں کروانا چاہتا تھا لیکن نظر ثانی کے لیے جس وقت کی ضرورت تھی وہ عرصہ دراز سے میرے پاس نہیں تھا کیوں کہ میں علمی تحقیقات کی دنیا میں ایسا گم ہوا کہ آج ۲۳ سال کے بعد اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر صرف ایک ضمیمہ کے سوا کوئی اضافہ نہ کر سکا۔

ان ۲۳ برسوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمی تحقیقات کی غرض سے طویل سفر کئے ان میں مصر، ایران، افغانستان، ہندوستان اور انگلستان و جرمنی کے اسفار نے احقر کی کایا ہی پلٹ دی۔ اس دوران بعض ضخیم و حجم متن بھی مرتب کئے ان میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کے سلسلہ کی کتابیں مقامات مظہری، معمولات مظہری، بشارات مظہریہ اور کمالات مظہریہ کی تصحیح و تعلیق کے علاوہ حضرت

خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ) کے ملفوظات حسنات الحرمین اور حضرت خواجہ کے احوال و مناقب پر ایک مخطوطہ مقامات معصومی بھی ایڈٹ کیا جس پر ایک جلد تعلیقات کی اور دوسری جلد اس پر مقدمہ کے طور پر جداگانہ لکھی جو گویا سترھویں صدی عیسوی کے پاکستان و ہند کی معاشرتی و نظریاتی تاریخ کا مرقع بن گئی۔ انہی ایام میں آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ کے تحقیقی منصوبے Socio-Cultural and Intellectual Atlas of the Muslims of South Asia.

کے لئے پاکستان و ہند کے علماء و صوفیہ کی تصانیف، ملفوظات، مکتوبات اور تذکروں پر کام کر کے اپنے وطن پاکستان کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا۔ اسی دوران تقریباً ایک ہزار مقالات پاکستان اور دنیا کے موقر جرائد اور دانشنامہ شبہ قارہ۔ تہران ایران کے لئے لکھے جو ان میں شامل ہیں۔ گویا حدیقة الاولیاء کی اشاعت و تجدید کے عمل میں اس غیر معمولی تاخیر کے اسباب خالصتاً ”علمی و ملی نوعیت کے تھے۔

کتاب حدیقة الاولیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ مطبوعہ لکھنؤ (۱۹۰۶ء) کے جدید عشی ایڈیشن مطبوعہ لاہور (۱۹۷۶ء) کا یہ نقش ثانی بااضافہ حواشی و تعلیقات جدیدہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور اپنے روایتی اہتمام سے شائع کر رہا ہے اہل تصوف اور اہل علم اس روحانی اور علمی کاوش کو یقیناً ”پسند کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

محمد اقبال مجددی

۶ نومبر ۱۹۹۹ء لاہور

○○○

فہرست اسمائے بزرگان

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۴۰	سید موسیٰ پاک نشید	۱۵	۱۰	مقدمہ نوشتہ مرتب	
۴۲	سید کامل شاہ لاہوری	۱۶	۲۲	ابتدائیہ از مولف	
۴۲	شیخ حسین لاہوری	۱۷	۲۷	پہلا چین	
۴۵	شاہ غمیس الدین لاہوری قادری	۱۸		سلسلہ قادریہ کے مشائخ	
۴۵	شاہ ابوالمعالی لاہوری	۱۹	۲۹	میر سید شاہ فیروز	۱
۴۷	شیخ محمد طاہر لاہوری قادری	۲۰	۳۰	سید عبدالقادر ثانی لاہوری	۲
۴۸	شیخ محمد میر المشہور برمیاں میر	۲۱	۳۱	سید محمود حضوری لاہوری	۳
۵۰	سید شاہ بلاول قادری	۲۲	۳۲	میراں سید مبارک حقانی اوچی	۴
۵۱	سید محمد متیم محکم الدین	۲۳	۳۳	سید محمد غوث بالا پیر	۵
۵۲	شیخ مادھو لاہوری	۲۴	۳۳	شاہ لطیف بری قادری	۶
۵۳	خواجہ بہاری قادری	۲۵	۳۴	سید بہار الدین گیلانی	۷
۵۴	شاہ سلیمان قادری	۲۶	۳۶	سید حامد گنج بخش	۸
۵۵	سید جان محمد حضوری	۲۷	۳۶	شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی	۹
۵۵	سید عبدالرزاق قادری	۲۸	۳۷	شیخ بھلول قادری	۱۰
۵۶	ملا شاہ بدخشی	۲۹	۳۸	شیخ البراسخی قادری	۱۱
۵۸	حضرت نوشہ گنج بخش	۳۰	۳۸	شاہ معروت چشتی	۱۲
۶۰	سید حسن پشادری	۳۱	۳۹	سید محمد نور گیلانی	۱۳
۶۱	شاہ رضا قادری شطاری	۳۲	۴۰	شاہ قمیص گیلانی سادھوری	۱۴

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۸۷	شاہ کاکوچشتی لاہوری	۵۱	۶۳	سید احمد شیخ الہند گیلانی	۲۳
۸۸	شیخ عبدالقدوس گنگوہی	۵۲	۶۳	شاہ عنایت قادری شطاری	۲۴
۹۰	شیخ جلال الدین تھانیسری	۵۳	۶۴	شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی	۲۵
۹۱	شیخ جان اللہ چشتی صابری	۵۴	۶۴	شیخ پیر محمد المشور بہ پیر محمد سچیار	۲۶
۹۱	شیخ حاجی عبدالکیم چشتی	۵۵	۶۵	حضرت شاہ محمد غوث گیلانی	۲۷
۹۲	شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی	۵۶	۶۸	شیخ عبدالرحمن پاک نوشاہی	۳۸
۹۳	شیخ محمد صادق حنفی چشتی	۵۷	۶۹	سید بلخہ شاہ قادری شطاری	۲۹
۹۴	شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی	۵۸	۷۰	شیخ عبداللہ شاہ بلوچ	۴۰
۹۵	شیخ محمد عارف چشتی صابری	۵۹	۷۱	شیخ غلام حسین	۴۱
۹۵	شیخ محمد صدیق چشتی	۶۰		دوسرا جن	
۹۶	شیخ محمد داؤد گنگوہی	۶۱		سلسلہ چشتیہ کے مشائخ	
۹۷	شاہ ابوالعالی چشتی	۶۲		خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۴۲
۹۸	شیخ عبدالرشید جالندھری	۶۳	۷۳	شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر	۴۳
۹۸	شیخ سوندھا چشتی	۶۴	۷۴	خواجہ غلام الدین علی احمد صابر	۴۴
۹۹	شاہ بھیکھ چشتی	۶۵	۷۸	شیخ شمس الدین ترک پانی پتی	۴۵
۱۰۱	شیخ عتیق اللہ چشتی	۶۶	۸۱	شیخ شرف الدین بوعلی قلندر	۴۶
۱۰۲	شیخ محمد سلیم چشتی	۶۷	۸۱	سلطان المشائخ نظام الدین اویا	۴۷
۱۰۲	شاہ بہلول چشتی	۶۸	۸۲	خواجہ امیر خسرو چشتی	۴۸
۱۰۳	شاہ لطف اللہ چشتی	۶۹	۸۵	شیخ نصیر الدین محمود	۴۹
۱۰۴	مولانا فخر الدین چشتی	۷۰	۸۶	شیخ جلال الدین محمود	۵۰
۱۰۴	شیخ سید علیم اللہ چشتی	۷۱			

نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	
۱۲۸	سید نور محمد دیونی	۹۰	۱۰۷	شیخ نور محمد چشتی	۷۲
۱۲۹	شیخ عبدالاحد وحدت	۹۱	۱۰۹	سید علی شاہ چشتی	۷۳
۱۳۰	شیخ محمد عابد	۹۲	۱۰۹	شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری	۷۴
۱۳۱	حضرت نزا مظہر جان جاناں	۹۳	۱۱۰	شیخ محمود سعید چشتی	۷۵
۱۳۳	شاہ غلام علی دہلوی	۹۴	۱۱۰	شیخ خیر الدین چشتی	۷۶
۱۳۵	شاہ ابوسعید مجددی	۹۵	۱۱۰	حافظ موی چشتی	۷۷
۱۳۷	شاہ رؤف احمد	۹۶	۱۱۱	خواجہ محمد سلیمان چشتی	۷۸
۱۳۸	غلام محی الدین قصوری	۹۷	۱۱۲	مولوی امانت علی چشتی	۷۹
۱۴۲	شاہ احمد سعید مجددی	۹۸	۱۱۳	شیخ حاجی رمضان لاہوری	۸۰
۱۴۳	سید امام علی شاہ سامری	۹۹	۱۱۳	شیخ فیض بخش لاہوری	۸۱
۱۴۵	شیخ محمود شاہ	۱۰۰			
پوتھا چمن		تیسرا چمن			
سلسلہ مہرودیہ کے مشائخ		سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ			
۱۴۶	شیخ الشیوخ خواجہ بہار الدین زکریا	۱۰۱	۱۱۵	خواجہ محمد باقی باشر نقشبندی	۸۲
۱۴۹	شیخ سعد الدین غارف	۱۰۲	۱۱۷	شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی	۸۳
۱۵۰	سید جلال الدین شیر شاہ سرخ بخاری	۱۰۳	۱۲۰	خواجہ خاند محمد لاہوری	۸۴
۱۵۱	شیخ احمد معشوق الہی	۱۰۴	۱۲۲	شیخ محمد سعید نقشبندی	۸۵
۱۵۲	شیخ رکن الدین ابوالفتح	۱۰۵	۱۲۳	شیخ محمد معصوم نقشبندی	۸۶
۱۵۵	شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی	۱۰۶	۱۲۴	خواجہ یحییٰ الدین کشمیری	۸۷
۱۵۷	سید بلال الدین بخاری مخدوم جہانگیر	۱۰۷	۱۲۶	شیخ سیف الدین	۸۸
۱۵۸		۱۰۸	۱۲۷	شیخ سعدی بخاری	۸۹

شمار	اسمائے گرامی	صفحہ	شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۰۸	سید صدر الدین	۱۵۸	۱۰۸	پانچواں چین	
۱۰۹	سید ناصر الدین	۱۶۰	۱۰۹	متفرق خاندانوں کے مشائخ	
۱۱۰	شیخ عبد الجلیل چوہدری ندکی لاہوری	۱۶۰	۱۱۰	شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوری	۱۷۹
۱۱۱	سید عثمان المشور شاہ جہولہ بخاری	۱۶۱	۱۱۱	شیخ ایاز لاہوری	۱۸۰
۱۱۲	شیخ علم الدین چونی دال	۱۶۲	۱۱۲	شیخ علی مقدم المشور داتا گنج بخش	۱۸۲
۱۱۳	شیخ موسیٰ آہنگ	۱۶۲	۱۱۳	سید احمد المشور سبزی سرور سلطان	۱۸۵
۱۱۴	شیخ سید حاجی عبدالوہاب بخاری	۱۶۴	۱۱۴	سید حسین زنجانی لاہوری	۱۸۶
۱۱۵	سید جمال الدین سہروردی	۱۶۵	۱۱۵	سید احمد توختہ ترمذی	۱۸۷
۱۱۶	مقدم شیخ حمزہ کشمیری	۱۶۵	۱۱۶	سید یعقوب صد دیوان لاہوری	۱۸۸
۱۱۷	بابا داداؤد خاکی کشمیری	۱۶۶	۱۱۷	سید شیخ عزیز الدین مکی	۱۸۹
۱۱۸	سید جھولن المشور گھوٹے شاہ	۱۶۷	۱۱۸	سید منٹھ لاہوری	۱۸۹
۱۱۹	شیخ حسن کنجدگر حسو تیلی	۱۶۸	۱۱۹	موسید الدین بلبل شاہ کشمیری	۱۹۰
۱۲۰	میراں محمد شاہ معج دیبا بخاری	۱۶۹	۱۲۰	شیخ سید ابواسحق گازرونی	۱۹۱
۱۲۱	سید سلطان جلال الدین حیدر	۱۷۰	۱۲۱	شیخ نور الدین ولی کشمیری	۱۹۲
۱۲۲	بابا نصیب الدین سہروردی	۱۷۱	۱۲۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۹۳
۱۲۳	حضرت شاہ جمال سہروردی	۱۷۳	۱۲۳	شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی	۱۹۴
۱۲۴	شاہ دولادریائی گجراتی	۱۷۴	۱۲۴	حکیم سرمد دہلوی مقتول	۱۹۷
۱۲۵	شیخ جان محمد سہروردی	۱۷۴	۱۲۵	سید ابوتراب شاہ گدا لاہوری	۱۹۷
۱۲۶	شیخ محمد اسماعیل لاہوری میان ڈا	۱۷۵	۱۲۶	خواجہ ایوب قریشی لاہوری	۱۹۸
۱۲۷	شیخ جان محمد ثانی لاہوری	۱۷۷	۱۲۷	شیخ فتح شاہ شطاری	۲۰۰
۱۲۸	شیخ کرم شاہ قریشی حادنی بھکاری	۱۷۸			

صفحہ	اسمائے گرامی	نمبر	صفحہ	اسمائے گرامی	نمبر
۲۲۲	میرزا سید غلام	۱۶۸	۲۰۰	شیخ حاجی محمد سعید لاہوری	۱۴۷
۲۲۲	سید غلام غوث	۱۶۹	۲۰۲	شیخ میر محمد یعقوب لاہوری	۱۴۸
۲۲۳	سائیں قطب شاہ	۱۷۰	۲۰۵	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۴۹
چھٹا چین مجاہدین و مجاہدین کے ذکر میں			۲۰۶	خواجہ حافظ عبدالحق اولیسی	۱۵۰
			۲۰۸	شیخ محکم الدین صاحب	۱۵۱
			۲۰۹	سید عبد الکریم لاہوری	۱۵۲
			۲۱۰	مولوی غلام فرید لاہوری	۱۵۳
۲۲۴	میاں سرنگا مجذوب ہانسوی	۱۷۱	۲۱۰	مفتی رحیم اللہ	۱۵۴
۲۲۷	سوجن مجذوب اجودھنی	۱۷۲	۲۱۱	شیخ نور احمد شہورہ نور حسین	۱۵۵
۲۲۵	شیخ الدین مجذوب نازنولی	۱۷۳	۲۱۱	مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی	۱۵۶
۲۲۵	میاں معروف مجذوب دہلوی	۱۷۴	۲۱۲	سلطان بالادین اولیسی	۱۵۷
۲۲۶	شیخ حسن بودا مجذوب	۱۷۵	۲۱۴	مولانا عبد القادر	۱۵۸
۲۲۶	شاہ ابوالفیث بخاری مجذوب	۱۷۶	۲۱۵	میرزا سید غلام محی الدین	۱۵۹
۲۲۶	میاں مونگر مجذوب	۱۷۷	۲۱۵	مولوی غلام رسول فضل لاہوری	۱۶۰
۲۲۷	جیسی شاہ مجذوب کشمیری	۱۷۸	۲۱۷	شیخ لدھے شاہ مؤمنہ سارہ	۱۶۱
۲۲۷	شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری	۱۷۹	۲۱۷	مولانا محمد اسحاق دہلوی	۱۶۲
۲۲۸	خواجہ داؤد مجذوب کشمیری	۱۸۰	۲۱۸	سید نور علی شاہ	۱۶۳
۲۲۸	شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی	۱۸۱	۲۱۸	مولانا جان محمد فضل لاہوری	۱۶۴
۲۲۹	سید شاہ عبد اللہ مجذوب نوشاہی	۱۸۲	۲۱۹	مولوی غلام اللہ فضل لاہوری	۱۶۵
۲۳۰	نانو مجذوب نوشاہی	۱۸۳	۲۱۹	مفتی غلام محمد	۱۶۶
۲۳۰	حافظ طاہر مجذوب نوشاہی	۱۸۴	۲۲۰	شیخ احمد شاہ کشمیری	۱۶۷
۲۳۱	معصوم شاہ مجذوب	۱۸۵	۲۲۱		

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۲۴۴	زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور	۲۰۲	۲۳۲	مستقیم شاہ لاہوری	۱۸۶
۲۴۶	تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور	۲۰۳	۲۳۲	فقیر تاج شاہ مجذوب	۱۸۷
۲۴۸	تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں	۲۰۴	۲۳۳	نظام شاہ لاہوری	۱۸۸
			۳۳۴	مستان شاہ لاہوری مجذوب	۱۸۹
			۳۳۴	جیلے شاہ مجذوب	۱۹۰
	حالات بزرگان پنجاب				
	جن کی وفات کاسن و تاجیک بپا یہ ثبوت نہیں پہنچا۔				
۲۴۹	حضرت سید مصطفیٰ لاہوری	۲۰۵		ساتواں چین	
۲۵۰	سید سر بلند	۲۰۶	۲۳۵	عورت اصالحات کے ذکر میں	
۲۵۰	حضرت پیر ذکی	۲۰۷		بی بی حاج - بی بی تاج - بی بی نور	۱۹۱
۲۵۰	حضرت پیر بلخی	۲۰۸		بی بی محمد بی بی گوہر بی بی شہباز	
۲۵۱	پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی	۲۰۹	۲۳۸	بی بی سارہ	۱۹۲
۲۵۱	پیر محمد لالا لاہوری	۲۱۰	۲۳۸	بی بی فاطمہ سام دہلوی	۱۹۳
۲۵۲	مزار شہید گنج	۲۱۱	۲۳۹	بی بی قرسم خاتون	۱۹۴
۲۵۲	خان شہید	۲۱۲	۲۴۰	بی بی زلیخا	۱۹۵
۲۵۲	حضرت سلطان باہو	۲۱۳	۲۴۰	بی بی اولیاء	۱۹۶
۲۵۴	پیر سید کمال	۲۱۴	۲۴۰	بی بی راستی	۱۹۷
۲۵۴	شیخ فتح شاہ امرتسری	۲۱۵	۲۴۲	عارف کاظمی بی بی لکھ کشمیری	۱۹۸
۲۵۴	شیر شاہ قادری ملتان	۲۱۶	۲۴۲	بی بی فاطمہ سیتہ	۱۹۹
۲۵۴	پیر محمد شیرازی	۲۱۷	۲۴۳	بی بی جمال خاتون	۲۰۰
۲۵۵	پیر لادی رہنما	۲۱۸		مائی بھالگی لاہوری	۲۰۱

صفحہ	اسمائے گرامی	شمار	صفحہ	اسمائے گرامی	شمار
۲۶۳	مزار مرگ نبی	۲۳۹	۲۵۵	شرف شاہ لاہوری	۲۱۹
۲۶۳	گنبد نقبہ حافظ غلام محمد	۲۴۰	۲۵۵	حضرت شاہ درگاہی قادری	۲۲۰
۲۶۴	حضرت پیر ڈبل مجذوب	۲۴۱	۲۵۶	شاہ ضیاء الدین شروانی	۲۲۱
۲۶۴	حضرت شاہ گدینہ ملتان	۲۴۲	۲۵۶	مخدوم شاہ عالم صدر جہاں	۲۲۲
۲۶۴	مفتی شیخ محمد محمود قریشی	۲۴۳	۲۵۶	سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں	۲۲۳
۲۶۵	شیخ علی رنگ ریزہ	۲۴۴	۲۵۷	ایوب صابر میراں	۲۲۴
۲۶۶	شیخ حامد قادری سہروردی	۲۴۵	۲۵۷	شاہ عبدالرزاق مکی	۲۲۵
۲۶۷	شیخ گلشن شاہ سرمست قادری	۲۴۶	۲۵۷	پیر زہدی لاہوری	۲۲۶
۲۶۷	حضرت شاہ حسن ولی ٹاہل	۲۴۷	۲۵۸	پیر غازی	۲۲۷
۲۶۸	خاتمہ تالیف کتاب بجانب مؤلف		۲۵۹	حضرت پیر برہان	۲۲۸
۲۷۱	خاتمہ از منشی نو کشور		۲۵۹	حضرت شاہ رحمت اللہ قریشی	۲۲۹
۲۷۲	فہرست عکس نامتولہ حقیقتہ لاویا		۲۶۰	مکان مرزا حاجی جمیع مرحوم و	۲۳۰
۲۷۵	ضمیمہ اول فرارات لاہور کا {		۲۶۰	مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم	
	موجودہ داربعہ		۲۶۰	فضل شاہ مجذوب	۲۳۱
۲۸۰	ماخذ مقدمہ و حواشی		۲۶۰	حضرت شاہ کنڈہ نوشاہی	۲۳۲
۲۹۵	فہرست تصانیف و مقالات {		۲۶۱	شیخ موسیٰ کھوکھر	۲۳۳
	محمد اقبال مجددی		۲۶۱	شیخ محترم	۲۳۴
۲۹۷	ضمیمہ ثانی		۲۶۱	حضرت شاہ فرید نوشاہی	۲۳۵
۲۹۹	اشاریہ		۲۶۲	سید عبدالقادر لاہوری	۲۳۶
۲۹۹	رجال		۲۶۲	مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا	۲۳۷
۳۳۱	اماکن		۲۶۳	مزار چیر شاہ	۲۳۸



مقدمہ

پاک و ہند کے بیشتر مورخین ایرانی نظریہ تاریخ سے متاثر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی تاریخوں میں صرف بادشاہوں کے حالات اور جنگی مہمات کی تفصیل ملتی ہے۔ علوم کی زندگی اور ان کے مسائل کی کہیں کوئی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی۔ مشائخ کے تذکرے، مکتوبات اور ملفوظات ہمارے تاریخی مآخذ کی اس تکلیف دہ کمی کو ایک حد تک پورا کر دیتے ہیں۔ ان سے نہ صرف صوفیہ کی زندگی اور ان کے افکار و نظریات ہی پر روشنی پڑتی ہے، بلکہ اس دور کی ذہنی فضا، معاشی حالات، ادبی تحریکات اور سماجی رجحانات کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ ان مآخذ میں عام کے دلی جذبات، اُن کی پوشیدہ آرزوئیں، کشمکش حیات میں ان کی ہارجیت، ان کی مایوسیاں، اور پریشانیاں سب ہی محفوظ ہو گئی ہیں۔ روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسئلے کے متعلق ان مشائخ سے رجوع کیا جاتا تھا۔ گویا ملفوظات میں جگہ جگہ اس نوعیت کے واقعات ملتے ہیں۔ جن سے اس دور کی بڑی دلچسپ تصویر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ تصوف کے اس لڑیچہ کو غور سے پڑھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ پاک و ہند میں تصوف کی تحریک کن حالات میں کن دائروں میں رہ کر آگے بڑھی اور اس نے کیا کیا نتائج پیدا کیے۔ بادشاہوں، شہزادوں اور اُمراء کی زندگی کے بعض گوشوں سے متعلق بھی اس لڑیچہ میں دلچسپ معلومات ملتی ہیں۔ ان کے مشائخ و علماء سے روابط اور ان تعلقات کی نوعیت بھی معلوم ہو جاتی ہے جو سلاطین و مشائخ کے مابین تھے۔ دوسرے الفاظ میں سلاطین کے

مذہبی رجحانات کا اندازہ صرف اسی لٹریچر سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔

مختلف زبانوں کی نشوونما میں جو کردار صوفیہ کرام نے ادا کیا ہے وہ شعرا سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ جس کی تفصیل اس تصوف کے لٹریچر سے ملے گی۔ صوفیہ کرام نے عوامی زبانوں سے واقفیت پر خاص زور دیا ہے۔ اس کے بغیر ان کی تحریک عوام تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی۔

صوفیہ نے سماج کے صحت مند عناصر کو ابھارنے اور اخلاقی قدروں کی فضیلت دل نشیں کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی، احترام انسانیت کی تلقین مساوات و اخوت کی تعلیم، ترویج علم کی فکر، خدمتِ خلق کے لیے بے چینی کی تفصیل ملفوظات کے مہر صفے پر ملتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کسی ملک (خصوصاً پاکستان و ہند) کی کوئی سماجی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک صوفیہ کے تذکرے اور ملفوظات سے پورے طور پر استفادہ نہ کیا جائے۔

ملفوظات اور تذکروں کی اہمیت میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ایک خطہ کی تاریخ کے ماخذ کا فقدان ہو یا تاریخی تسلسل میں خلا ہو۔ اس اعتبار سے پنجاب سب سے محرم قسمت خطہ ہے۔ یہاں کی اب تک کوئی باقاعدہ اور تحقیقی تاریخ نہیں لکھی گئی۔

پنجاب کی تاریخ پر جتنے لوگوں نے بھی لکھا ہے۔ فقط رسمی ابواب کے تحت چند باتیں بنا کر ٹال دیا گیا ہے۔ صوفیہ کے تذکروں کو اہمیت دینا یا انہیں بنیادی ماخذ کی حیثیت سے استعمال کرنا تو درکنار انہیں چھو کر بھی نہیں دیکھا گیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کی سیاسی ثقافتی اور روحانی تاریخ میں جو خلا پائے جاتے ہیں۔ انہیں پُر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ میں

۱۔ خلیفہ احمد نظامی: ملفوظات کی تاریخی اہمیت مشمولہ نذر عرشی ۳۵ء — ۴۴ء۔ یہ تمام تر معلومات (دبئی تقریل) اس گراں بہا مقالہ سے مختصاً ماخوذ ہیں۔

آغا تہ سے لے کر آج تک پنجاب کے صوفیہ کرام کے تذکرے، ملفوظات اور نکتات کی ایک فہرست پنجاب کی تاریخ تصوف کے ناخذ کے عنوان سے ہم نے مرتب کی ہے جو مختصر کتابی صورت میں شائع کر دی جائے گی۔ جو حلیۃ الاولیاء ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء کو سمجھنے اور مزید کام کرنے والوں کے لیے مددگار ثابت ہوگی۔

پنجاب کے صوفیہ کے حالات و مقامات ان کی تبلیغ دین کے سلسلہ میں مساعی جمیلہ کی تفصیلات کا حامل کوئی جامع تذکرہ اب تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ اس سلسلہ میں پنجاب کے ایک اہم فرد حضرت مفتی غلام سرور لاہوری (مصنف کتاب ہذا) نے صوفیہ کرام کے عمومی تذکرے لکھے۔ جن میں پنجاب کو بھی نمائندگی دی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس فرد فرید کی تصانیف نہ ہوتیں تو آج ہمیں پنجاب میں کوئی عالم و عارف نظر ہی نہ آتا۔ ذیل میں ہم اسی مرد بزرگ مفتی غلام سرور لاہوری کے آباء و اجداد اور تصانیف کا مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

مؤلف

مؤلف کا شجرہ نسب حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے۔
 مفتی غلام سرور بن مفتی غلام محمد بن مفتی رحمت اللہ بن
 مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین خرو بن مفتی عبدالستیع بن مولانا عتیق اللہ
 ابن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبدالسلام بن شیخ عنایت اللہ بن
 مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم مشہد برمیاں کلان بن شیخ قطب الدین بن شیخ شہاب الدین اللہ

اے مفتی محمد عالم مرحوم نے خواجہ محمد ایوب لاہوری (مصنف شرح مشکوٰۃ) کو مفتی محمد تقی کا فرزند لکھا ہے اور انہیں اپنے شجرہ نسب میں شامل کر لیا ہے جو درست نہیں۔ خود مفتی غلام سرور نے خواجہ ایوب کو مفتی محمد تقی کا شاگرد و داماد لکھا ہے (غزنیہ ۲/۳۷) خود مفتی غلام سرور سے مفتی رحیم اللہ کے بعد مفتی محمد تقی کا نام رہ گیا ہے (ایضاً)۔

بن شیخ بہار الدین زکریا ملتانی قدس سرہ رحمہ۔

خاندان

مفتی صاحب کے خانوارہ عالی کے سارے افراد اپنے زمانے کے بالکمال اصحاب تھے۔ ان میں سے چند ایک کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

مفتی غلام محمد

یہ مولف کے والد تھے۔ مروجہ علوم میں دخل تھا۔ جابد و زاہد، طبیب حاذق، مدرس اور معلم تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مولانا غلام رسول لاہوری سے حاصل کی۔ تمام عمر درس و تدریس میں گزار کر ۹ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں انتقال کیا۔

مفتی رحیم اللہ

اپنے والد مفتی رحمت اللہ کے خلیفہ و جانشین تھے۔ تمام عمر اپنی آبائی مسجد مفتیاں کوٹلی میں درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ کا دور کہ گروہی کی بدترین مثال تھا۔ آپ کا خاندان بھی دو دفعہ سکھوں کی غارت گری کا نشانہ بنا۔ کوٹلی مفتیاں کی حویلیاں سکھوں کے ہاتھوں مسمار ہو گئیں۔ مسجد ویران ہو گئی۔ برسوں کا جمع شدہ کتب خانہ بھی برباد ہو گیا۔ لیکن آپ کے پائے استقلال کو جنبش نہ آئی اور اس حال میں بھی یہیں مقیم رہے اور ہدایتِ خلقِ خدایں مصروف نظر آتے تھے۔ ۱۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔

۱۱۸ — ۱۱۹ : حلیۃ الاولیاء

۱۱۸ — ۱۲۰ : خزینۃ الاصفیاء ۲ / مجموعہ عالم : ذکر جیل ۶۶-۶۷

۶۶ : ذکر جیل

مفتی رحمت اللہ

حافظ مفتی محمد تقی کے فرزند خلیفہ و جانشین تھے۔ تفسیر حدیث فقہ منطق اور طب وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے۔ اپنی آبائی مسجد کو ملی مفتیاں میں درس تھے۔ ۱۱۹۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا زمانہ حیات بہت ہی پُر آشوب تھا۔ پاک و ہند مرہٹہ گردی، یکہ ظلم و ستم اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ ان حالات میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔

حافظ محمد تقی

حافظ مفتی محمد تقی کے فرزند تھے۔ ۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا۔ کابل و منگلور رکھتے تھے۔

مفتی محمد تقی

مفتی کمال الدین غم کے خلف اکبر تھے۔ لاہور کے ہتھیہ علماء میں شمار ہوتا تھا۔ ۱۱۳۱ھ میں انتقال کیا۔

شیخ الاسلام مفتی عبد السلام لاہوری

خلف شیخ مفتی حمایت اللہ تھے۔ والد نے انہیں حیات ۱۰۱۴ھ / ۱۹۰۴ء میں اپنا جانشین مقرر کر کے آبائی مسجد مفتیاں کی امامت و خطابت و تولیت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ کو تفویض کیے۔ ۱۰۳۱ھ / ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔

۱۔ مفتی محمود عالم مرحوم نے انہیں خواجہ ایوب قریشی کا فرزند لکھا ہے (ذکر جمیل ۱۸) جو خود مفتی غلام سرور کی تحریرات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ ۲۔ محمود عالم، ذکر جمیل ۱، ۵۹ - ۶۵

۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً ۵۔ مفتی محمود عالم نے مفتی عبد السلام کے والد کا نام قاضی مفتی محمد طاہر لکھا ہے جو درست نہیں خود مفتی غلام سرور نے ان کے والد کا نام شیخ مفتی حمایت اللہ تحریر کیا ہے (خلیۃ محمودیہ) ۶۔ محمود عالم، ذکر جمیل (۳۲، ۱۷۱) مفتی عبد السلام بن حمایت اللہ کے معاصر مفتی عبد السلام بن عبد الغنی لاہوری (مصنف نافع المسلمین) ف ۱۰۳۷ھ / ۱۹۲۸ء میں اپنے وقت کے نامور (بانی اٹک صغیر،

مخدوم مفتی شیخ محمد قریشی معروف بہ میاں کلاں

اس خاندان مفتیاں میں سے یہ پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے لاہور آکر آباد ہوئے۔ سلطان بہلول لودھی نے آپ کو ملتان سے عہدہ افتا پر مامور کر کے لاہور بھیجا تھا اور علاقہ ہیبت پور موجودہ پٹی قبل تقسیم ہند ضلع لاہور، حال ضلع امرتسر، بطور مدد معاش دیا تھا۔ آپ لاہور آکر محلہ علاول خاں کوٹانی (حال گذر حویلی میاں خاں اندرون موچی دروازہ لاہور، میں اقامت گزیریں ہوئے۔ اپنی سکونت کے لیے ایک حویلی تعمیر کی اور ایک محلہ آباد کیا جو کوٹلی مفتیاں کے نام سے مشہور رہا۔ آپ نے ۸۹۱ھ میں انتقال کیا۔

مفتی غلام سرور

حدیقۃ الاولیاء کے مؤلف مولانا حکیم مفتی غلام سرور لاہوری مفتی غلام محمد کے فرزند سوم تھے۔ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۳۷ء میں اپنے آبائی محلہ کوٹلی مفتیاں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حبل کی۔ طب بھی انہیں سے پڑھی۔ سلسلہ سرورویہ میں انہیں سے بیعت تھی۔ پھر مولانا غلام اللہ لاہوری کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علوم تفسیر و حدیث، فقہ، ادب، صرف و نحو، معانی و منطق اور تاریخ کی تکمیل کی اور اپنے زمانے کے بے مثل عالم، ادیب، شاعر، بے نظیر تاریخ گو، مورخ، شہرہ آفاق تذکرہ نویس کہلائے۔

تمام عمر تصنیف و تالیف میں گزار دی۔ زندگی کا ابتدائی حصہ ملازمت میں بھی گزارا۔ پہلے سردار بھگوان سنگھ رئیس لاہور و جاگیر دار فتح گڑھ چوینیاں کی جائداد کے مہتمم ہے۔

(بقیہ حاشیہ) عالم تھے (داخراً طور احمد مفتی عبدالسلام لاہوری مقالہ مشہور المعارف مئی ۱۹۷۰ء)

۱۔ غلام سرور، حدیقۃ الاولیاء ۱۱۹

۲۔ عمود عالم : ذکر جمیل ۲۹-۳۰

۳۔ لاہور میں آنریری مجسٹریٹ تھا۔ اس کا والد راجہ بہنیں سنگھ خلیف راجہ تیبجا سنگھ رنجیت سنگھ کے امراء میں سے تھا۔ جس کے سپرد کچھ عرصہ کشمیر کی نظامت بھی رہی تھی۔

پھر رائے بہادر کنھیا لال ایگزیکٹو انجینئر لاہور ڈویژن نے جو آپ کے تلامذہ میں سے تھا۔ اپنے محکمہ میں ایک معقول مشاہرہ پر ملازمت و ملاوی مٹی۔ مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے بعد یہ ملازمت بھی چھوڑ دی۔ درحقیقت آپ ایسی طبیعت لے کر آئے تھے جو تصنیف و تالیف اور شعر و ادب ہی کے لیے موزوں مٹی۔

جون ۱۸۹۰ء میں آپ اپنے بلور زادہ مفتی جلال الدین بن مفتی سید محمد کی میت میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ بلیٹل ڈی ایچ کو آپ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ تیسری منزل پر پہنچ کر مسافروں میں اچانک دبا تے ہیضہ پھوٹ پڑی اور پانچویں منزل میں آپ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور ساتویں منزل کے قریب پہنچ کر جمہرات کے روزہ پویش ڈالچہ ۱۳۰۴ھ کو ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کو وفات پائی۔ منزل پیر بالا حسانی (مضافات جنگ بید) میں دفن کیے گئے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری نے جو رفیق سفر تھے نماز جنازہ پڑھائی۔

مؤلف کا ماحول

طبع عالی میں حدود درجہ استغفار تھا۔ حکام وقت سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پنڈت بیچ ناتھ، فقیر شمس الدین اور ڈاکٹر لائٹنر جسٹس پنجاب یونیورسٹی نے کئی بار کوشش کی کہ آپ حکام وقت کے ساتھ راہ و رسم رکھنے میں گریز نہ کریں کہ آپ ایسے فاضل مصنف کی حکومت کو بے حد ضرورت ہے۔ نیز حکومت آپ سے متعدد کتابیں مختلف علوم میں لکھوانا چاہتی ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ نہ تو مجھے خطاب و جاگیر کی ضرورت ہے اور نہ ہی

لے کنھیا لال ف ۱۳۰۶/۱۸۸۸ء مجلس خلع ایٹھ کا رہنے والا تھا۔ اس کی زندگی کا زیادہ حصہ سلسلہ ملازمت لاہور میں گزارا۔ قادی دار دو میں کمال دستگاہ مٹی۔ ہندی تخلص تھا۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شوق بھی تھا۔ گزاردہ ہندی، ہندگی نامہ، مامقیان، یادگار ہندی، مناقبات ہندی، مخزن التوحید، اخلاق ہندی، ظفر نامہ برنجیت سنگھ معروف برنجیت نامہ، تاریخ پنجاب، نگارین نامہ اور تاریخ لاہور اس کی معروف اور مطلوبہ تصانیف ہیں۔ (دکسری منہاس : موزین لاہور مقالہ مشورہ نقوش لاہور نمبر ۱۹۵۹ء)

میں اپنی تصانیف کو حکومت کے زیر اثر لکھنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کی تصنیف و تالیف کا مقصد کچھ اور ہے اور میرا رستہ اُن سے الگ ہے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر لائسنز کے اصرار کے باوجود آپ نے پنجاب یونیورسٹی کا اعزازی فیلو بننا بھی منظور نہ کیا اور تادم زلیت اپنے اسی مسلک پر قائم رہے اور حکومت کے ساتھ کسی قسم کا ادبی و سیاسی اتحاد نہ کیا۔

۱۸۸۴ء میں سر سید احمد خاں نے علی گڑھ کالج کی مالی امداد کے لیے پنجاب کا دورہ کیا اور اپنے دوست خاں بہادر ڈپٹی برکت علی کے ہاں فروکش ہوئے۔ خاں بہادر نے اکابر لاہور کا ایک نمائندہ جلسہ اپنی کوٹھی واقع بیرون موچی دروازہ لاہور میں بلایا جس میں مفتی صاحب بھی مدعو تھے۔ خاں بہادر نے آپ کا تعارف سر سید سے کرایا۔ سر سید آپ کی ذات سے بڑے متاثر ہوئے۔ کہنے لگے: نام سنا ہوا تھا۔ آج بل لیا۔ پھر اپنے مشن کا کچھ کام ان کے سپرد کرنا چاہا۔ مفتی صاحب نے فرمایا: سید صاحب! میں اس کام کے لیے موزوں نہیں ہوں۔ میرا شغل تصنیف و تالیف ہے۔ آپ نے جن لوگوں کی جماعت اپنے گرد اکٹھی کر لی ہے، اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے اور پھر جماعتی اتحاد کے لیے عقائد کے اتحاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیزیں میں یہاں نہیں دیکھتا۔ سر سید آپ کا یہ جواب سن کر خاموش رہے۔

آپ کی ساری عمر عزیز تصنیف و تالیف میں صرف ہوئی۔ آپ کا دور نہایت ہی پر آشوب تھا۔ ہندوستان کی سلطنت انگریز مسلمانوں سے چھین چکے تھے اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن، اخلاق و اطوار اور مسلمان اعیان کے کارناموں کو فرسودہ قصے کہہ کر رد کیا جا رہا تھا۔ ایسے ماحول میں آپ کے قلم نے معلم اخلاق بن کر ایک زبردست تذکرہ نویس کے رُوب میں گرتی ہوئی قوم کو سنبھالنے کی سعی کی۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

حلیۃ الاولیاء کے علاوہ مفتی غلام سرور کی دوسری تالیفات کا ذکر یہاں سنیں تصنیف کے اعتبار سے کیا جا رہا ہے۔

لے محمود عالم : ذکر جمیل (۱۰۶) — ۱۱۱، مختصاً

- گلدستہ کرامت : (۱۲۷۷ھ) مناقبِ غوثیہ تالیف شیخ محمد صادق شہبانی کا عام فہم اردو ترجمہ ہے۔ لاہور اور پھر متعدد مرتبہ نو لکھنؤ نے شائع کیا۔

۲- خزینۃ الاصفیاء : (۱۲۸۰ھ - ۱۲۸۱ھ) صوفیہ کرام خصوصاً اہل ہندوستان کے مجمل حالات پر بہترین شہرہ آفاق کتاب ہے۔ لاہور ۱۲۸۴ھ، پھر مطبع ثمر مند لکھنؤ ۱۸۷۳ء کانپور ۱۳۱۲ھ اور پھر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ صفحات تقریباً ۱۱۶۹۔ (مکتبہ المعارف لاہور نے خزینۃ الاصفیاء کا ترجمہ شائع کرنا شروع کیا ہے۔ پہلا حصہ چھپ چکا ہے۔

۳- گنجینۂ سروری معروف بہ اسم تاریخی گنج سروری : (۱۲۸۴ھ) اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدین اور زمانہ تصنیف تک کے صوفیہ کرام اور علماء کے سنیں وفات نظم کیے گئے ہیں۔ مطبع نو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

۴- تاریخ فخر بن پنجاب : ۱۲۸۵ھ پنجاب کی عام تاریخ اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ لاہور ۱۲۸۵ھ میں پھر لکھنؤ سے دوسرے ۱۸۷۷ء اور ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی۔

۵- اخلاق سروری اردو : مطبوعہ لاہور ۱۲۸۸ھ، لکھنؤ ۱۸۷۸ء

۶- گلشن سروری : (۱۲۸۹ھ) اخلاق، سیاست مدن اور روزمرہ کے مسائل پر مشتمل منظوم کتاب ہے مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء۔ لکھنؤ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۷- مخزن کرامت (اخلاقی باتیں) لاہور ۱۸۷۱ء۔ لکھنؤ ۱۸۷۸ء

۸- دیوان سروری : مناقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ لاہور ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۳ء، ۱۲۹۲ھ

۹- نعت سروری : اردو نظم لاہور ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۷ء، لکھنؤ ۱۸۷۸ء / ۱۸۸۰ء

۱۰- حدیقۃ الاولیاء : کتاب ہذا ۱۲۹۲ھ

۱۱- بہارستان شاہی : یہ گلزار شاہی (اردو) ہندوستان کی عام مختصر تاریخ

تاعہد انگریزی۔ لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۲- زبدۃ اللغات : یہ لغات سروری - عربی، فارسی اور دیگر غیر ملکی الفاظ کے

لے مفتی صاحب کی اس کتاب کو جو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ پاک و ہند کے کسی اور تذکرہ اصفیاء کو نہیں ہوئی۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی صوفیہ کلام کے حالات پر ۱۲۸۱ھ کے بعد کام ہوا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء اس میں بحیثیت ماتخذ ضرور شامل نظر آتی ہے خصوصاً مسٹر سٹوری (ج ۲ صفحہ ۹۲۳ - ۱۳۴۷) نے اس کے کثرت سے حوالے دیے ہیں۔

معنی اردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔ لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۳۔ دیوان حمد ایزدی (اردو) لکھنؤ ۱۸۸۱ء

۱۴۔ مدینۃ الاولیاء اردو صوفیہ کرام کا عام تذکرہ ہے۔ اس میں عموماً وہ تراجم شامل ہیں جو خزینۃ الاصفیاء میں ہیں۔ لکھنؤ سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۱۵۔ تحفۃ الابرار : پنڈنامہ عطار کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۶۔ اقوال الآخرت : زبان پنجابی (نظم)

۱۷۔ مخزن حکمت : (اردو شعر و نظم) ۱۲۸۸ھ میں پھر ۱۲۹۵ھ میں طبع ہوئی۔ اس میں حکمائے مقدسین و متاخرین اور صوفیہ کے حالات شامل ہیں۔

۱۸۔ تحفہ سروری : (منظوم اردو) اخلاق و تصوف ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں لکھی گئی۔ نو لکھنؤ نے کئی مرتبہ شائع کی۔

۱۹۔ انشائے یادگار اصغری : (اردو شعر و نظم) اپنے فرزند اصغر کے نام پر اس کا نام رکھا جو بارہ برس کی عمر میں ۱۲۸۸ھ میں وفات پا گیا۔ اس میں علمی و ادبی مضامین ہیں۔

۲۰۔ جامع اللغات : بسال ۱۸۹۰ء اس میں عربی، فارسی اور ترکی الفاظ و معانی کے معنی تحریر کیے گئے ہیں۔

حدیقۃ الاولیاء

اس میں پنجاب کے ۲۴۴ صوفیہ کرام کے حالات شامل ہیں۔ اس کو سات چین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چین اول، سلسلہ قادریہ کے صوفیہ کرام۔ (چین دوم، در احوال مشائخ چشتیہ، چین سوم، مشائخ نقشبندیہ، چین چہارم، مشائخ سہروردیہ، چین پنجم، مشائخ لہے مفتی صاحب کی تصانیف کی اس فہرست کی تیاری کے سلسلہ میں ہم نے

(۱) Storey: Persian Literature Vol I Part II pp ۱۰۷۶ London ۱۹۵۳

۲۔ محمود عالم : ذکر جیل۔ لاہور ۱۹۶۸ء ص ۱۱۱۔

۳۔ مقدیات دیوان وصال سرور اور کلیات سرور سے مدد لی ہے۔

متفرق سلاسل (چین ششم) مجاہدین و مجاہذیب کے حالات (چین ہفتم) عورت صالحات کے حالات -

اس میں سلطان محمود غزنوی سے لے کر ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء تک کے پنجاب کے صوفیہ کرام کے حالات سادہ اور سلیس اردو زبان میں تحریر کیے گئے ہیں۔ لیکن اس میں بعض معروف صوفیہ کرام کے حالات بھی آگئے ہیں جن کا پنجاب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

محاسن

پنجاب کے بعض مشائخ کے حالات صرف اسی "حقیقۃ الاولیاء" میں ملتے ہیں مفتی صاحب سے پہلے کے مصنفین نے ان کے حالات نہیں لکھے مثلاً سید کامل شاہ لاہوری، شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری، شیخ محمد صدیق لاہوری، شیخ محمد سلیم لاہوری، شیخ فیض بخش لاہوری، سید مٹھا لاہوری، خواجہ ایوب قریشی لاہوری، شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری، مولوی غلام فرید لاہوری، مفتی رحیم اللہ قریشی، شیخ نور احمد معروف بن نور حسین قادری، میراں سید غلام محی الدین، مولوی غلام رسول لاہوری، شیخ لدھی شاہ لاہوری، مولانا جان محمد فاضل لاہوری، مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری، مفتی غلام محمد والد المتولف، میراں سید غلام شاہ، سید غلام غوث، سائیں قطب شاہ لاہوری، معصوم شاہ مجذوب لاہوری، مستقیم شاہ فیض پوری، فقیر تاج شاہ، نظام شاہ لاہوری، مستان شاہ لاہوری، جلی شاہ لاہوری بی بی فاطمہ زوہرہ شیخ موج دریا بخاری لاہوری، مائی بھاگی لاہوری، سید سر بلند، پیر فکی، سید صوف پیر بلخی، پیر سراج دین، پیر بھولا لاہوری، شیخ فتح شاہ امرتسری، شرف شاہ لاہوری، شاہ ضیا الدین لاہوری، پیر برہان لاہوری، مخدوم شاہ عالم صدر جہان، شاہ عبدالرزاق مکی لاہوری، پیر زہدی لاہوری، پیر غازی لاہوری، شاہ رحمت اللہ قریشی ملتان ثانی، شیخ موسیٰ کھوکھر، شیخ محترم، مفتی محمد مکرم قریشی، شیخ گلشن شاہ، شاہ حسن۔

بعد کے تذکرہ نویسوں نے ان صوفیہ کرام کے حالات فقط حقیقۃ الاولیاء سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے

۲۔ مفتی صاحب پہلے تذکرہ نویس ہیں، جن کے ہاں ہمیں مشائخ کے سنین وفات کے اندراج کا خاص اہتمام نظر آتا ہے۔ گویا اصول تذکرہ نویسی کی نشتِ اول سے مفتی صاحب نہ صرف شعوری بلکہ عملی طور پر بھی آگاہ تھے۔

۳۔ بہت سے معاصر مشائخ کے حالات مفتی صاحب نے محفوظ کر کے پنجاب پر بڑا احسان کیا ہے گویا ان کے حالات کے لیے حدیقۃ الاولیاء کو منفرد ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

۴۔ حدیقۃ الاولیاء میں مفتی صاحب نے مشائخ کے حالات کے ضمن میں بعض اہم سیاسی واقعات بھی لکھ دیے ہیں۔ مثلاً پنجاب کے اعیان کی سکھوں کے ہاتھوں بے عزتی اور مشائخ کے مقابلے کی تباہی کے بعض حالات خود مولف نے چشمِ دید گواہ کی حیثیت سے نقل کیے ہیں۔ خود مفتی صاحب کا خاندان سکھ گردی کا نشانہ بن چکا تھا۔ جس کی تفصیلات مفتی صاحب کی تالیفات میں ہی نظر آئیں گی۔ ازیں علاوہ بعض حالات ثقہ اصحاب کی زبانی بھی تحریر کیے ہیں۔

دوسرا رُخ

۱۔ تذکرہ نویسی کے جملہ اصول و ضوابط ملحوظ نہیں رکھے گئے۔

۲۔ ایک نشست میں اکابر پنجاب کے جو اسمائے گرامی ذہن میں آئے۔ ان کے حالات لکھ دیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں زیادہ محنت نہیں کی گئی۔ حالانکہ مفتی صاحب اس مضمون کو بھیل سکتے تھے۔

۳۔ اکثر نثر نگاروں کے شجرہ نسب و طریقت و جن کا، ہم نے معاصر ماخذ کی مدد سے تقابل کیا ہے، درست نقل نہیں کیے۔

۴۔ آج یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مصنف نے مشائخ کے تاریخی حالات لکھنے کی طرف کم توجہ کی ہے اور سارا زور ان کی کرامات کے اندراج میں صرف کر دیا ہے۔

۱۔ اس سلسلہ میں پروفیسر محمد حبیب نے لکھا ہے۔ اس کتاب (دخنیۃ الاصفیاء) باقی اگلے صفحہ پر

حدیقۃ الاولیاء کے اب تک حسب ذیل ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

- ۱۔ لاہور ۱۸۷۵ء
- ۲۔ کانپور ۱۸۷۷ء
- ۳۔ کانپور ۱۸۸۹ء
- ۴۔ منشی نوکشتور لکھنؤ ۱۸۹۹ء
- ۵۔ منشی نوکشتور کانپور ۱۹۰۶ء

یہ متن موخر الذکر نسخہ ۱۹۰۶ء پر مبنی ہے۔ کتاب کے متن میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں کیا۔ فقط سو کتابت کی تصحیح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے حواشی میں حسب ذیل امور پیش نظر رکھے ہیں:

- ۱۔ مصنف کے تمامات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔
- ۲۔ کسی شخصیت کے حالات کا کوئی ایسا پہلو جو بہت اہم تھا اور اصل متن میں اس کا ذکر نہ تھا تو اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔
- ۳۔ رجال کے حالات کے جو مزید مآخذ ہو سکتے تھے۔ ہم نے ان کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں معاصر اور مفرد (جو ایک شخصیت کے متعلق ہو) کو ترجیح دی گئی ہے اور متاخر مآخذ نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

احقر

محمد اقبال مجددی

۱۲۔ دسمبر ۱۹۷۲ء

دارالمؤرخین گیلانی سٹریٹ

منور عزیز پارک۔ چاہ میراں

لاہور



حمد

خدا سے محبت کا چمکا ہے نور	اسی نور سے سب نے پایا طور
پیا جس نے اس کی محبت کا جام	نہیں اس کو غیروں کی الفت کام
وہ مجرب کیا ایک محبوب ہے	کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے
زمانہ محبت کا پابند ہے	محبت کا ہر ایک سے پیوند ہے
محبت کی ہستی سے ہستی ہوئی	اسی سے بلندی و پستی ہوئی
محبت سے جس کو رسائی ملی	خدا مل گیا اور حسد اتنی ملی !

نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی محبت کے ہیں رہنما	جناب محمد رسول خدا
محمدؐ ہے مرغوب دنیا و دین	محمدؐ ہے مطلوب اہل یقین
محمدؐ ہے معشوق پروردگار	محبت کا رکھتا ہے جس پر مدار
اُسی شمع کے سارے پروانے ہیں	اسی گل کے سب لوگ دیوانے ہیں
عیان نور کثرت محمدؐ سے ہے	کہ اظہار وحدت محمدؐ سے ہے
نبی سے محمدؐ کی ہے ابتدا	اسی پر ہوا خاتمہ عشق کا

منقبت چار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ	کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہ عادل عمرؓ رضی اللہ عنہ	بدریائے لطف و مروت گمر
خدا دوست عثمانؓ رضی اللہ عنہ	رو صدق و اخلاق پر مستقیم

علیؑ پہسلوان شاہ مشکل کُشا
 غرض جتنے حضرت کے اصحاب ہیں
 محمدؐ کا دل وار شیر خدا
 خدا اپنی رحمت کرے اُن پر عام
 جہاں میں ہے جتنی محمدؐ کی آل
 خدا یا میری مان لے التجا
 کروں جب میں دنیا سے غم بہر
 میرے تن سے جب جان جانے لگے
 تیرا نام اس دم رہے بر زبان
 میرا نیک ہو خاتمہ یا اللہ!
 الٰہی میری عاجز مزی کر قبول
 میرا خاتمہ ہووے ایمان پر
 یہ دم اپنا جس دم ٹھکانے لگے
 تیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہرِ فشاں
 بحق محمدؐ رسالت پناہ
 نہ رکھ مجھ کو دنیا و دین میں بلول

در اظہار باعث تالیف کتاب حقیقۃ الاولیاء

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر المحقر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قریشی
 لاہوری اولیائے کرام و پیرانِ عظام کے حالات میں ایک کتاب خزینۃ الاصفیاء نام زبان
 فارسی تالیف کر چکا ہے جو دو مرتبہ لاہور و دہلی میں چھپ کر تحفہ نظر ارباب شوق ہو چکی ہے۔
 اس میں ہر ایک سلسلہ اور خاندان کا ابتدا سے اس زمانے تک حال ہے۔ اب
 میرے واقعہ مجتہد قديم صادق دوستان صمیم امام الدین حکیم مدح خوان رسول کریم میرے
 مکلف حال ہوئے کہ ایک اور مجموعہ مختصر اردو زبان میں لکھو کہ جس میں ملک پنجاب کے اولیاء
 کا حال ہو۔ یعنی دہلی سے پشاور تک جس قدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھ متعلق ہے
 اور مشہور اولیاء کے مزار اس میں ہیں۔ سب کا حال ضروری ضروری اس میں تحریر ہو۔ پس
 ایک دوست کے فرمانے اور دلی محبت نے جو قدیم سے مجھ کو اولیائے اللہ کے ساتھ ہے۔
 اس کام پر مجھ کو آمادہ کیا۔ اب خداوند تعالیٰ سے امداد چاہتا ہوں کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام
 پائے اور بعد مرنے میرے کے یہ کتاب دنیا نے فانی میں یادگار رہ جائے۔ آمین۔

اس کتاب کا نام حدیقۃ الاولیاء رکھا گیا ہے اور سات جمن پر تقسیم ہوئی۔ پہلا جمن
مشائخ قادریہ کے احوال میں، دوسرا جمن مشائخ چشتیہ کے احوال میں، تیسرا جمن مشائخ نقشبندیہ
کے احوال میں، چوتھا جمن مشائخ سہروردیہ کے احوال میں، پانچواں جمن مشائخ متفرقات،
چھٹا جمن مجاہدین و مجاہذیب کے حالات میں، ساتواں جمن عورات و حلمات کے ذکر میں۔
قطعہ تاریخ

یہ کیا باغ و بہار اولیائے	یہ کیا اچھا ہے سرور کا حدیقہ
کہ باغ اتقیا و اصفیاء ہے	نہیں نخل خرمال اس بوستان میں
کہ یہ گلزارِ فیض کبیرا ہے	کہاں ہے باغ کوئی اس کے ہم رنگ
کہ جس پر محمد لیب دل فدا ہے	یسے سرسبز باغِ اہل عرفان
کہیں سنبل، کہیں لالہ بکھلا ہے	کہیں بنبو، کہیں غنچہ، کہیں گل
بنا سرور کا یہ بوستان سرا ہے	غرض روئے زمین پر مثل فردوس
کہ گوناگوں حدیقہ خوش نما ہے	کہا رضوان نے بہر سال تالیف

دعوتی غلام سرور لاہوری

پہلا چمن سلسلہ قادریہ کے مشائخ کے ذکر میں

یہ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محمد الدین ابو محمد عبدالقادر گیلانی کے ساتھ منسوب ہے۔ ابتدا اس کی حضرت امام الاولیاء علی بن موسیٰ رضا آٹھویں امام سے ہے۔ جن سے پہلے فیض باطنی حضرت معروف کرخیؒ نے پایا۔ ان سے شیخ سری سقلیؒ نے خلافت حاصل کی۔ ان سے شیخ جنید بغدادیؒ، ان سے شیخ ابوبکر شیلیؒ، ان سے شیخ عبدالواحد تیمیؒ، ان سے شیخ ابوالفرج طرطوسیؒ، ان سے شیخ ابوالحسن قریشی ہکارجیؒ، ان سے شیخ ابوسعید مبارک غزنیؒ، ان سے جناب محبوب سبحانی محمد الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ نے فیض پایا۔ حضرت خوث الاعظم قدس سرہ صحیح الطرفین حسنی و حسینی سید تھے۔ ان کے والد کا نام سید ابی صالح موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید عمر بن زاہد بن سید محمد رومی بن سید واقعہ بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ عض بن سید محمد المشہور حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بن سید عبداللہ صومعی بن سید ابوالجمال بن سید محمد بن سید احمد بن سید طاہر بن عبداللہ بن سید کمال بن سید علی بن سید علاؤ الدین بن سید محمد بن سید امام جعفر صادقؒ بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؒ بن علی کرم اللہ وجہہ تھا۔

حضرت رہنے والے جیلان کے تھے۔ اس لیے حضرت کو جیلیؒ اور جیلانی کہتے ہیں کنیت

سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد کا اسم گرامی سید ابی صالح موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید محمد رومی بن سید محمد رومی..... برائے تفصیل نسب شریف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رک

فرد الدین ابی الحسن : بہتہ الاسرار مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ ص ۱۱

۱۔ جیل بکسچم و سکون الیاء و صی بلاد متفرقہ و رابر طبرستان و بہاولد فی نیف قصبہ منہا و یقل فیہا ایضاً جیلان وکیل ایضاً قریہ بشاطی الرجبلۃ علی مسیرۃ یوم من بغداد عمالی طریق و باقی لکھ صفحہ پر

حضرت کی طرقت میں امام الاتمہ اور شریعت میں محبوب سبحانی و ابو محمد و محی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا۔ سینکڑوں اولیاء حضرت کی بیعت میں آکر مقرب ربانی ہوئے۔ حضرت کے خوارق و کمالات اس قدر ہیں کہ جس قدر آسمان پر ستارے جس کی تشریح بہت طویل ہے۔ حضرت کے سلسلہ میں سے حضرت سید محمد غوث ادبھی جلی گیلانی اول پنجاب میں آئے۔ اُن کے بزرگوں سے سید ابوالعباس احمد بن سید صوفی اپنے چھوٹے بھائی سید ابوسلیمان کے ساتھ بوقت قتل و غارت بغداد کے جو ہلاک خواں کے وقت وقوع میں گئے تھے۔ بغداد سے نکل کر روم میں تشریف لے گئے جب فساد ہلاک خواں کا ختم ہوا تو جلی میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی حضرت سید محمد بھی وہیں پیدا ہوئے اور ابتداء جوانی میں دور دور کے ملکوں کی سیر کی۔ کئی مرتبہ حج بھی کیا۔ آخر لاہور میں آکر چند سال قیام کیا پھر حلب میں گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے گزرتے ملتان میں آئے اور ادبھی کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ حضرت کی اولاد کثرت سے ہندوستان میں بھی پھیلی ہوئی ہے شجرہ نسب حضرت کا غوث الاعظم قدس سرہ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ سید محمد خلف محمد شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید ابوالحسن علی بن سید مسعود بن سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین المشہور سید جہونی بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بعد سکونت ادبھی کے سلطان حسین میرزا، حاکم سند اور سلطان سکندر لودھی بادشاہ ہند حضرت کے مرید ہوئے۔ لاکھوں آدمیوں نے فیض حاصل

بقیہ حاشیہ : واسطہ و یقال ایضاً جیل بالجیم و من ثم یقال کیل العجم و کیل العراق و جیل العجم

و جیل العراق (نور الدین ابوالحسن : ہجرت الاسرار مصر ۱۳۰۲ھ مشہد)

لہ ۹۵۶ھ / ۱۷۵۸ء میں ہلاک کے ہاتھوں بغداد کا سقوط ہوا۔

۱۰ بقول علی اصغر گیلانی آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ادبھی میں داخل ہوئے دخرنیۃ الاصفیاء ۱۶۱/۱۶۲ بحوالہ شجرۃ الانوار

۱۱ یہاں مفتی صاحب سے شجرہ نسب درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے : اخبار الاخبار میں ہے۔ سید

محمد بن سید شاہ امیر بن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین سیف الدین عبدالوہاب

بن شیخ عبدالقادر جیلانی (عبدالحمید دہلوی : اخبار الاخبار ص ۱۸۹)

کیا۔ خوارق و کرامات ہزاروں ان سے سرزد ہوئیں۔ حضرت کے چار صاحبزادے تھے۔ ایک سید عبدالقادر شانی دوم سید عبداللہ بآنی سوم مبارک حقانی چہارم سید محمد نورانی قدس اللہ سرہم العزیز۔ جن سے ایک ایک فیض جاری ہوا۔ ۹۲۳ھ میں فوت ہوئے اور اوج میں دفنائے گئے۔ محمد مخدوم عالمؒ حضرت کی تاریخ وفات درج خزینۃ الاصفیاء ہے کہ محمد حسنی پاک رفت "شجرۃ الانوار میں ہے۔

۱۔ میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

یہ حضرت بھی گیلانی سادات میں سے بزرگ اور سپر طریقت تھے۔ ان کے جد بزرگوار سید شیخ عبدالحق دہلویؒ نے آپ کے تین فرزند بتائے ہیں :

اور اسے پسر رو بہ شیخ عبدالقادر کہ اور مخدوم ثانی گویند سید عبداللہ --- و سید مبارک ---
 و از ایشان خلفی نامد کہ نام ایشان میر میراں گویند بغایت مس و مبرک آمد لاہور سکونت دارند و اخبار لاہور
 حضرت سید محمد غوث اوجی عالم اور شاعر بھی تھے۔ قادری تخلص کرتے تھے۔ آپ کا دیوان شعری ذخیرۃ
 سلج الدین آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۸۸ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ مناقب الاخلاص
 فیض خلاصۃ المضار بھی آپ کی تالیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ عبدالحق محدث دہلوی : اخبار الاخبار ۱۸۹ — ۱۹۰

۲۔ علی اصغر گیلانی : شجرۃ الانوار قلمی خزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

۳۔ عبداللہ بارواڑی اوجی : مناقب الاصفیاء۔ معاصر سید حامد گنج بخش قلمی مملوکہ سید نور محمد صاحب گجرات

۴۔ محمد ادریس اوجی : نتائج الاخبار قلمی مملوکہ مولوی غلام احمد اختر اوج

۵۔ شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد اول مملوکہ مصلحت مظاہر

۶۔ شجرۃ الانوار سید علی اصغر گیلانی کی تصنیف ہے جو اسی خانوادہ اوج کے احوال و انساب پر مشتمل ہے

۱۱۹۳ھ میں مکمل ہوئی۔ مولف اپنا شجرۃ نسب خود لکھتا ہے :

سید علی اصغر گیلانی بن سید عبدالقادر مشہور بہ شاہ گمان بن سید محمد بن سید محمد شام بن سید صوفی
 بن بدر الدین بن اسماعیل بن سید عبداللہ بن سید محمد غوث اوجی (بانی اگلے صفحہ پر)

شاہ عالم بھی بغداد سے ہند میں آئے اور بعد سیر ہند لاہور میں آکر سکونت کی۔ ان کی وفات کے بعد شاہ فیروز دادا کی مسند پر بیٹھے اور تلقین و تدریس جاری کی۔ تمام عمر خلعت کی ہدایت میں مصروف رہے۔ ان کے پیران کے دادا شاہ عالم ان کے شاہ نواز دین، ان کے شیخ حامد ان کے عبدالرزاق اور ان کے سید عبداللہ گیلانی اور ان کے سید احمد قادری اور ان کے سید مسعود اور ان کے سید علی اور ان کے سید صوفی اور ان کے سید سیف الدین عبدالوہاب اور ان کے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ تھے۔ وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور ڈنڈی گرائٹ کے ٹیکے میں ہے۔

۲۔ حضرت سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد حلبی اوچی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت کے امام طریقت و مقتداۓ حقیقت تھے۔ تعلیم علوم ظاہری و باطنی اپنے باپ سے پائی۔ ہزاروں خوارق و کرامات ان کی دست بکتاب ہیں۔ مشہور کرامت ان کی یہ تھی کہ جو کوئی کفار یا فاسق و فجار میں سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مسلمان اور تائب ہو جاتا اور ان حضرت کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور حضرت غوث الاعظم سے ہی ان کو خطاب عبدالقادر ثانی کا بعالم باطن عطا ہوا تھا۔ نقل ہے کہ جب بعد وفات والد بزرگوار کے سید عبدالقادر سجادہ نشین ہوئے تو انہوں نے بادشاہوں اور امیروں کی صحبت ترک کر دی۔ اس لیے شاہ دہلی ان سے رنجیدہ ہو گیا اور چاہا کہ سجادہ نشین ان کا مچھائی ہو۔ ابھی یہ تجویز عمل میں نہیں آئی تھی کہ حضرت نے فرما دیا میں جاگیر دار نہ ہوں و طائف وغیرہ جو متعلق خائفانہ فقرار تھے بادشاہ کے پاس بھیج دیے اور لکھا کہ ہم کو بادشاہی

بقیہ حاشیہ: (شجرۃ الانوار قلمی مخزنۃ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، مفتی غلام سرور نے اس کے حوالے کا نام اصغر علی غلط لکھا ہے) (خزینہ ۱۱۶/۲)

۱۔ یہاں شیخ احمد کا نام رہ گیا ہے کیونکہ شاہ نواز دین شیخ احمد کے مرید تھے (خزینہ جلد اول ص ۱۱۸)
۲۔ سید بلالہ مرید سید علی مرید سید مسعود مرید شیخ احمد مرید صوفی۔۔۔ سید احمد قادری مرید میر کے خلیفہ تھے۔
۳۔ ایسے مند جب بالا شجرہ میں سید احمد کے بعد سید میر کا نام لکھنا چاہیے (ایضاً ص ۱۱۸)۔ یہ لکھ دینا غلطی ہے (خزینہ ۱۱۸/۲)

جاگیر و ائمہ کی ضرورت نہیں جس کو سجادہ نشین آپ بنائیں دے دیں۔ بعد ازاں صرف
کا صرف غیبی خزانہ سے تھا۔ ایک مرتبہ جو بادشاہ نے حضرت کو بہزار التجا اپنے پاس بلایا تو
حضرت نے جانے سے انکار کر دیا اور یہ شعر جواب میں لکھے :

برہج باب ازیں باب روئے گشتن نیست

ہر آنچہ بر سر ما میسرود مبارک باد
کسی کہ خلعت سلطان عشق پوشیدہ است
بجلمے مانے بہشتی کجا شود دل شادا!

حضرت کی وفات بتاریخ ہجری ۹۴۰/۳۳۷ھ میں ہوئی اور مزار اوج
میں ہے۔

۳۔ سید محمود حصوی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

یہ بزرگ سادات صحیح النسب موغوی خوری تھے۔ ان کے باپ خواجہ شمس الدین
المشہور بہ شمس العارفین نور کے ملک کے رہنے والے تھے۔ ان کی وفات کے بعد سید
محمود نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں آکر بہ محلہ حاجی سوائی سکونت کی مشہور کرامت
ان کی یہ تھی کہ جس روز کوئی مرید ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا اسی روز کی شب کو حضرت

سے حضرت شیخ عبدالقادر دہلوی نے ۸۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ اقل
شیخ عبدالرزاق (د ۵ رجمادی الآخر ۹۴۲ھ) دوم سید زین العابدین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی
اخبار الاخبار ص ۱۹) دوسری روایت ہے کہ آپ کے سات فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :

۱۔ سید عبدالرزاق ۲۔ سید فتح الملک ۳۔ سید جلال ۴۔ سید حسن ۵۔ سید جعفر ۶۔ سید حسین ۷۔ سید
زین العابدین (شرف نوشاہی، حدائق الانوار قلی ص ۱۱)

سے محلہ حاجی سوائی، لاہور قدیم کے بیرون شہر تھا۔ سکھوں نے اسے تباہ کر دیا تھا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا۔ اسی لیے حضرت حضورؐ کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت کاشجرہ حضرت غوث الاعظمؒ تک اس طرح پہنچتا ہے کہ سید محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سید یعقوب کے اور وہ مرید سید عبدالقادر کے اور وہ مرید سید علی کے اور وہ مرید سید مسعود کے اور وہ مرید سید احمد کے اور وہ مرید سید اصغر کے اور وہ مرید سید ابو فرح کے اور وہ مرید سید عبدالوہاب کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے۔
وفات سید محمود کی ۹۴۲ھ ہجری میں واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میاں میر کی سڑک کے پاس ہے۔

۴۔ میاں سید مبارک حقانی بن سید محمد اوجی حلبی گیلانی

قادریہ سلسلہ میں یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب زہد و تقویٰ و عبادت و ریاضت و ترک و تجرید و عشق و محبت و جذب و سکرتھے۔ حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل میں سکونت اختیار کی۔ کوئی بنی آدم ان کے روبرو نہیں جاسکتا تھا اور جو جاتا مست و مجذوب ہو جاتا۔ سوائے ایک شخص معروف چشتی کے کسی نے نعمت خلافت ان سے حاصل نہیں کی۔ بارہ سال تک یہ حضرت مستی کی حالت میں رہے۔ پھر لاہور تشریف لائے اور یہاں ہی نو سو پچھپن سال ہجری میں وفات کی۔ نعش مبارک حضرت کی اوج میں لے جا کر دفن کی۔

بقیہ حاشیہ م۔ : تباہی کا نقشہ بہ الفاظ مفتی غلام سرور ملاحظہ ہو :

محلہ حاجی سوائی بیرونی شہر کہ حال از دست سکھاں جاہل رُوبرو ویرانی آورده است (ذخیرۃ ۱/۱۷۲)

۱۔ شیخ احمد مرید سید صوفی و ہو مرید سید عبدالوہاب۔ اس سے پہلے کے دو نام زائد ہیں۔

۲۔ مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

سید شرافت نوشاہی : شریف التواریخ جلد اول ۸۴۵ تا ۸۵۲ قلمی بخط مولف

مملوکہ مولف بذلتہ ساہن پال گرات۔

سید محمد غوث باللہ سیر بن سید زین العابدین

بن سید عبدالقادر ثانی اوچی گیلانی

یہ حضرت طریقت میں مرید اپنے جد بزرگوار سید عبدالقادر کے تھے اور پرورش و تکمیل ظاہری و باطنی بھی انہیں سے پائی۔ کیونکہ ان کے والد بزرگوار بے جرجانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے جب ان کے جد امجد بھی وفات پا گئے تو یہ اپنے چچا سید حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اورچ سے نکل آئے اور بمقام شکرہ جو پنجاب میں مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ تاریخ ۵ شوال ۹۵۹ھ میں وفات کی روضہ حضرت کا بھی شکرہ میں ہے۔

۴۔ شاہ لطیف بری قادری قدس سرہ

بزرگان پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہیں۔ خوارق و کرامات ہزاروں حضرت کے مشہور ہیں۔ حضرت بڑے عابد، زاہد گوشہ نشین مست و مجذوب تھے۔ ہزاروں مرید مارچ تکمیل کو پہنچے۔ حضرت نے نعمت باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی۔ جو حضرت غوث الاعظم کے پوتوں سے زندہ جاوید ہیں۔ حضرت کی وفات ۱۱۶۴ھ میں واقع ہوئی اور روضہ مقدس مشہور ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو : (۱) علی اصغر گیلانی، شجرۃ الانوار قلمی مخزنہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب۔

۲۔ حیات المیر کا ذکر معاصر کتب تاریخ اور نسب ناموں میں نہیں ملتا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوری نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالزاق بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے فرزندوں میں شیخ جمال اللہ اس زمانے میں بسطام کے جنگلوں میں موجود ہیں۔ لیکن شاہ ابوالمعالی نے ان کا عرف حیات المیر نہیں لکھا۔ دتھتہ قادریہ (شیخ جمال اللہ کا عرف حیات المیر مفتی صاحب سے پہلے احمد علی استرآبادی نے تذکرہ مقیمی ۱۱۸۲ھ میں مندرجہ قلمی مخزنہ کتب خانہ گنج بخش راولپنڈی) لکھا ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ (۱) ملاحظہ ہو

۷۔ سید بہار الدین گیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر جرجوی

مشائخ عظام و سادات کرام قادریہ سے یہ حضرت بڑے بزرگ و مست و مجذوب تھے۔ اور شجرہ نسب ان کا حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاؤ الدین المشہور زین العابدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید مومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی۔ سید بہاول شیر بغداد میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے باپ اور چھوٹے بھائی کے ہمراہ ہندوستان میں آکر شہر بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ان کے باپ بھی فوت ہو گئے اور انہوں نے

بقیہ حاشیہ (۱) شاہ لطیف بری کا یہ سال وفات بہت متنازعہ ہے۔ اس وقت موجود خاندانی ریکارڈ

میں آپ کا سال وفات ۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۶ء لکھا ہے جو آؤن کے بعد مطابقت اس لیے کہ حضرت سید حسن پشاوری ۱۰۷۷ھ میں شاہ لطیف سے پوٹھوہار میں ملے تھے۔ فرماتے ہیں : چوں در ملک پوٹھوہار رسیدم۔ سید شاہ لطیف

مجذوب دیدم کہ خیل صاحب نظر اثر بودند و با من بسلو کہ تمام ملاقات کرد۔ یک دور وزی گذرانید و مرخص شدم۔

میر غلام کشمیری : خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلمی ملوک مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور ورق ۸۔ و، ب) اور پھر

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن سید حسن پشاوری ۱۱۱۶ھ میں شاہ لطیف سے ملے تھے۔ واقعہ ملاقات خود

یہی لکھا ہے (شاہ محمد غوث : رسالہ در کسب سلوک و معرفت پشاور ۱۲۸۴ھ ص ۱۷۱) ملاحظہ ہو :

۱۔ شاہ محمد غوث لاہوری : رسالہ در کسب سلوک و بیان معرفت۔ مطبوعہ پشاور ۱۲۸۴ھ

۲۔ میر غلام کشمیری : خوارق العادات ۱۱۸۹ھ (حالات سید حسن پشاور قلمی ملوک مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور

۳۔ مقیم محکم الدین جرجوی : در العجائب ترجمہ لاہور

۴۔ گل حسن شاہ : تذکرہ خوشیہ لاہور (س۔ ن)

۵۔ محمد قاسم راجوری : حیات بری امام راولپنڈی

۶۔ منظور الحق صدیقی : شاہ لطیف بری لاہور ۱۹۷۰ء

۷۔ ملاحظہ ہو : بری شاہ لطیف، مقالہ اقبال مجددی، مشمولہ دانشنامہ شہ قاریہ، تہران۔ ایران

۸۔ معاصر اخذ مذکورہ مثنوی ۱۱۷۲ھ میں مسیح الدین کی بجائے فتح اللہ دہلوی ہے (قلمی غرض کہ تاجان لٹریچر سوسائٹی راولپنڈی)

ترتیب و تکمیل اپنی پھوپھی سے جو اربعہ عصر تھی پائی اور تمام عمر ریاضت و عبادت و سکرو جذب و عشق و شوق و ذوق میں گذاری۔ دو سو پچاس برس کی حضرت نے عمر پائی، بلکہ اس قدر عمر کسی نے مشائخ قادریہ سے نہیں پائی۔ حضرت تین مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت میں بیٹھے اور اس عرصہ میں بے خور و خواب عبادت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جو ایک غار میں چالیس برس بحالت سکرو جذب ایک مقام پر بیٹھے رہے تو پشت مبارک ایک پتھر کے ساتھ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی۔ جب وہاں سے اٹھے تو چہرہ اسی پتھر کے ساتھ رہ گیا۔ یہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پہنچے تو ریش مبارک کا آغاز ہوا۔

نقل ہے کہ جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت غار سے نکلے تو اس جگہ پر آئے جہاں اب قصبہ حجرہ آباد ہے۔ یہاں اس وقت دریا چلتا تھا۔ دریا کے کنارے حضرت نے صوبہ بنایا اور سکونت اختیار کی۔ زمینداران قوم دھول نے جن کی ملکیت میں وہ زمین تھی حضرت کو وہاں سے اٹھا دیا۔ حضرت نے دوسری جگہ قیام کیا۔ وہاں بھی یہی معاملہ وقوع میں آیا۔ اس پر حضرت جلال میں آگئے اور دریا کو حکم دیا کہ تو یہاں سے ہٹ جا اور جگہ ہمارے رہنے کے لیے خالی کرو۔ پانی فی الفور وہاں سے کئی میل تک دور چلا گیا اور ایک گریوہ بلند جو دریا سے نکلا تھا۔ اس پر حضرت نے قیام فرمایا۔ کرامت حضرت کی جو زمینداروں نے دیکھی سب مرید ہو گئے۔ اور اس مقام پر آبادی ہو گئی۔ مدت العمر حضرت وہاں ہی رہے آخر اٹھارویں سوال ۹۴۳ھ میں فوت ہو کر حجرہ میں دفن ہوئے اور مادہ تعبد القادریہ سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر ہے۔

لے ملاحظہ ہو :

۱۔ احمد علی استر آبادی : تذکرہ مقیمی ۱۱۶۲ھ قلمی مخزن کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی۔

۲۔ محمد مقیم علم الدین جرجوی : دُرّ البجائب - حجرہ ۱۹۶۴ء

۳۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری (تذکرہ حضرات حجرہ) لاہور

۴۔ عبدالباقی جمی : مقامات داؤدی خلی - ملوکہ محمد اقبال مجددی دیں لکھ ہے

کہ حضرت داؤد کرمانی کے زمانہ اعتکاف میں حضرت بہار الدین جرجوی ملاقات کے لیے آئے تو بوجہ اعتکاف ملاقات نہ ہو سکی۔

۸۔ سید حامد گنج بخش بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر ثانیؒ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے۔ ہزاروں خدام حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچے۔ بادشاہان وقت بھی ان کی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت میں گزاری اور اوج میں سکونت رکھی۔ حضرت کے خلفائے کامل و مکمل بہت تھے۔ چنانچہ سید شیر شاہ ملتان اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفاء میں سے تھے۔ حضرت کی وفات ۹۷۸ھ میں ہوئی اور بمقام اوج میں مدفون ہوئے اور بعد ان کی وفات کے سید جمال الدین موسیٰ مسند مشیخت پر بیٹھے۔ شیخ محبوبی ان کی تاریخ وفات ہے۔

۹۔ شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی قدس سرہ

پنجاب کے قادریہ بزرگوں سے یہ حضرت صاحب حال و قال و شریعت و طریقت مشہور ہیں۔ شام سے صبح تک یہ حضرت عبادت میں مصروف رہتے۔ تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجود اور کبھی رکوع اور کبھی قعد میں گزر جاتی اور کثرت ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہ حضرت سید حامد گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مراتب تکمیل کو پہنچے۔ خرقہ خلافت حاصل کیا۔ صاحب شجرۃ الانوار ان کا شجرہ نسب اس طرح امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملاتے ہیں کہ سید داؤد بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید قمیص اللہ بن صفی الدین آدم کرمانی بن سید نقی الدین احمد بن عبد المجید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن ابوالقاسم بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبد الباقی بن سید ابوالمعانی بن سید عبدالوہاب بن سید

سید حامد گنج بخشؒ کا انتقال ۱۹ ذی قعدہ ۹۷۸ھ میں ہوا۔ اپنے دادا حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ کے

ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد پیر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاحمد بن سید داؤد بن سید ابوالبرہیم اسماعیل بن سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرق بن امام موسیٰ رضا رضوان اللہ عنہم اجمعین۔

مگر ایک اور شجرہ میں اس طرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن سید موسیٰ مبرق بن امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا۔ کیونکہ سید مبرق کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تھا۔ صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتا ہے کہ اول سید فتح اللہ والد بزرگوار ان کا عرب سے ہند میں آیا اور بمقام ہدیت پور پٹی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے قصبہ چنیاں میں رہائش کی جب وہ مر گئے تو سید داؤد ان کے مرنے کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور مولانا اسماعیل لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری سے بہرہ کامل پایا۔ پھر باطنی علوم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ وفات حضرت کی ۹۸۷ھ میں اور مزار گوہر بار بمقام شیر گڑھ زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے مزار پر ہوتا ہے اور تاریخ وفات حضرت کی پیر جی پرست سے ظاہر ہوتی ہے اور مشتاق منان "مادۂ تاریخ درج اخبار الاخیار" ہے۔

۱۰۔ شیخ بہلول قادری قدس سرہ

یہ حضرت قادریہ سلسلہ میں بیسے شیخ مشہور ہیں۔ شاہ لطیف بری سے فیض پایا۔ سہروردی ملے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ ابوالمعالی شاہ لاہوری : نعمات داؤدی بحوالہ عبدالقادر دہلوی : منتخب التواریخ ص ۱۸۰

۲۔ عبدالباقی بن جان محمد جمعی قادری : مقامات داؤدی ۱۰۵۶ھ مکتوبہ ۱۲۰۱ھ قلمی مکتوبہ عماد قبال مجددی

۳۔ عبدالقادر دہلوی : منتخب التواریخ نوکشتورائڈیشن ۲۸۷ — ۲۹۱

۴۔ نظام الدین احمد : طبقات اکبری - ۱۱

۵۔ عبدالحق شیخ : اخبار الاخیار ص ۱۹۳ تا ۱۹۵

۶۔ غوثی : اذکار اہبار ترجمہ گلزار اہبار ۲۰۷

۷۔ داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء ۱۹۳

فیض بھی اسی سلسلہ میں تھا کہ شاہ لطیف نے سوائے حیات المیر زندہ پیر کے شیخ نصیر الدین قرنی ملتان سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ شیخ بہلول نے سفر مہبت کیا اور بڑے بڑے بزرگوں سے فیض باطنی پایا۔ چنانچہ اول بمقام نجف اشرف پھر کر بلائے معلیٰ میں جا کر اعتکاف کیا۔ وہاں سے مکہ معظمہ میں جا کر مناسک حج ادا کیے۔ پھر مدینہ میں جا کر کئی مہینے خلوت اختیار کی۔ وہاں سے بغداد میں جا کر روضۂ عالیہ غوث الاعظم میں جا کر چلپ تک معتکف رہے۔ پھر شہد مقدس میں جا کر فوائد حاصل کیے پھر کوہ پنج شیر غازی پر جا کر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ کا تھا۔ نعمت باطنی پائی۔ آخر سال نوستو تراسی میں وفات پائی۔ مادہ شیخ بہلول (۹۸۳ھ) سے حضرت کی سال وفات حاصل ہوتی ہے اور روضۂ مبارک چنیوٹ کے علاقہ میں ہے۔

۱۱۔ شیخ ابواسحاق قادری لاہوری

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت سید شیخ داؤد کرمانی کے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی و انوار میں بوسیدہ اپنے پیر کے مدارج علیہ پہنچے۔ ہزاروں خوارق و کرامات ان سے سرزد ہوئیں حضرت داؤد کی اجازت سے یہ حضرت لاہور میں آئے اور مجلہ پیر عزیز مزننگ مغل کے سکونت اختیار کی۔ ہزاروں آدمی ان کی بیعت میں داخل ہوئے اور صد ہا لوگوں نے تعلیم علوم و فقہ و حدیث و تفسیر کی پائی۔ آخر سال نوستو چچا سی ہجری میں وفات کی۔ روضۂ حضرت کا موضع مزننگ میں جو لاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے۔ زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۲۔ شاہ معروف چشتی و قادری

یہ بزرگ اول طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے جن کا شجرہ حبشی و نسب حضرت فرید الدین گنج شکر کے ساتھ ملتا تھا مرید تھے اور اسی طریق میں کامل ہوئے۔ من بعد جب شہرہ کرامت و خوارق جاذب و استغراق حضرت سید مبارک حقانی کا ان کے کان میں پہنچا تو کمال شوق کے ساتھ بمقام لکھی جگہ ان کی خدمت میں پہنچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہیں کی ذات بابرکات سے پنجاب میں سلسلہ نوشاہیہ نے فروغ پایا۔ وفات حضرت

کی سال نو سوشتاسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

۱۳۔ سید محمد نور بن سید بہاول شیرگیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفے سید بہاول شیرگیلانی جرجوی کے، خسران کے شاہ کمال بخاری تھے جن کا مزار قصبہ چوئیاں میں ہے اور پیر چانیال کے خطاب سے مشہور ہیں۔ نقل ہے کہ جب سید بہاول شیر فوت ہو گئے۔ سید محمد نور تھا حاضر تھے۔ ان کی غیر حاضری ہی میں وہ دفنائے گئے۔ جب آئے تو باپ کے دیدار کے لیے سخت بے قرار ہوئے اور چاہا کہ قبر کھدوا کر باپ کا چہرہ دیکھیں۔ اس ارادے پر قبر پر خمیر برپا کرایا (نصب کروایا) اور سب کو نکال کر (تخلیہ و تنہائی میں) اپنے ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی۔ اس وقت ناگہاں ایک معمار جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا بے اختیار اندر آگیا۔ مگر بسبب اس کے کہ بلا اجازت آیا تھا اندھا ہو گیا۔ چند سال کے بعد جب سید محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائیں تو اس معمار نے عرض کی کہ اگر میں بنیاد ہو جاؤں تو مقبرہ حضرت کا میں خود بناؤں گا۔ فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا رہے گا بنیاد ہے گا اور جب کام سے اٹھے گا تو اندھا ہو جائے گا۔ چنانچہ جب تک مقبرہ تیار ہوتا رہا۔ ایسا ہی ہوتا رہا۔ وفات ان کی سال نو سو اٹھاسی ہجری میں وقوع میں آئی۔

۱۔ مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ۸۵۳-۸۶۴ قلمی مملوک مصنف مظلہ

۲۔ مادرالیشاں دختر سید کمال بود کہ از کبرائی سادات جو بہراند و سید جلال مذکور نیز از بطن اس پاکدامن بودند (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱)

۳۔ معاصر ماخذ تذکرہ مقیمی (ص ۱ و ۲) میں یہ نام نور محمد لکھا ہے جو درست سمجھنا چاہیے۔
۴۔ ملاحظہ ہو :

۱۔ احمد علی استرآبادی : تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱ و ۲

۲۔ محمد مقیم جرجوی : درالجبائب مقدمہ مجرہ

۱۴۔ شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی سادھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل یقین سے جامع شریعت و طریقت علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا بچند واسطہ درمیان نبی حضرت محبوب سبحانی قطب بانی سید سلطان شیخ عبدالقادر محی الدین قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح پرکہ شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہار الدین محمد بن جلال الدین بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید آفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ان کے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند میں آئے اور چندے بنگال میں تشریف رکھی۔ پھر قصبہ سادھورہ خضر آباد جو انبالہ کے علاقہ میں ہے آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھے۔ اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی۔ اس کے بطن سے سید شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادر زاد تھے۔ باپ نے ان کو ظاہری اور باطنی تعلیم دی۔ ہزاروں ان کی ذات بابرکات سے کمالت صوری و معنوی کو پہنچے گویا سلسلہ قادریہ ان کی ذات بابرکات سے ہند میں شائع ہوا۔ ان کی اولاد اب بھی سادھورہ میں رہتی ہے۔ اس زمانے کے پیروں میں سے ان کی ذات بھی معنات سے ہے۔ وفات حضرت شاہ قمیص کی سوم ذی قعدہ سال نو سو بانوے ہجری (میں) وقوع میں آئی اور مقبرہ سادھورہ میں ہے۔

۱۵۔ سید موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

فرزند دل بند حضرت سید حامد گنج بخش گیلانی اویچی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند لے شاہ قمیص کی اولاد میں سے سید رحم علی شاہ (ف ۱۲۱۴ھ) بن شاہ محمد باقر بن شاہ محی الدین بن شاہ ابو محمد بن شاہ محمد قادری بن شاہ قمیص الاعظمی، سید رحم علی شاہ کے خلیفہ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید اور ان کے خلیفہ حضرت میاں نور محمد جھنجھاٹوسی اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ ماجھی تھے۔ ملاحظہ ہو :

۱۱۔ غوث محی الدین سید شرف الانساب دکن ۱۳۳۲ھ (۲) روشن علی تذکرہ اولیائے راجپور مطبوعہ دکن
۱۳۔ پیر محمد لاہوری : خوارقات شاہ قمیص قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۱۱۹۔ ۲۔ ۵۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳۳۸) (۱۳۳۹) (۱۳۴۰) (۱۳۴۱) (۱۳۴۲) (۱۳۴۳) (۱۳۴۴) (۱۳۴۵) (۱۳۴۶) (۱۳۴۷) (۱۳۴۸) (۱۳۴۹) (۱۳۵۰) (۱۳۵۱) (۱۳۵۲) (۱۳۵۳) (۱۳۵۴) (۱۳۵۵) (۱۳۵۶) (۱۳۵۷) (۱۳۵۸) (۱۳۵۹) (۱۳۶۰) (۱۳۶۱) (۱۳۶۲) (۱۳۶۳) (۱۳۶۴) (۱۳۶۵) (۱۳۶۶) (۱۳۶

تھے جب باپ کے روبرو انہوں نے مکمل ظاہری و باطنی پائی تو بختاب جمال الدین ابو الحسن مخاطب ہوئے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء ان کے مرید بنے۔ چنانچہ شیخ عبدالحی محدث دہلوی بھی انہیں کے مرید باخلاص تھے۔ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صد ہا دفعہ بیداری و خواب میں زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہوئے۔ تمام عمر انہوں نے ریاضت و مجاہدہ و عبادت و تعلیم و تلقین میں گزاری۔ آخر سال ایک ہزار ایک ہجری میں بدخواہان قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روضہ حضرت کالمات میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

البقیہ حاشیہ شیخ حامد گنج بخشؒ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں شیخ موسیٰ اور شیخ عبدالقادر میں سجادہ نشینی کے مسئلہ پر جھگڑا شروع ہوا جو عرصہ تک چلتا رہا۔ بقول بدایونی : در میان شیخ عبدالقادر و شیخ موسیٰ برادر خوردش سالہائے دراز بر سر سجادہ ششیخت مناقشہ افتاد۔ (منتخب التواریخ جلد سوم ص ۹۱)

شیخ موسیٰ اوچ چھوڑ کر اکبر کے دربار میں آگئے اور یہاں اکبر نے آپ کو پانچ سو کا منصب دیا (ایضاً جلد ۳ ص ۱۰۰)۔ مابدا یونی کا بیان ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بادشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ بادشاہ کے حضور میں ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت شروع کر دیتے تھے اور کسی کو ان کے روکنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ (ایضاً جلد سوم ص ۹۲)

حضرت شیخ عبدالحی محدث دہلوی ۶۷ شوال ۹۸۵ھ / ۱۵۷۷ء کو حضرت سید موسیٰ گیلانی کے دامن سے وابستہ ہوئے تھے۔ شیخ نے ان پر خاص توجہ فرمائی تھی (رسالہ وصیت قلبی بحوالہ حلیق احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحی ۱۳۴)۔ شیخ موسیٰ پاک شہید کی ایک کتاب تیسیر الشاغلین (اوراد و معمولات) بھی شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کا سال وفات ۱۱۰۱ھ غلط ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے ”شمع جمع سیادت“ سے ۹۹۸ھ اخذ کیا ہے (بیاض خطی محزونہ کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب)۔

۲۔ ملاحظہ ہو :

- ۱۔ بحر الرائد احوال و عملیات وغیرہ شیخ موسیٰ پاک شہید، قلمی ملوک مولوی حکیم الرحمن انصاری
- ۲۔ عبدالحی دہلوی شیخ : اخبار الانبیاء ۳-۱۹۳۳ء۔ عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ
- ۳۔ موسیٰ پاک شہید شیخ : تیسیر الشاغلین مطبوعہ فیروز پور ۱۳۰۹ھ

۱۶۔ سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ

بزرگانِ خطہ لاہور سے بڑے بزرگ تھے۔ پہلے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور بعد عبادات و ایسا ناولی کامل ہوئے پھر نجمت شیخ الداد مداری کے حاضر ہو کر فیض پایا۔ پنجاب میں لوگ ان کو دیوانِ کامل کہتے تھے۔ رورودان کا لاہور میں اکبر بادشاہ کے وقت بنجارا سے ہوا اور موضع بابوسا بومیں ساتھ بکونت رکھی اور وہیں سال ایک ہزار پانچ میں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔

۱۷۔ شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری قدس سرہ

شیخ بملول دیوانی کے خلیفوں سے یہ بزرگ صاحبِ حال و جذب و شوق و ذوق و وجود و سماع مشہور ہیں۔ طریق ان کا ملائم تھا۔ پوشاک سرخ رکھتے تھے۔ اس لیے لال حسین مشہور ہوئے۔ ان کا دادا (گھس رائے) ہندو تھا جس نے فیروز شاہ تغلق کے وقت میں اسلام قبول کیا۔ اس کا بیٹا عثمان دیندار آدمی تھا اور جولاہوں کے کام سے وقتِ حلال پیدا کر کے گزارہ کرتا۔ اس کے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے۔ سات بجے برس کی عمر میں یہ ایک مغل ابو بکر نام کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بملول کا گذر اس مسجد میں ہوا اور حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ ضرور سال کی عمر میں ہی دلی کامل ہو گئے۔ من بعد حضرت مدتِ مدید عبادات اور ریاضاتِ شاقہ میں مصروف رہے اور کئی چلتے مزار کو ہر بار علیٰ مخدوم گنج بخش جویریؒ پر یکے اور تکمیل کو پہنچے حضرت کے خوارق و کرامات بے تعداد درج کتاب حقیقۃ الفقراء میں اور چند ان میں سے درج کتاب

۱۔ درمیان نستان مقل موضع بابوسا بطرح اقامت انداخت (خزینہ ۱۳۱/۱)

۲۔ عبدالرحیم نامی شخص سپہ دار خاص شاہی مرید وی بود (ایضاً)

۳۔ آزاد مشرب صوفیہ کے ایک سلسلہ کا نام ملائم ہے۔

۴۔ حقیقۃ الفقراء میں بعد برس سال ۹۵۵ھ میں حافظ ابوبکر کی شاگردی اختیار کرنے کا ذکر ہے (ص ۵۷)

۵۔ حقیقۃ الفقراء شیخ محمود معروف بہ پیر محمد نے شاہ حسین کے حالات و کرامات پر ۱۰۱۱ھ میں فارسی نظم میں لکھی۔

جسے مجلس شاہ حسین لاہور نے ۱۹۶۶ء میں شائع کر دیا تھا۔ اس کا اردو مشہور ترجمہ بھی چمپ چکا ہے۔ (راتی اگلے صفحہ پر)

خزینۃ الاصفیاء بھی ہیں۔ اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں۔ اس لیے ترک کی گئیں بحقیقۃ الفقراء میں لکھا ہے کہ خادم کامل و مکمل شیخ حسین کے کوہزار کس تھے اور مرید ایک لاکھ پچیس ہزار۔ ان میں سے سولہ خلفائے نامی گرامی ہوئے جن میں سے چار تو مخاطب بہ خطاب غریب تھے اور چار کا خطاب دیوان اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلادل تھا۔ چار غریب تھے۔ یہ پہلا شاہ غریب مقام رتی ٹھہرے متصل وزیر آباد مدفون ہے۔ دوم شاہ غریب لنگھی والے ضلع وزیر آباد میں تیسرا شاہ غریب بمقام چیلہ پور علاقہ دکن میں مدفون ہے۔ چوتھے شاہ غریب کی قبر حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چاروں دیوانوں میں سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و محبوب شیخ مادھو، دوسرے دیوان گورکھ تیسرے ایشور دیوان لاہور میں مدفون ہیں۔ چوتھے دیوان بخشی بیجا پور دکن میں اور چار خاکی پہلا مولائ بخش خاکی دوسرا خاکی شاہ لاہور میں مدفون ہیں۔ تیسرے خاکی شاہ وزیر آباد میں چوتھے حیدر خاکی دکن میں آسودہ ہیں اور چار بلادل اول شاہ رنگ بلادل دوم بدھو بلادل سوم شاہ مست بلادل لاہور میں چہارم شاہ بلادل دکن میں مدفون ہیں۔ ولادت با سعادت شاہ حسین کی سال نو سو پینتالیس اور وفات ۱۰۰۸ھ بعد شاہ اکبر (بقیہ حاشیہ) یہ کتاب زیادہ تر سماجی حکایات پر مبنی ہے۔ بغیر کسی تحقیق کے مطلب و یا پس اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جس سے شاہ حسین کی ذات پر کئی الزامات عائد کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۱۔ رجوع کنید بہ احوال مادھو کو کتاب ہذا۔

۲۔ شاہ حسین کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ تمام مقامی کتب تاریخ میں آپ کا سال وفات ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء لکھا ہوا ہے۔ ان میں حقیقت الفقراء ۱۰۰۸ھ قدیم ترین ہے۔ اس کے سات سال بعد ۱۰۰۷ھ میں مفتاح العارفین نے تألیف ہوتی ہے جس میں سال وفات ۱۰۱۳ھ درج ہوا ہے۔ (عبد الفناج، مفتاح العارفین قلمی ورق ۲۲۹-۲۳۰) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ حقیقت الفقراء میں مندرج سال وفات مشکوک ہے۔ لیکن معاصر مورخ علامہ جلالہ دہلوی نے وضاحت کی ہے کہ گنجات الرشید کی تصنیف ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء کے دوران مجھے لاہور میں معلوم ہوا کہ شاہ حسین ایک خوش الحان مغنیہ کا نغمہ سن کر بے خود ہو کر مکان کی چھت سے گئے اور فوت ہو گئے (گنجات الرشید، ص ۳۳) اس لیے ہمارے نزدیک معاصر مورخ دہلوی کے بیان کو دیگر متاخر تذکرہ نویسوں کے بیانات پر ترجیح حاصل ہے۔ تفتیش کا حاصل یہ ہے کہ شاہ حسین کا صحیح سال وفات ۹۹۹ھ ہے نہ کہ ۱۰۰۸ھ۔

وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار لاہور میں لٹے۔ قطعہ تاریخ :

طالب عشق و عاشق جانباز ماہ عالم حسین نور العین
گفت خوشحال دل تبویدش سال ترسیل شمع عشق حسین ۱۳۴۵ھ

۱۔ شاہ حسین ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ پھر اچانک اپنے استاد شیخ سعد اللہ لاہوری ف ۱۳۹۹ھ / ۱۵۹۰ء سے تفسیر مدارک پڑھ رہے تھے کہ جب استاد نے آیت وما الحیوة الدنيا الا لهود لعب (قرآن ۳۲ - انعام ۶) کے معنی بیان کیے تو شاہ حسین سمجھے کہ دنیا محض لہو و لعب کا نام ہے۔ شاہ حسین نے استاد سے کہا۔ مجھے حال درکار ہے قال نہیں۔ آپ نے طالب ملی کی زندگی ترک کر کے طریقہ ملامتیہ اختیار کیا (حقیقت الفقہ) ۵۴ - ۶۴) ہمارا خیال ہے کہ شاہ حسین اپنے استاد شیخ سعد اللہ ملتانئی ثم لاہوری کے نظریات سے ضرور متاثر ہوئے ہوں گے۔ شیخ سعد اللہ اکثر ملامتی مکتبہ فکر کی ترجمانی کرتے تھے۔ معاصر مورخ نظام الدین احمد نے واضح طور پر شیخ سعد اللہ کے بارے میں لکھا ہے۔ "بروش ملامتیہ سلوک می نمود (طبقات الہدیٰ لکھنؤ ۳۹۱) لیکن یہ حقیقت ہے کہ شاہ حسین نے آخری عمر میں تمام خلاف شرع حرکات سے توبہ کر لی تھی اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے تھے اور اسی حالت میں وصال فرمایا تھا (عبد اللہ خلیفگی قصوری : مدارج الاولیاء قلمی - ورق ۵۱۹ ب) ، عبد اللہ خلیفگی نے ہی غایت درجہ پابند شریعت بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری ف ۱۰۴۰ھ کا شاہ حسین کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ اگر مجھے علمائے ظاہر کے طعنوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اکثر شیخ حسین کے مزار پر جا کر استمداد کرتا (ایضاً : اخبار الاولیاء قلمی - ورق ۵۴ اب) اس قول سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں اس قول سے اس خبر کو مزید تقویت ملتی ہے کہ شاہ حسین نے آخر عمر میں غیر مشروع افعال سے توبہ کر لی تھی (۱۴) شیخ محمد طاہر لاہوری کی مزار شاہ حسین پر حاضری اور استمداد کی آرزو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شاہ حسین ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ان کی ولایت مسلمہ تھی۔

شاہ حسین کی اس وقت تک دو تصنیفات یعنی کافیاں پنجابی اور رسالہ تہنیت (فارسی نثر) منصفہ شہود پر آئی ہیں۔ رسالہ تہنیت میں تصوف کے مسائل سہل طریقے سے پیش کیے ہیں۔ راقم محمد اقبال مجددی کی تصنیف و تہذیب کے ساتھ اس رسالہ کا مکمل متن مجید معارف اعظم گڑھ اگست ۱۹۷۰ء اور پھر صحیفہ لاہور جولائی ۱۹۷۲ء میں چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو :

۱۔ شاہ حسین : کافیاں مرتبہ سچوہری محمد افضل لاہور ۱۹۶۷ء (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۸۔ شاہ شمس الدین قادری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات جستہ تھے۔ حضرت شاہ ابواسحق قادری لاہوری سے انہوں نے نعمتِ خلافت پائی اور لاہور ہی میں سکونت رکھ کے مشغول تدریس و تلقین ہوئے۔ دنیا کے طالب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کبھی خالی نہ جاتے شاہ جہانگیر بادشاہ ان کا کمال متقدّم ہر سال جب کشمیر کے سفر کو جاتا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ان کے کامل و کل مرید بہت تھے۔ چنانچہ شاہ بلاول لاہوری بھی ان کے کامل خلفاء میں سے ہیں۔ وفات ان کی سال ایک ہزار اکیس ہجری میں ہوئی اور روضہ منورہ لاہور میں ہے۔

۱۹۔ عاشق لاؤبالی شاہ خیمہ الدین ابوالمعالی لاہوری قدس سرہ

بن سید رحمۃ اللہ بن سید فتح اللہ کرمانی قادری قدس سرہ

یہ بزرگ بلادِ زاوہ حقیقی شیخ و فاضل کرمانی شیرگڑھی کے ہیں اور انہیں کے مرید تھے تیس سال تک یہ اپنے پیروشنِ ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل کو پہنچے اور بعدِ علمائے خرقہ خلافت لاہور کو مامور ہوئے۔ راستے میں جس جس مقام پر یہ منزل گزریں ہوتے۔ چاہ وہاں بھی و تالاب پختہ بنوائے

بقیہ حاشیہ ۲۲۔ ایضاً۔ تہنیت مرتبہ محمد اقبال مجددی مشمولہ صحیفہ لاہور جولائی ۱۹۷۲ء

۳۔ عبدالقادر بالائی، سبکداری رشید ۱۹۹۹ء مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق لاہور ۱۹۷۲ء صفحہ ۳۲

۴۔ داماد شکرہ، حسانات العارفین لاہور ص ۱، ص ۴

۵۔ پیر محمد، حقیقت الفقراء ۱۰۷۱ھ لاہور ۱۹۷۵ء

۶۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان پٹنہ، مصلح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی ۱۹۱۳ء ورق ۲۲۹-۷

۷۔ مجددی عبداللہ نوشیل قصبوی، اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ قلمی مملوک مولانا سید محمد طیب ہلالی قصہ ورق ۱۵۴، ۱۵۵ و ۱۵۶

۸۔ ایضاً، معارج الولاية قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۲۵۱۱- ورق ۵۱۹، ۵۲۰ و ۵۲۱

۹۔ محمد اقبال مجددی، "مادھولال حسین" مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب

جواب تک جھوٹائی عبدالعالی مشہور ہیں۔ لاہور میں آکر انہوں نے قبولِ عظیم حاصل کیا اور ہزاروں مریدوں خادم ہوئے۔ ادنیٰ کرامت ان کی یہ تھی کہ مریدان کا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفید ہو جاتا تھا۔ ان کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقادِ وحد سے زیادہ تھا۔ کتاب تحفہ القادریہ غوث الاعظم کے خوارق و کرامت کے ذکر میں ان کا تالیف کیا ہو مشہور اور دیوان اشعار ان کی اولاد کے پاس موجود ہے۔ اولاد ان کی لاہور میں سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم و فاضل ولی کی اولاد علم سے بے بہرہ ہے۔ ولادت شاہ ابوالعالی کی سال نو سو ساٹھ اور وفات سال ایک ہزار چوبیس میں واقع ہوئی۔

لے حضرت شاہ ابوالعالی، شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی کے برادر زادے، داماد اور خلیفہ تھے۔ قادریہ سلسلہ کی نشروائے کے لیے انہوں نے مسلسل اور انتھاک کو ششیش کی تھیں۔ آپ کی تصانیف میں سے تحفہ القادریہ، نعمات داؤدی، درحالات مرشد خود شاہ ابوالعالی، اس کا ذکر بدایونی نے کیا ہے۔ منتخب التواریخ (۲۸۸)، مونس جان زعفرانی، زار، گلستانہ باغ ارم، قلمی مملوک محمد اقبال جمیدی، شرح یازدہ بیعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (قلمی مملوک محمد اقبال جمیدی)، شعر بھی کہتے تھے۔ غریبی تخلص کرتے تھے۔

(ظہور الدین احمد: شاہ ابوالعالی (شاعر)، مقالہ مشمولہ نذرِ حسن)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تصنیفی کارناموں میں بھی ایک حد تک شاہ ابوالعالی کے مشورہ اور اصرار کو دخل تھا۔ فتوح الغیب اور مشکوٰۃ کی شرح انہیں ہی کے اصرار کا نتیجہ ہیں۔

مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو: عبدالحق دہلوی شیخ: اخبار الاخیار ۱۹۵

بدایونی عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲۸۸، ۳۱۳، ۳۱۴

عبدالحق شیخ: شرح فتوح الغیب ص ۷۲

ایضاً کتاب الکاتیب و رسائل ۲۲۷

خلیق احمد ظمی: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲۲۶ / ۲۲۹

عبدالحق حسنی: نزہۃ الخواطر ۳۲ / ۳۴

غلام سرور مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱ / ۱۴۹

ظہور الدین احمد: شاہ ابوالعالی شاعر مقالہ مشمولہ نذرِ حسن لاہور ۱۹۶۶ء

۲۰۔ شیخ محمد طاہر لاہوری قادری و نقشبندی قدس سرہ

مرد و خلیفہ شاہ سکندر بغیر کمال کی تعلیل جامع عبادات و ریاضات و علوم دینی و دنیوی و رموزات صوری و معنوی و خوارق و کرامت و جذبات و الہامات تھے۔ پہلے انہوں نے تکمیل اپنے مرشد ارشد شاہ سکندر کی تعلیل کی خدمت دیں، پائی پھر محضمت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر احمد فاروقی سرہندی حاضر ہو کر فوائد عظیم حاصل کیے اور ان کے ارشاد سے لاہور میں اگر مہدایت خلق مصروف ہوئے۔ ہزاروں لوگ ان کے ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہنچے۔ یہ حضرت تمام عمر کسی دولت مند کے پاس نہ گئے اور نہ ان کو اپنے دربار میں بار دیا۔ کتب احادیث و تفاسیر کی کتابت حضرت کرتے اور ہدیہ کر کے گزارد اوقات کرتے اور رات بھر ختم کی تلقین اور عبادت الہی میں گزارتے سلسلہ قادریہ میں یہ بزرگ اپنے عہد کے قطب وقت تھے۔ کوئی سائل دین و دنیا کا جو ان کے دروازے پر آیا خالی نہ گیا۔ سید آدم نبوی مجددی نقشبندی نے جب ان کی بزرگی کا شہرہ سنا۔ پاپادہ بنور سے لاہور میں آیا اور فیض یاب ہوا۔ وفات ان کی بروز پچنبہ وقت چاشت آٹھویں محرم سال ایک ہزار چالیس ہجری میں ہوئی اور عمر پچیس برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطہ مزار میں دفن ہوگا۔ میں نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہوگا۔

لے حضرت شیخ آدم بٹوی لکھتے ہیں :

ابن نسبت جذبہ را از حضرت شیخ طاہر لاہوری کہ خلفائی کبار حضرت پیر راست یافتہ ام و ابن نسبت در اہل اس طریقہ بر روح کمتر تاثیر می تواند نمود۔ برابر آنکہ اول نسبت جذبہ این بزرگواران از روح بقلب بظہور کردہ بسببیت بہ بدن متاثر می گردد و ہم در ادا اکل نسبت آگاہی بے چون و روح می رسد۔ پس بقلب بخلاف اہل طرق دیگر کہ تا دیر آن نسبت آگاہی بی کیفیت در ابتدا شان میسر نمیکرد و نسبت جذبہ قادریہ در ادا اکل سال از روحانیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی یافتہ بودم۔ اما برفاؤد و وسط حال خود این نسبت را ہم از خدمت شیخ طاہر مذکور من حیث استقرار یافتہ و ایشان را این نسبت بوسط شاہ اسکندر بغیر شاہ کمال کی تعلیل

رسیدہ بود عظیم رحمۃ۔ (آدم بٹوی شیخ : خلاصۃ المعارف جلد دوم قلمی ورق ۲۵۹ ب)

علیٰ وجہ مزار جناب پیر فیض بن گیلانی مذکور کتب کر رہے۔ ان کا گنا ہے کہ جدید تعمیر کے لیے مزار (باقی صفحہ)

قطعہ تاریخ

شیخ طاہر پاک باز و پاک دین اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ ہو گیا روشن کہ روشن آفتاب

۲۱۔ شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیستانی کے خلیفہ تھے۔ ان کا شجرہ اس طرح پر کتابوں میں لکھا ہے کہ
میاں میر لاہوری مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی اور وہ مرید احمد اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سید عابد
کبیر اور وہ مرید سید ابوالقاسم اور وہ مرید شیخ موسیٰ جلی اور وہ مرید شاہ ابوبکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ
مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قرشی اور وہ مرید حضرت قطب الافاق سید عبدالرزاق
اور وہ مرید اپنے والد ماجد محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے۔ ان
کے باپ کا نام قاضی سائیں دتہ بن قاضی قلندر فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت قاضی قادن
تھیں۔ سیوستان میں آپ پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں ان کے باپ فوت ہو گئے۔ بارہ برس
(بقیہ حاشیہ) کی کھدوائی کی گئی تو قدیم مزار بالکل مزار حضرت مجدد الف ثانی کی طرز پر بنایا ہوا تھا۔

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

- و محمد شمس کشی : زبدۃ المقامات ۳۴۶/۳۴۰ و بدر الدین سرہندی : حضرت القدس و قدوس ۲۹۹/۲۸۸
- و کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ — رکن اول ۳۲۶/۳۲۸
- و نامی غلام دستگیر : تاریخ جلیلہ ۲۰۹ و عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۳۸۱/۵
- و نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۱۴۱/۹۳ و سید الشیخ قسوسی : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۵۶ باب ۵۴
- و عبدالفتاح بن محمد نعمان بخشی : مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ خیر وانی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب
- و شاہ محمد قریشی : مخزن ہدایت و مرآت المعرفة ۱۲۸۱ قلمی ذخیرہ آذوقہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۷۳ ورق ۵۰ باب ۵۱
- و نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۱۴۱/۹۳
- و عبداللہ خوشی قسوسی : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۵۶ باب ۵۴

کی عمر میں علوم دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بسلسلہ عالیہ قادریہ جیت کر کے مصروفِ عبادات و ریاضات ہوئے۔ جب صغائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیتانی کی خدمت میں آئے اور تکمیل پائی اور بعد حصولِ خرقة و خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور میں پہنچے اور سکونت اختیار کی۔ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوتے اور جس دم کی یہ حالت تھی کہ ایک دم میں تمام رات گزرجاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بجاالت جذب و استغراق ایک ایک ماہ تک طعام کھانے کی نوبت نہ پہنچتی تھی حضرت کے خوارق و کرامت کے حال میں شہزادہ داراشکوہ نے ایک کتاب سکیۃ الاولیاء نام لکھی ہے۔ اس میں سب حال درج ہے۔ ولادت حضرت میاں میر کی بقول صاحب سفینۃ الاولیاء سال ۱۰۵۰ھ/ ۱۵۵۰ء میں وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی اور عمر ساسی برس کی اور حضرت پچیس سال کی عمر میں لاہور میں تشریف لائے اور ساٹھ

(بقیہ عاشق) آپ کا نام میر محمد اور لقب میاں میر اور شاہ میر تھا۔ میاں مقامی زبان میں صاحب کے معنی میں اور جبروت و عظیم کے لیے مستعمل ہے (داراشکوہ، سکیۃ الاولیاء، ۲۵) آپ کی ولادت سیوستان میں ۹۵۷ھ/ ۱۵۵۰ء میں ہوئی (ایضاً، سکیۃ الاولیاء، ۹۵) والد کا نام قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی تھا۔ آپ کا شجرہ نسب از روئے سکیۃ الاولیاء یہ ہے:

قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی

قاضی بولن میاں میر لاہوری قاضی عثمان قاضی طاہر قاضی محمد بی بی جمال خٹون بی بی باہوی لاہور میں مولانا سعد اللہ لاہوری اور اخوند نعمت اللہ سے مرویہ علوم کی تحصیل کی (ایضاً ص ۳۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

داراشکوہ، سفینۃ الاولیاء، ۴۹-۵۳

ایضاً، سکیۃ الاولیاء (دبا حوالہ مقامات حضرت میاں میرؒ) تہمدان ۱۹۶۵ء

عبد الحمید لاہوری: بادشاہ نامہ جز اول ص ۱۲، ۶۵، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۳۶

محمد صالح کنہر لاہوری: عمل صالح ۳۵۷-۳۶۰ جلد سوم

قانع ٹھٹھوی: تحفۃ الکرام

ایضاً: مقالات الشعراء حاشی از سید حسام الدین راشدی ۵۰۰-۵۰۳

عبد الحمی: نزہۃ الخواطر ۳۹۲/۵ و جہانگیر تونزک

بریں تک قیام رکھا اور حضرت میاں میر کے چار بھائی اور سوتھے اور دو بہنوں اور بھائیوں سے ایک کا نام میاں قاضی اور دوسرے کا قاضی عثمان تیسرے کا قاضی طاہر چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنوں کا نام بی بی بادی اور بی بی جمال خاتون تھا۔ روضہ حضرت کا لاہور میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔
 قطعہ تاریخ :

میر دنیا دیں میاں میر ست	واقف راز و محرم اسرار
ہست میر بہشت تولید شش	ہم میاں میر چشمہ انوار
بادی صدق میر اشرف خوان	وصل آں شاہ زبدہ اخبار
نیز فیض حق ولی آمد	ہم میاں میر دستگیر اے یار

۲۲۔ سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ قادری لاہوری قدس سرہ

مشائخ متاخرین میں سے یہ حضرت نہایت متقی و متشرع و صائم و قائم و عابد و زائد تھے۔ خرقہ فقرہ انہوں نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا۔ بزرگ ان کے ہمایوں بادشاہ کے ساتھ ہرات سے ہند میں آئے۔ بادشاہ نے قصبہ شیخوپورہ ان کی جاگیر میں دیا اور وہ اسی مقام پر سکونت پذیر رہے۔ ولادت شاہ بلاول کی بھی اسی مقام پر ہوئی۔ کتاب محبوب الوصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مادر زاد ولی تھے۔ سات برس کی عمر میں ایک روز حضرت کے ہمسائے کا ایک لڑکا جو آٹھ برس کا تھا

اسے شاہ بلاول لاہوری اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ شاہ جہاں اور دارا شکوہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپ کے حالات پر ایک رسالہ آپ کے پوتے شیخ عبدالغنی کے حین حیات لکھا گیا تھا اس کا مصنف بعض روایتیں ان کی زبانی بیان کرتا ہے۔ عبدالغنی بن شیخ محمد حیات بن شاہ بلاول کا ذکر بھی اسی رسالہ میں ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو

• عبد الحمید لاہوری : بادشاہ نامہ جلد دوم جز دوم ۳۳۴

• محمد صالح کینر لاہوری : عل صالح جلد سوم ۳۶۱

• دارا شکوہ : سکینۃ الاولیاء مطبوعہ تہران ۵۰، ۱۲۶

• رسالہ در حالات شاہ بلاول اردو ترجمہ ناشر ملک فضل الدین لاہور

• مقصود ناصد : تاریخ شیخوپورہ۔ لاہور ۱۹۶۳ء ۳۰۷ — ۳۰۵

مُریا۔ اس کے ماں باپ رونے لگے۔ شاہ بلاول زندہ کی چار پائی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ
اے دوست بے وقت سونا کیا ضروری ہے۔ اٹھ بیٹھ کہ آپس میں کھیلیں۔ لڑکا فی الفور زندہ ہو
گیا اور اٹھ کر ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضرت نے تعلیم ظاہری مولانا ابوالفتح لاہوری سے پائی اور تلقین
حضرت شاہ شمس الدین سے جب تکمیل کو پہنچے۔ قبولِ عظیم پایا۔ ہزاروں طالبان کے مرید ہوئے
حضرت نے لنگر عام جاری کیا۔ ہزاروں مسافر، غریب، مسکین دو وقتہ کھانا آپ کے لنگر سے کھاتے
تھے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار چھیالیس ہجری میں واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان اور
عمر ستر برس کی۔ مزار گومہار بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔
قطعہ تاریخ :

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے حضرت حق سے بلا ان کو بہشت
ان کا نور معرفت ہے خاتمہ دوسری تاریخ ہے نیکو شریعت

۲۳۔ سید محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور

بن سید بہاول شیر گیلانی حیدریؒ

مرید و خلیفہ سید جمال اشحیات المیزانہ پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت و شرافت و عبادت
و ریاضت و خوارق و کرامت تھے۔ جب ان کے باپ شاہ ابوالمعالی فوت ہو گئے تو یہ نو سالہ رہ گئے
بعد حصول فراغِ علوم ظاہری ان کو شوق تحصیل و روزِ باطنی ہوا تو یہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی امید پہلنے
جد بزرگوار بہاول شیر کے روضہ میں جلتے اور بعد ذکر و شغل و نماں ہی سو رہتے۔ ایک رات جد بزرگوار کو خواب
میں دیکھا اور انہوں نے فرمایا اے نور العین۔ تیرا حصہ ہمارے پاس نہیں بلکہ حیات المیزانہ پیر کے
پاس ہے۔ تم لاہور جاؤ و نماں ان کو پاؤ گے اور وہ تم کو نعمتِ باطنی بخشیں گے۔ پس شاہ محمد مقیم اس ارشاد

۱۔ احمد علی استر آبادی، تذکرہ مقیمی، ۱۸۷۲ء قلمی خزائن کتابخانہ گل محمدی، راولپنڈی ص ۳۲

(دیکھ کتاب بیاعتق شاہ طیف بری)

کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے۔ جب گورتان میانی میں بحوار مزار شیخ محمد طاہر لاہوری پہنچے تو حیات الیر کو ایک حجرہ میں پایا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایک نظر فیض اثر پیر روشن ضمیر سے تکمیل پائی۔ حضرت کی ذات بابرکات سے خوارق و کرامات بہت صادر ہوئے۔ جن کی تشریح کتابوں میں لکھی ہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بمقام حجرہ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۲۴۔ شیخ مادھولاہوری قدس سرہ

خلفائے شیخ حسین لاہوری سے پیر بزرگ اپنے پیر روشن ضمیر کے محبوب و مطلوب تھے۔ قصبہ شاہدرہ میں ان کے باپ مال ہو قوم کے برہمن تھے رہتے تھے حضرت حسین ان کے حسن و جمال پر بدل و جان عاشق ہو گئے اور بجز محبت اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ شیخ مادھو بھی بارادرت صادق الہ تذکرہ مقیمی میں میانی شریف میں حاضری کے بارے میں ضرور تحریر ہے لیکن بحوار مزار حضرت شیخ محمد طاہر کا ذکر نہیں ہے اگر مفتی صاحب کی یہ روایت درست ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ شیخ محمد طاہر کی وفات ۱۰۴۰ھ کے بعد شاہ جمال اللہ سے بیعت ہوئے تھے۔

۱۵۔ اس کا ذکر خود ایک شعر میں فرماتے ہیں

مزارِ نبی بجزاں ہاں غلط پرورد کر موبہ بنو محمد حسن و جمال گردیدم (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱۷)
۳۔ قریب العہد ماخذ تذکرہ مقیمی (قلمی ص ۲۳) میں آپ کا سال وفات نہم شوال ۱۰۵۰ھ ہے جو درست تسلیم کرنا چاہیے۔ سید محمد تقیم محکم الدین چودیؒ کی ایک تصنیف و العجائب و در بیان معرفت و طریقت، سجادہ نشینان مجو نے شائع کی ہے۔ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی بھی فصوص الحکم کے بعض مطالب کا حل دریافت کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۲۷)

ملاحظہ ہو :

۱۔ اسماعیل استرآبادی : تذکرہ مقیمی ۱۱۶۲ھ قلمی خزائن کتاب خانہ گنج بخش (اولیسنڈی)

۲۔ محمد تقیم محکم الدین سید : دُر العجائب : حجرہ ۱۹۶۴ء

۳۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری (اردو ترجمہ ۶۷)

ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بر اسلام ہوئے اور تربیت تکمیل پاکر ولی کامل ہوئے تمام عمر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر وہ فوائد حاصل کیے کہ مشائخ وقت سے ممتاز ہوئے جب حینِ وفات پائی ان کے مزار پر مجاور رہے۔ ولادت شیخ مادھو کی نو سو و تراسی اور وفات ایک ہزار چھتین ہجری میں واقع ہوئی اور تہتر سال کی عمر پائی۔

۲۵۔ خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری قدس سترہ

میاں میر بلال پیر لاہوری کے خلیفہ صاحب کمال اہل حال و قال تھے۔ میاں میر کی وفات کے بعد انہوں نے ہنگامہ شیخت گرم کیا۔ ہزار خالق خدا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب ولایت لے میں مادھو نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ پیر محمد، حقیقت الفقراء ص ۵۳،

ص ۲۷، رذی الحجۃ ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء پیر محمد، حقیقت الفقراء ص ۱۶۵، اور اپنے شیخ کے احاطہ میں دفن ہوا۔ میاں مادھو کا ذکر میں فقط حقیقت الفقراء ہی میں ملتا ہے۔ ورنہ تعجب ہے کہ ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء سے لے کر ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء تک جو کتا ہیں تالیف ہوئی ہیں اور جن میں شاہ حسین کا ذکر موجود ہے۔ ان میں مادھو کا نام تک درج نہیں ہوا۔ ان میں عبد القادر بدایونی کی نہایت الرشیدہ ۹۹۹ھ، حسنات العارفین، دار الشکوہ ۱۰۲۲ھ اخبار الاولیاء مجددی ۱۰۷۷ھ، مفتاح العارفین، عبد الفتاح ۱۰۷۸ھ اور معارج الولاہی مجددی ۱۰۹۶ھ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر دار الشکوہ نے حسنات العارفین کسی ہی اسی نقطہ نظر سے تھی۔ اس کیلئے شاہ حسین کی داستان عشق مجازی سے بڑھ کر کوئی شے قابل تحریر ہو سکتی تھی۔ لیکن پھر اچانک ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۰ء میں ایک غیر محقق اور عقیدت کیش مصنف پیر محمد حقیقت الفقراء کے نام سے شاہ حسین کے سوانح کے موضوع پر تمام ربط و یاسیں جمع کر تا ہے اور اسی کے ذریعہ مادھو کی داستان عشق کو ہوا ملتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ پیر محمد، حقیقت الفقراء، مجلس شاہ حسین لاہور

۲۔ غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ۱۶۶/۱

۳۔ عمراقبال مجددی : مادھو لال حسین لاہوری مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور

۴۔ ذراحد چشتی : تحقیقات چشتی

کو پہنچے۔ محمد داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک رات خواجہ بہاری نواب غازی خاں کے گھر بتقریب دعوت مہمان تھے اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی۔ اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے بہر شخص الگ تقریر کرتا تھا۔ خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھے اور آگ میں جا کر ایک ساعت تک ٹھہرے رہے۔ ایک بال ان کا نہ جلا۔ پھر اپنی جگہ پر آئے اور کہا کہ توحید کے لیے حال درکار ہے نہ قال جب انسان پر حال غالب ہو جاتا ہے تو آگ پانی، ہوا، خاک، شیر، سانپ غرض کوئی دشمن اس کو آزار نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ سب مخلوق اس کی مطیع ہوتی ہے۔ وفات خواجہ بہاری کی سال ایک ہزار اٹھ ہجری میں ہوئی اور مزار متصل روضہ میاں میر کے ہے۔

۲۶۔ شاہ سلیمان قادری قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے۔ ان کا باپ منگو قوم موچی موضع بھیکوال میں رہتا

۱۔ ملا خواجہ بہاری کا تعلق حاجی پور پٹنہ سے تھا۔ ابتدائی عمر میں تحصیل علوم کے لیے قصبہ کودہ پور میں شیخ جلال اولیاء کی خدمت میں رہے۔ پھر حضرت میاں میر کی کشش انہیں لاہور لے آئی اور لاہور ہی میں ملا فضل سے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حضرت میاں میر سے بیعت ہوئے (داراشکوہ : سکینۃ الاولیاء ۲۰۵) داراشکوہ لکھتا ہے کہ ۱۰۵۱ھ / ۱۶۴۱ء میں شاہ ایران نے قندھار پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو مین نے اس سے تجارت کے لیے ملا خواجہ بہاری سے دعا کی درخواست کی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسے زہر دے کر مار دیا گیا (ایضاً ۲۰۸) ملا خواجہ بہاری کا مسکن لاہور میں ملا فضل کے مدرسہ میں تھا۔ بعد میں کہیں اور منتقل ہو گئے (ایضاً ۲۰۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ داراشکوہ : سکینۃ الاولیاء ۵۳، ۶۴، ۹۵، ۱۱۴، ۱۳۵، ۲۰۵، ۲۰۸

۲۔ ایضاً : سفینۃ الاولیاء ۷۳ ۳۔ عبد الحمید لاہوری : بادشاہ نامہ ۳۳۳، ۳۳۴

۴۔ محمد صالح کنہو لاہوری : عمل صالح ۳/۳۷ (میں سال وفات ۱۰۰۰ھ درج ہے۔ مطبوعہ نسو میں

سال وفات کے بعد سوالیہ نشان ڈال دیا ہے اور پھر خطی نسخوں میں بھی یک ہزار کے بعد بیاض ہے جس کا مطلب ہے کہ مصنف کو صحیح سال وفات کا علم نہیں ہو سکا تھا،

۵۔ غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاصفیاء ۱/۱۶۸ — ۱۶۹

۶۔ شاہ سلیمان قادری کے والد شیخ عبداللہ معروف میان منگو قوم قریشی سے تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

تھا جب شاہ سلیمان خرد سال تھا تو ایک رات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے۔ شاہ سلیمان اس وقت گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے۔ شاہ معروف نے ان کو بغل میں لے کر پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہ لڑکا ہماری امانت ہے۔ اس کی پرورش بخوبی کرنا۔ غرض جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور کمالان وقت سے ہوئے یہ بزرگ سماع سنتے اور وہیں ایسے بے ہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت تک پہنچ جاتے۔ ہزاروں ان کی بیعت میں آکر مدارج اعلیٰ تک پہنچے۔ تمام عمر حضرت طلباء کی ہدایت میں مصروف رہے آخر سال ایک ہزار پینسٹھ ہجری میں وفات پائی۔

۲۷۔ سید جان محمد حنوری بن شاہ نور بن سید محمود حنوری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب محبت و جذب و خوارق و کرامت مشہور ہیں۔ جد بزرگواران کے سید محمود جن کا ذکر جزا اول اس کتاب میں درج ہو چکا ہے۔ کو خود سے آکر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ انہوں نے تربیت و تکمیل اپنے باپ سید نور اور جد بزرگوار سے پائی اور ان کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے۔ ہزاروں خدام ان کے حلقہ ارادت میں آئے اور قبول عظیم حاصل ہوا۔ لاہور میں متصل موضع گردھی شاہو میں ان کا مزار ہے اور ۱۰۶۵ھ میں حضرت فوت ہوئے ان کی اولاد بھی لاہور میں رہتی ہے مگر علم دینی و دنیوی سے بے بہرہ ہے۔ جلد سازی وغیرہ کاموں پر گزارہ کرتے ہیں۔ مزار پر سجادہ نشین وہی ہیں۔

۲۸۔ سید عبدالرزاق المشہور شاہ چسراغ قادری لاہوری قدس سرہ

مشائخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ جامع علوم ظاہری و (بقیہ حاشیہ) آپ موجد نہیں تھے شجرہ نسب قریشیان بحوالہ شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ۴۵، عمر بخش رسولنگری، مناقبات نوشاہی قلمی ملوک سید شرافت نوشاہی۔
ملک بھیلوال کی بجائے بھیلوال ہونا چاہیے۔

۱۰۱۲ھ میں فوت ہوئے (عمر بخش، مناقبات نوشاہی قلمی، ۱۰۶۵ھ غلط ہے۔) (ریک)

شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد اول ۴۵-۸۹۹، جلد دوم ۱۰۳۰-۱۰۳۱

باطنی تھے۔ ان کے باپ کا نام سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن محمد غوث بالا پیر بن ابی العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث ادھی طلی گیلانی تھا جس روز میر پیدا ہوئے ان کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہ فرزند ہمارے گھر کا ایک چراغ پیدا ہوا ہے جس سے تمام خاندان روشن ہوگا۔ ان کا نام شاہ چراغ مقرر ہوا۔ ان کو سیر کا شوق تھا۔ اکثر ملکوں کی انہوں نے بطور تجرید سیر کی جو میں شریفین میں بھی تشریف لے گئے۔ شاہ جہان بادشاہ ان کا کمال معتقد تھا۔ اس نے ہر چند چاہا کہ ایک اپنی لٹکی ان کے یا ان کے فرزند سید مصطفیٰ کے ساتھ منسوب کرے۔ قبل ازیکہ وفات حضرت کی باقیہوں ذی قعدہ سن ایک ہزار اٹھ سو چھی میں واقع ہوئی اور روضہ حضرت کا لاہور میں ہے۔

۲۹۔ شیخ شاہ محمد المشہور بہ ملا شاہ قادری لاہوری قدس سرہ

حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے خلفاء میں سے یہ حضرت بڑے زاہد و عابد و موحّد و متقی تھے۔ کیفیت ان کی اخوند اور لقب لسان اللہ اور باب کا نام ملا عبدی مولد و وطن موضع ارگستان ملک بدخشاں تھا۔ بچپن میں یہ حضرت طالب حق ہو کر وطن سے نکلے اور اگر دیکھ گئے بھلاہور میں آتے اور حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے اور اپنے پیر کے مریدوں میں سے زہد و بیاضت و مجاہدہ و ترک دنیا میں امتیاز حاصل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی خادم اپنے پاس نہ رکھتے۔ اپنے گھوڑے کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ جلاتے۔ سوائے ایک بوری کے کبھی فرش کے محتاج نہ ہوتے۔ ذکران کا ہمیشہ جس دم کے ساتھ ہوتا۔ تمام عمر میں کبھی آنکھیں ان کی نیند سے آشنا نہ ہوئیں اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہ ان کی عادت میں داخل تھا کہ حشرات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر میں ہم کو غسل جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل

۱۔ یاران و معتقدان حضرت الشیخ و حضرت اخوندی گویند (داراشکوہ، مکتبۃ الادبیات تہران ۱۵۲)

۲۔ لقب الشیخ انجاں سبھی لسان اللہ است (ایضاً ۱۵۲)

۳۔ ملا عبدی قاضی موضع ارگسا بدوہ اند (ایضاً ۱۵۴)

۴۔ مولد حضرت الشیخ موضع ارگسا است کہ از مضافات بدخشاں است چنانچہ اس بیت را خود فرمودہ اند

ملک من از ملک ملک بدخشاں آمد از بلاد بدخشاں و از قریٰ از ارگسا (ایضاً ۱۵۴)

نکاح اور عیند سے متعلق ہیں اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوتے ہیں۔ سات برس میں انہوں نے تکمیل پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزار ہا طالبانِ خدا ان کی توجہ سے مراتبِ قربِ الہی سے مستفید ہوئے۔ کشمیر میں شیعہ لوگ ان سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ مگر جب روٹو آئے تائب ہو جاتے۔ یہ حضرت شاعر بھی تھے۔ ان کا دیوانِ فارسی عمدہ تصانیف ان کی میں سے ہے اور ہر ایک شعر میں سے مضامین وحدت وجودی مترشح ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰۶۹ھ میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاهور میں بیرون مزار میاں میر بالا پیر ہے۔ اب ان کے مزار کے احاطہ میں موضع میاں میر آباد ہے۔ ان کا روضہ داراشکوہ نے کئی لاکھ روپے خرچ کر کے بنوایا تھا جس کے پتھر تمام وکمال رنجیت سنگھ اتروا کر امرت ٹکڑے کیا۔

۱۔ ملا شاہ بخشی کی رباعیات کا ایک ضخیم خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری نمبر ۱۵۸۶/۶۱ میں موجود ہے۔
۲۔ ملا شاہ کا سال وفات ۱۰۶۹ھ غلط ہے۔ کیونکہ نزع کے عالم میں ملا شاہ نے اپنا سال وفات ۱۰۷۲ھ خود قلم کیا تھا۔ دوا غلام، تاریخ کشمیر (صفحہ ۱۶۲)، توکل بیگ مصنف نسخہ احوال شاہی ملا شاہ سے ۷۱-۱۰۷۲ھ میں ملا تھا (توکل بیگ نسخہ احوال شاہی خطی برٹش میوزیم ریاضیہ ۱۳۰، اور سال وفات ۱۰۷۲ھ میں کوئی معاہدہ اختلاف نہیں ہے۔ متاخرین میں اختلاف پایا جاتا ہے جو چنداں اہم نہیں۔

۳۔ کشمیر لال، تاریخ لاہور ۲۴

ملا شاہ بخشی نہ صرف ایک صوفی بلکہ شاعر بھی تھے۔ ان کا مجموعہ رباعیات مذکورہ کے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر کے ۲ خطی نسخے سجاد علم میں ہیں (۱) نسخہ جی معین الدین صاحب لاہور (بقول ڈاکٹر ظہیر الدین احمد صاحب چنداں) کی تفسیر ہے (۲) ذابئی۔ ملا شاہ ۹۹۲/۱۵۸۶ھ میں بدخشاں میں پیدا ہوئے۔ ۱۰۷۳ھ / ۱۶۱۴ء میں ہندوستان میں آئے۔ صفحہ ۵

۱۔ جہاں آمار، صاحبہ احوال ذکر۔ ۱۰۱۰ھ خطی مملوکہ پروفیسر محمد اسلم لاہور جس کا مخلص اردو محمد ابوالہیثم فارسی تیار کیا تھا۔ منتر، نال کالج مید۔ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء

۲۔ داراشکوہ، سبکتہ الاول، ۵-۱۰۷۲ھ، ۵۲-۶۲، ۷۰، ۷۳، ۱۲۳۰، ۱۳۲۰، ۱۴۰۰، ۱۴۶۰، ۱۵۱۰

۳۔ ایضاً: سفینۃ الاولیاء، ۱۰۷۹ھ، گشتو، ۴۔ ایضاً: شطیحات اردو ترجمہ، ۲۱، ۳۹، ۴۹

(باقی اگلے صفحہ پر)

۵۔ عبدالحمید لاہوری، بادشاہ نامہ

۳۰۔ شیخ حاجی محمد قادری المشہور حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ

یہ بزرگ ماورزاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے۔ حالات جذب و سکر و محبت و عشق و شوق و ذوق ان کی طبیعت پر غالب تھی اور زہد و ریاضت، تقویٰ و خوارق و کرامت میں طاق بیکارہ آفاق تھے۔ طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں ان سے شروع ہوا۔ ان کے والد بزرگوار حاجی علاء الدین بھی بڑے بزرگ تھے جنہوں نے تمام عمر میں سات مرتبہ حج کیا اور زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوئے حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی جیونی بھی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ سترو سال کی عمر تک حضرت نے علوم ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارک دنیا ہو کر نیتیاں سامنے لایں قیام کیا اور ذکر الہی میں مشغول ہوئے مگر والدین نے ان کو وہاں نہ چھوڑا وہاں سے آکر حضرت بو سید ملا کریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اور چند

(بقیہ حاشیہ) ۴۔ محمد صالح کنبو: عمل صالح جلد سوم ۳۴۳-۳۴۴

۵۔ توکل بیگ، انوار احوال شاہی (حالات و مقامات قلاشاہ) ۱۰۷۷ برٹش میوزیم (ریونیو میسٹ) اس کے فرانسیسی خلاصہ کے لیے دیکھئے Molla - Shari et le Spiritualisme Oriental, par M.A de Kremer (Journal Asiatique vi Serie, Tome xlii, (1869) pp. 105-109) (1009)

۸۔ فانی عنین: دستان مذاہب مہدی ص ۳۱۹ - ۳۲۷

۹۔ ایضاً، شہنویات فانی۔ مرتبہ امیر حسن عابدی کشمیر ۱۹۹۷ء

۱۰۔ طاہر نصر آبادی: تذکرہ ص ۶۳ ۱۱۔ نجم الحسن: مرآۃ العالم قلمی دانشگاه پنجاب دق ۲۵۵ ب

۱۲۔ شیخاں لودھی: مرآۃ النیال ۱۲۷-۱۳۹ ۱۳۔ محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۱۹۱-۱۹۲

۱۴۔ محمد اسلم پسرودی: فرحۃ الناظرین ۴۸-۵۰

۱۵۔ زمرہ: احوال و آثار ملا شاہ بخشی (مقالہ برائے حصول درجہ بی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی لاہور)

۱۶۔ متن میں نادشاہ لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔

۱۷۔ سائل بار کی بجائے گوئل بار ہونا چاہیے

بہال میں کجبال زہد و ریاضت تکمیل کو پہنچے۔ کرامت و خوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے۔ ان کا انتہا نہیں ہے جو کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ محمد حیاتؒ میں مفصل مرقوم ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۱۰۳ھ میں واقع ہوئی اور پیر فیاض حضرت کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ تذکرہ نوشاہی حضرت حافظ سید محمد حیات ربانی نوشاہی ساہنپالوی (ف ۱۱۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کا سال تالیف ۱۱۴۶ھ ہے۔ یہ کتاب اصل میں رسالہ الاعجاز مولفہ مرزا احمد بیگ لاہوری کی مشروح نقل ہے۔ بعض حالات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس میں صرف حضرات نوشاہیہ کے حالات ہیں۔ اس کتاب کے کئی خطی نسخے پائے جاتے ہیں۔ چار نسخے مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ کے کتب خانے میں ہیں۔ دو نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہیں۔

۲۔ حضرت نوشہ کا سال ولادت ۹۵۹ھ بمطابق یکم رمضان ہے (مناقب نوشاہی قلمی) آپ کا صحیح سال وفات ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ ہے۔ ۱۱۰۳ھ غلط ہے۔ سید شرافت نوشاہی نے تحقیق سے ثابت کیا ہے (شریف

التواریخ جلد اول صفحہ ۹-۱۰۳۵، جلد دوم ۱۶-۳۳، ۸۹۲۰-۹۰۹ جلد سوم صفحہ ۵۹-۶۰)

آپ کا مرزا شریف اس وقت ساہنپال شریف ضلع گجرات پنجاب میں ہے۔ نوشہ صاحب کار دو اور پنجابی کلام: ”گنج شریف“ سید شرافت نوشاہی نے انتخاب کر کے مرتب کیا ہے جبہ دار الموحین لاہور نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ رضی الدین متضنی کنہی، رسالہ تحفہ رضویہ، مشمول رسالہ الاعجاز مولفہ مرزا احمد بیگ لاہوری قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی۔

۲۔ احمد بیگ مرزا لاہوری، رسالہ الاعجاز ۱۱۰۷ھ قلمی مملوکہ ایضاً

۳۔ صداقت محمدیہ کنہی: ثواب المناقب ۱۱۲۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً

۴۔ محمد حیات حافظ، تذکرہ نوشاہی ۱۱۴۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً

۵۔ پیر کمال بن شیخ عثمان لاہوری: تحائف قدسیہ ۱۱۸۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً

۶۔ امام بخش برقدازی جالندھری: مرآۃ الغفوری ۱۱۸۶ھ قلمی

۷۔ محمد اشرف منجری: کنز الرحمت ۱۲۲۰ھ مطبوعہ لاہور ۱۳۳۰ھ

۸۔ غلام محی الدین فقیر لاہوری: تشریف الفقراء حدود ۱۲۴۱ھ قلمی مملوکہ ایضاً

۹۔ شرافت نوشاہی سید: شریف التواریخ ۱۳۵۵-۱۳۹۴ھ جلد سات ہزار صفحات قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

قطعه تاریخ

حضرت حاجی محمد پیرنوشہ گنج بخش
کرد چون آخر عروج از فرش بر عرش بریں

آنکہ شد مشہور در اہل جہاں اجلال او
پیر فیاض است ہم اہل سخاوت سال او

۳۱۔ شیخ حسن پشاورى قادرى گیلانى قدس سرہ

یہ بزرگ نسبت قادریہ اعظمیہ میں اپنے باپ سید عبداللہ گیلانی کے مرید تھے۔ پہلے ان کا جید امجد سید محمود بغداد سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ کے ملک میں آئے اور چند سال سکونت رکھی جب وہ فوت ہوئے تو ان کے باپ سید عبداللہ نے پشاور میں اگر سکونت اختیار کی ان کی نسبت آبائی بچند واسطہ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہنچتی ہے۔ اس طرح پر کہ سید حسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید عبدالقادر بن سید الیاس بن بدر الدین حسن بن سید شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن سید احمد بن شمس الدین بن یحییٰ شہید تاتاری بن احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الافاق سید عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و تلقین طلباء میں صرف کی۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

۱۰۰
 یہ شجرہ نسب مفتی صاحب نے غلط لکھا ہے۔ صحیح شجرہ نسب خود حضرت شاہ محمد غوثؒ نے اس طرح وضع فرمایا ہے۔ حضرت علیؒ ابن ابی طالبؓ، حضرت امام حسنؒ، حضرت حسن ثانیؒ، حضرت عبداللہ محضؒ، موسیٰؒ، یحییٰؒ، عبداللہؒ حضرت موسیٰؒ، دادوؒ، حضرت محمدؒ حضرت یحییٰؒ زاہدؒ، ابو عبداللہؒ، ابو صالحؒ موسیٰؒ، حضرت شیخؒ عبدالقادر جیلانیؒ، سید عبدالرزاقؒ، سید ابوصالح نصرؒ، ابوالدین احمدؒ، سید شرف الدین ابو یحییٰؒ، سید شمس الدینؒ، سید علاء الدینؒ، سید عبداللہ حسنؒ، سید شرف الدینؒ، سید شرف الدین قاسمؒ، سید احمدؒ، سید حسینؒ، سید عبدالباسطؒ، سید عبدالقادرؒ، سید محمودؒ، سید عبداللہ تہجدؒ، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

پندرہ میں فوت ہوئے۔ پشاور میں مدفون ہیں۔

۳۲۔ شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے صاحب علم و عمل جامع شریعت و طریقت تھے دعوت اسمائے الہی میں حکم کا حکم قطعی تھا جو زبان مبارک سے فرماتے ظہور میں آجاتا۔ ہزار ہا خوارق و کرامات بے اختیار ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ شجرہ ان کا حضرت شاہ محمد گوالیاری کے ساتھ اس طرح منہی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا مرید و خلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مرید شیخ الہ داد قادری اکبر آبادی اور وہ مرید شیخ محمد جلال اور وہ مرید سید نور اور وہ مرید سید زین العابدین حسینی اور وہ مرید شیخ عبدالغفور۔
 حضرت سید حسن پشوری کی ولادت جمادی الآخر ۱۲۳۳ھ / ۱۷۱۴ء میں ٹھٹھہ میں ہوئی۔ آپ کے حالات اور سماعی ارشاد و تبلیغ کا مفصل جائزہ حضرت میر علی الدین معروف بہ غلام کشمیری بن سید محمد عابد بن شاہ محمد غوثؒ نے اپنے رسالہ خوارق العادات میں لیا ہے۔ فرید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

- ۱۔ شاہ محمد غوثؒ لاہوری: رسالہ در کسب سلوک و بیان طریقت و تحقیق۔ مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ
- ۲۔ محمد امیر شاہ قادری گیلانی: تذکرہ مشائخ قادریہ سنہ ۲۶-۶۴
- ۳۔ محمد امیر شاہ: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد۔ دو جلد
- ۴۔ غلام میر کشمیری: خوارق العادات و درحالات و مقامات سید حسن پشوری زبان حضرت شاہ محمد غوثؒ لاہوری، بسال ۱۱۸۹ھ قلمی ملوک مولانا سید محمد امیر شاہ قادری۔ پشاور،
- ۵۔ نامی غلام دستگیر: سوانح شاہ محمد غوث لاہوری۔ لاہور (س۔ن)
- ۶۔ شاہ رضا قادری نے اپنی تصنیف ارشاد العاشقین میں اپنا پورا نام شجرہ نسب اس طرح لکھا ہے: محمد رضا بن شیخ محمد فاضل بن شیخ اسد اللہ لاہوری قادری (شاہ رضا: ارشاد العاشقین قلمی ملوک محمد اقبال مجتہدی)
- یہ کتاب اکبر نگہ میں ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء میں تصنیف کی گئی جس میں مختلف اور دو وظائف کا بیان و اسناد ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے مفتی صاحب نے شیخ محمد فاضل لاہوری کے بارے میں وضاحت نہیں کی کہ آپ شاہ رضا کے والد تھے۔ لیکن آپ نے خود انہیں اپنا والد لکھا ہے۔ شاہ رضا بھی اپنے والد کی طرح لاہور کے قاضی تھے مولانا عبدالحی لکھتے ہیں۔ صرف عمرہ فی الفتاویٰ القدریس (عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۴/۳۰۵)

عکس تحریر حضرت شاه رضا قادی ۳۴ هجری "بر وزن اول کتاب مطالع الاطالین نامتختم کوهستان - چنانچه تحریر کتابخانه آستان قدس - قزوین و کتابخانه



اور وہ مرید شیخ فیض الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیادی کے۔ وفات ان کی بارہویں جمادی الاول ۱۱۱۸ھ میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

۳۳۔ سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

شاخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے۔ اول بغداد سے ہند میں آئے اور متصل وزیر آباد کے ایک گاؤں کشند نام آباد کر کے سکونت اختیار کی نسبت آبائی اس طرح پر حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی مثنیٰ ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحییٰ بن شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الافاق سید عبدالرزاق بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز وفات ان کی ۱۱۳۶ھ میں واقع ہوئی اور بمقام کوئلہ مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد موضع خان پور میں سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ پیری کا اب تک جاری ہے۔

۳۴۔ شاد عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفا میں سے صاحب مراتب عظیم جامع علوم الشہ شاہ عنایت قادری سب سے پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کے ہندو اکثریت والے صوبوں کو دار الحرب قرار دیا۔ آپ کا پورا نام حافظ ابوالمعارف محمد عنایت اللہ حق قادری شطاری تھا شاہ عنایت ذیل الاطلاق قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی، شاہ عنایت، غایت الواشی قلمی مغزوز کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، آپ کے والد کا نام پر محمد تھا۔ شاہ عنایت نے علوم ظاہری کی تحصیل مولانا سید ابوالنصر عرف سید الیاس، مولوی عبدالماوی لاہوری سے کی اور پھر حضرت شاہ علی رضا فاروقی بنیرہ حضرت مجدد الف ثانی ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء اور شیخ محمد سلطان بخاری سے باطنی استفادہ بھی کیا۔ ۱۱۱۱ھ کے بعد آپ شاہ رضا قادری شطاری لاہوری ف ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء سے منسلک ہو گئے تھے۔ شاہ عنایت کی اب تک سولہ عربی فارسی تصانیف کا سرخ مل سکا ہے جن میں غایت الواشی ضمیر ترین کتاب ہے۔ شاہ عنایت کا سال وفات کسی معاصر تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ظاہری و باطنی و منظر افار صوری و معنوی تھے۔ اول سکونت ان کی قصوبہ قصور میں تھی پھر بسبب اس کے کہ حسین خاں حاکم قصور سے ان کی رنجیدگی ہو گئی۔ لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ ہزاروں طالبان خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچے اور ہنگامہ مشیخت ان کی زندگی تک گرم رہا۔ وفات حضرت کی ۱۱۴۱ھ میں ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں ہے اور حضرت قوم کے باغبان تھے۔ اولاد اب بھی ان کی لاہور میں ہے۔

۳۵۔ شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس سرہ

یہ حضرت اجلہ علما و کبریٰ فضلاء و عظمائے فرائد کے باب میں سے تھے۔ تمام عمر انہوں نے تدیس تعلیم میں گزاری اور ہزاروں لوگ ان کے ذریعے سے سمیل ظاہری و باطنی کو پہنچے۔ شجرہ ان کا اس طرح پر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہنچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد فاضل مرید و خلیفہ شیخ محمد افضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے۔ ہزاروں روپیہ و یومیہ ان کے خالقہ میں خرچ ہوتا اور لنگہ عام جاری رہتا۔ یہ سب خرچ حضرت خزانہ غیب سے نیتے تھے۔ وفات حضرت کی چودھویں ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں واقع ہوئی اور مزار قصبہ ڈالہ میں ہے۔

۳۶۔ شیخ پیر محمد المشور بٹ پیر محمد سچیار نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ راستین حضرت حاجی محمد نذر گنج بخش تھے۔ خود سالی کی عمر میں یہ بزرگ اپنے پیر کی (بقیہ حاشیہ) پہلی مرتبہ مفتی صاحب نے ہی ۱۱۴۱ھ بغیر کسی سند کے لکھ دیا جسے بعد کے مورخ نقل کرتے رہے لیکن یہ سال وفات اس لیے غلط ہے کہ شاہ عنایت کے ایک معاصر عالم حاجی محمد شریف قصوری (د ۱۱۵۳ھ) جن کے شاہ عنایت سے گھرے رہا ہوا تھے اپنے ایک مکتوب بنام شاہ عنایت میں شاہ عنایت کی ایک تصنیف سے اقتباس لیا ہے اور شاہ عنایت کے نام کے ساتھ سلام اللہ تعالیٰ لکھا ہے اور اپنی مہر العبد الفقیر محمد شریف ۱۱۴۸ھ جری ثبت کی ہے (محمد شریف قصوری، مکتوب قلمی مملوک محمد اقبال مجددی) جس سے ظاہر ہے کہ شاہ عنایت ۱۱۴۸ھ تک بقید حیات تھے اور تخمیناً ۱۱۵۰ھ و ۱۱۵۱ھ کے بعد فوت ہوئے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(محمد اقبال مجددی، حیات شاہ عنایت قادری) ۱۷۷ عی الدین، دربار قادریہ فاضلیہ کاقراس التعارف۔ لاہور ۱۹۷۶ء

خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل پائی جو ککیر بزرگ صدق و راستی زہد و تقویٰ میں ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس لیے سچیار کے خطاب سے مخاطب ہوا و جہد و سماع و شوق و ذوق کی طرف آپ کی طبیعت بہت مائل تھی۔ یہاں تک کہ سماع و وجد کی حالت میں لوگوں کو حضرت کے مڑ جانے کا شبہ ہو جاتا تھا۔ بعد وفات پیر روشن ضمیر کے حضرت نے موضع نوشہرہ میں جو گجرات سے بطرف شرق چھ میل کے فاصلے پہلے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ قیام پذیر ہو کر ہلاکت خلق میں مصروف رہے۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو باون میں فوت ہوئے۔

۳۷ حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند دہند سید حسن پشادری جامع علوم ظاہر و باطن کاشف رموز طریقت و حقیقت تھے اور خافان قادریہ اعظمیہ میں خلافت و خرقہ اجازت انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور بطلب خدمت ہندوستان میں سیر کی اور بہت سے اولیاء سے فیض پایا۔ چنانچہ تید میراں بھیکھشتی و عبدالغفور نقشبندی و خلفائے حاجی محمد نوشہ گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض وافر حاصل کیے۔ حضرت کی کرامتیں اکثر مشہور ہیں۔ مگر چشم دیدہ یہ سب کتب رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کھرک سنگھ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اس کے بیٹے نونال سنگھ نے جو با اختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کی فہیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کر کے پریٹ چاروں طرف شہر کے بنائی جائے۔ مکانات گرائے جائیں، درخت کاٹے جائیں اور دلا روس فرنگی اس کام پر مقرر ہوا۔ اس نے مکانات گرائے شروع کیے۔ حضرت کے مزار کی چار دیواری بھی گرائی گئی اور درخت تمام کاٹے گئے۔ جب اندرونی دیوار خاص مزار کی چار دیواری گئی اسے نوشہر گجرات سے چھ میل نہیں ہے بلکہ ۱۲ میل ہے۔

۱۱۷۰ھ میں پیر محمد سچیار نوشاہی کا سال وفات ۱۱۷۰ھ میں ہے اور مفتی صاحب نے ۱۱۵۲ھ غلط لکھا ہے (تاریخ التواریخ جلد دوم ص ۱۳۵، جلد دوم ص ۱۲۷، جلد سوم ص ۱۳۳، جلد سوم ص ۱۰۷-۱۱۸) آپ کا سال ولادت ۱۰۱۳ھ ہے۔
۳۷ حضرت نوشہ گنج بخش کے خلیفہ شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی (ف ۱۱۷۰ھ) سے آپ ملے اور فیض پایا۔
(شاہ محمد غوث، رسالہ کسب سلوک اور پیر حضرت نوشہرہ کے پوتے سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی۔
ف ۱۱۳۷ھ) کی خدمت میں آپ بارہ سال تک جاتے رہے (ایضاً)

تو قدرت الہی سے اس روز کھڑک سنگھ مرگیا اور نونہال سنگھ جب اس کی نعش جلا کر آیا تو سلامی کی توپوں کے زلزلے سے قلعہ کی دیوار سے ایک پتھر جدا ہو کر نونہال سنگھ کے سر پر آ پڑا اور وہ جوان جوانگرک ہوا۔ اس کی والدہ چند کدو نہایت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کا نہ گرایا جائے چنانچہ گرا ہوا مکان اسی وقت تعمیر ہو گیا۔ رسالہ خوشیہ میں یہ حضرت اپنے حالات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب میں تلاش حق لاہور میں پہنچا۔ رات کو مقبرہ عالیہ میاں میر میں قیام پذیر ہوا۔ خواب میں میاں میر بالا پیر مجھ پر ظاہر ہوئے۔ اور کجبال توجہ ایک شغل عنایت کیا۔ صبح کے وقت وہاں سے اٹھ کر شیخ حامد لاہوری کی خدمت میں آیا اور کسی شغل کے واسطے ان سے بھی سوال کیا۔ وہ ہنسے اور فرمایا تجھ کو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میاں میر بالا پیر سے عطا ہوا ہے۔ شجرہ نسب ان کا ان کے والد بزرگوار سید حسن پناوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۶ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

قطعہ تاریخ

شہ محمد غوث شیخ متقی گشت چول در باغ جنت جانگیر
گفت سرور سال وصل آنجناب والی حق پیر کامل دست گیر

لے حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

- ۱۔ شاہ محمد غوث دہلوی جہان کسب سلوک و طریقت و حقیقت فارسی مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ
- ۲۔ غلام کشمیری میرا خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلی مولانا سید امیر شاہ قادری پشاور
- ۳۔ غلام کشمیری میرزا مقدمہ اسرار الطریقت بر غوث خٹل نسو حضرت شاہ محمد غوث قلی ملوک فوری آغا پشاور
- ۴۔ نامی غلام دستگیر : سوانح شاہ محمد غوث لاہوری مطبوعہ لاہور (س۔ ن)
- ۵۔ پیام شاہ جہانپوری : تذکرہ شاہ محمد غوث مطبوعہ لاہور (یہ کتاب بغیر کسی تاریخی شیعہ کے مدون کی گئی ہے۔ اکثر تحقیقات بے سرو پا ہیں)
- ۶۔ عملاقبال مجددی : حیات حضرت شاہ محمد غوث لاہوری زیر ترتیب۔
- ۷۔ اثر عبدالحلیم افغانی : روحانی ترقی و زبان پشتو مطبوعہ پشاور
- ۸۔ امیر شاہ قادری : تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مطبوعہ پشاور
- ۹۔ امیر شاہ قادری : تذکرہ مشائخ قادریہ حنفیہ مطبوعہ پشاور ص ۷ تا ص ۸

باقی اگلے صفحہ پر

۳۸۔ شیخ عبدالرحمن مشہور بہ پاک رحمن نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش کے تھے عنایت و مہربانی جوان کے پیر کو ان کی نسبت تھی کسی پر نہ تھی صفات صمدیت کی ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا، پینا، سونا ان کا بالکل موقوف ہو گیا تھا۔ سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجہ کے وقت ایسی حالت ہو جاتی کہ لوگوں کو ان کی مرگ کا یقین ہو جاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ تمام رات بچس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوئیں میں معکوس ٹٹک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین میں قبر کھود کر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کر دیتے۔ چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اس سے نکالا جاتا۔ نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی ہم نے تیرے واسطے خدا سے یہ مانگا ہے کہ جس مریض پر تیری نظر پڑے اچھا ہو جائے اور جس مردہ کی طرف تو متوجہ ہو زندہ ہو جائے اور جس فاسق کی طرف تو دیکھے دلی ہو جائے۔ پس ایسا ہی وقوع میں آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خرد سال کو جو مریض تھا شیخ شادی کے پاس دم کرانے کے لیے لائی۔ قصداً کار وہ بچہ راستے میں مر گیا۔ عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے کر آئی۔ شادی بچہ کی طرف متوجہ ہوا۔ بچہ فی الفور زندہ ہو گیا۔ عورت نے خوش ہو کر ایک جوڑہ زنانہ کپڑوں کا شادی کے نذر کیا۔ وہ ان کپڑوں کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت

البقیہ حاشیہ ۱۰۔ محمد حیات نوشاہی، تذکرہ نوشاہی قلمی ملوک سید شرافت نوشاہی مدظلہ

۱۱۔ پیر کمال لاہوری؛ تحائف قدسیہ فارسی قلمی ملوک سید شرافت نوشاہی

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری اپنے وقت کے عظیم شارح مفسر اور عالم تھے جب ذیل تصانیف کے وجود کا علم

ہو سکا ہے: ۱۔ شرح غوثیہ ۱۱۳۱ھ (پہلے تین پارے) شرح بخاری شریف قلمی ملوک سید امیر شاہ قادری صاحب

۲۔ کتاب در بیان کسب سلوک و طریقت و حقیقت مطبوعہ پشاور (فارسی)

۳۔ رسالہ ذکر جہر قلمی ملوک سید امیر شاہ قادری مدظلہ

۴۔ ترجمہ فارسی قصیدہ غوثیہ شریف۔ یہ رسالہ پیر عبدالغفار لاہوری نے ۱۹۱۰ء میں شائع کیا اس کا نام شرح خمیر بھی ہے

۵۔ اسرار التوحید عربی (بحوالہ رسالہ در بیان کسب سلوک ص ۶۶) حضرت شاہ محمد غوث کے وحدت الوجود پر دو

قلمی رسالے حال ہی میں مخدومی مولوی سید محمد امیر شاہ مدظلہ کو ہم دست ہوئے ہیں۔

کی صحبت کو مہنا دینے سے یہ خیر جب حضرت کو پہنچی غضب میں آکر شادی کو روک دیا اور فرمایا تو اس نعمت کے لائق نہیں کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کر کے تو نے اجوت لے لی۔ اسی روز سے وہ شادی سے کرامت جاتی رہی۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۳ھ میں ہوئی اور مزار پر انوار موضع بھٹری زیارت گاہ خلق ہے پوشیدہ نہ رہے کہ فرقہ نوشاہیہ عالیہ میں سب لوگ صاحب وجد و سماع و شوق و ذوق و مستی ہیں۔ مگر فقرائے سلسلہ پاک رحمان کے سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتے ہیں۔ جب تک ان کے پاؤں میں رستہ ڈال کر لٹکانے لٹکانیں اور وہ ساعت و وساعت اسی حالت میں رقص نہ کریں سر نہ نیس ہوتے اور اگر اس محل سے ہوش میں نہ آئیں تو اسی حالت میں ان کو زمین پر کھینچے ہیں جب تک وہ ہوش میں آجائیں رس ان کے پاؤں سے کھولا نہیں جاتا۔

۳۹۔ سید بھلی شاہ قادری شطاری قصوی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفہ تھے۔ قصبہ قصور میں سکونت رکھتے تھے۔ سماع و وجد کا شغل دن رات مد نظر تھا۔ اکثر اوقات خوارق و کرامت بے اختیار ان سے سرزد ہوتی۔ طبیعت بھی ان کی موزوں تھی۔ پنجابی زبان میں ابیات و کافیاں ہزاروں ان کی تصنیف کی۔
 ۱۔ حضرت عبدالرحمن پاک نوشاہی کا سال وفات ۱۱۵۳ھ غلط ہے بلکہ خانانی ماخذ لطائف گل شاہی قلمی، بیاض قادری قلمی اور کتاب الغوائد قلمی میں ۳۴ محرم ۱۱۱۵ھ لکھا ہے جو معتبر ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ شریعت التواریخ، جلد سوم حصہ اول ۲۳۳۔ آپ کی ولادت ۹۹۵ھ میں ہوئی (شریعت التواریخ جلد سوم ۳۲۹) ملاحظہ ہو۔

۱۔ گل محمد نوشاہی سید: لطائف گل شاہی قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی گجرات

۲۔ غلام قادر نوشاہی سید: بیاض قادری قلمی مملوکہ ایضاً

۳۔ محمد شاہ نوشاہی سید: کتاب الغوائد قلمی مملوکہ ایضاً

۴۔ شرافت نوشاہی: شریعت التواریخ جلد سوم حصہ اول ۳۲۹۔ ۳۳۹ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

۵۔ ایضاً: شاہ عبدالرحمن پاک لاہور ۱۹۷۱ء

۶۔ اس وقت اس لفظ کا تلفظ تھیے یا تھتا ہے۔ آپ کی مہر تھشاہ قادری ۱۱۸۱ھ سے بھی موجودہ لفظ تھشاہ کی تائید ہوتی ہے (محمد شفیع، اولیائے قصور ص ۱۹۹)

ہوئی مضامین توحید اب تک قوال مجالس فقرا میں گاتے ہیں۔ وفات ان کی ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔
اور مزار کو ہر بار قصور میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۴۰۔ شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری قدس سرہ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں یہ بزرگ مرید و خلیفہ شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے اور سلسلہ
ان کا چار واسطوں کے ساتھ حضرت میاں میر بالا پیر لاہوریؒ کے ساتھ ملتا تھا۔ یہ بزرگ ذات
کے بلوچ تھے اور سار بانی کے پیشے سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ میں متصل لاہور ایک
کوٹ اپنے نام کا آباد کیا۔ اس کا نام کوٹ عبداللہ رکھا۔ یہ جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچنا
تو مال دنیا کو ترک کر کے فقیر ہوئے و باجائز پر پرورش ضمیر عبادت و ریاضت پر کمر باندھی اور تکمیل
پائی تمام عمر حضرت نے تلقین خدام میں گزاری اور سیکڑوں لوگ ان کے ذریعے مراتب قرب تک
پہنچے۔ ان کے بڑے خلفاء میں سے ایک حافظ غلام محمد المشہور امام گامول امام مسجد وزیر خاں تھے
جو اپنے وقت میں گیارہ آفاق تھے۔ دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پدر شیخ امام بخش جد
مادری مولف کتاب تھے جنہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر قرب الہی حاصل کیا۔ شیخ
مرا بخش ولد شیخ فیض نفل کرتے تھے کہ ایک روز میں نے اپنے ایک ہمسایہ کو جس کو کمیہ گری کا
شوق تھا۔ دیکھا کہ سم الفار و گوگرد بازار سے لا کر اس نے کھل کیا اور مٹی پیسوں پر لگا کر آگ

۱۔ ۱۱۸۱ سال وفات ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی تحقیق کے مطابق غلط ہے۔ اس لیے کہ انہیں فیروزپور میں عبدالغفر خاں کپاس
ایک قلمی نسخہ اور اردو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا جس پر بابا تلے شاہ کی ایک مذکورہ بالا مہر بھی ثبت تھی جس میں سنہ ۱۱۸۱ھ مذکور
تھا جس سے مترشح ہوتا ہے کہ بابا صاحب ۱۱۸۱ھ تک بقید حیات تھے (ایضاً ۱۹۷۰-۱۹۹۰)

ملاحظہ ہو :

۱۔ تلے شاہ بابا : کلیات تلے شاہ - مرتبہ فقیر محمد فقیر لاہور

۲۔ احمد حسین احمد قریشی : سوانح بابا تلے شاہ زیر طبع محکمہ اوقاف لاہور

۳۔ محمد شفیع ڈاکٹر : اولیائے قصور ۱۹۷۰-۱۹۹۰

۴۔ محمد اقبال مجددی : تاریخ قصور زیر ترتیب ۵۔ ایضاً : حیات شاہ عنایت قادری زیر طبع

میں ڈالا۔ یہ بات دیکھ کر مجھ کو بھی کمیہ گری کا شوق ہوا اور میں نے جانا کر عمل کمیہ گری بہت آسان ہے اسی طرح میں سم الغار اور گوگرد لایا اور کھل کر کے پیسوں کو لگایا اور پیسے آگ میں ڈال دیے جب آگ سرد ہوئی تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہو گئے ہیں۔ اس نقصان سے میں بہت پشیمان ہوا اور اسی پشیمانی میں عبداللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ میں اس وقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا۔ حضرت میری طرف دیکھ کر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ برخوردار آج تم نے کمیہ بنانے میں بہت تکلیف اٹھائی تم کو اگر کمیہ کا عمل حاصل کرنا ہے تو اپنے باپ کی طرح ہماری خدمت میں آتے اور ہم تم کو ایسی کمیہ بخش گے کہ یہ کمیہ تمہاری نظر میں خال نظر آئے گی۔ وفات حضرت عبداللہ شاہ کی ۸ جمادی الاول ۱۲۱۲ھ اور مزار بیرون شہر موضع مرتنگ میں ہے اور غریب تاریخ وفات ملے ہے۔

۴۱۔ شیخ غلام حسین نساکن وایاں والی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ اعظمیہ میں نہایت عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و کشف و کرامت تھے۔ آخری زمانے میں اگر ان کو قطبِ وقت لکھا جائے تو بجا ہے۔ ہزاروں طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آتے اور اپنی مراد کو پہنچے۔ طالبانِ دنیا میں سے بھی جو اہل حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ خالی نہ گیا۔ ان کی ذات بابرکات گویا چشمہ فیض و دریائے رحمت تھی۔ کشف و کرامت جو ان کی ظہور میں آتی رہیں۔ ان کا ذکر لوگوں کی زبان پر اس قدر جاری ہے کہ ان کے اندراج کے لیے ایک کتاب علیحدہ لکھی جائے۔ وفات ان کی ۱۲۶۰ ہجری میں واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے شیخ قیصر شاہ ان کے فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی ان کی ذات سے بھی بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا۔

لے ملاحظہ ہو : محمد دین کلیم : عبداللہ شاہ بلوچ لاہور ۱۹۷۱ء

لے شیخ غلام حسین بن بہرام خاں بن زکریا بن رسیدہ قوم تور عرف واواں، وایاں والی ضلع گوجرانوالہ میں آپ کا مزار ہے (از افادات مزدومی سید شرافت نوشاہی مدظلہ)

لے اصل نام کبیر شاہ تھا۔ سال وفات ۱۲۸۱ھ۔ آپ بادعائے حضرت سید الی بخش نوشاہی ساہنپالوی و

۱۲۵۳ھ پیدا ہوئے (شرافت نوشاہی : کلید بخش قلمی

دوسرا حصہ

تذکرہ پیران خاندان چشتیہ اہل مہشت میں

ابتداءً اس سلسلہ عالیہ کی خواجہ حسن بصری سے ہے جنہوں نے فیض باطن جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پایا۔ ان سے عبدالواحد بن زید ان سے خواجہ فضیل بن عیاض ان سے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم ان سے خواجہ حذلیۃ المرعشی ان سے خواجہ جمہیرہ بصری ان سے خواجہ علو دیوری ان سے خواجہ ابواسحاق شامی ان سے خواجہ ابوالبدال ان سے خواجہ ابو محمد چشتی ان سے خواجہ ابویوسف چشتی ان سے خواجہ مودود چشتی ان سے خواجہ احمد چشتی ان سے حاجی شریف زندنی ان سے لے چشت کے بارے میں شجرۃ الانوار میں ہے:

(چشت نام کے) دو مقام ہیں۔ ایک شہر خراسان میں ہارت کے قریب واقع ہے۔ دوسرے چشت ہندوستان میں اوج اور ملتان کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ خواجگان چشت خراسان والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ (بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ۳۶-۱۳۵۔ مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اسمائے گرامی بالترتیب اس طرح ہیں:

- ۱۔ حضرت علیؑ ۲۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ ۳۔ ابوالفضل عبدالواحد بن زید ۴۔ ابوالفضل فضیل بن عیاض ۵۔ خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ ۶۔ خواجہ سعید الدین حذلیۃ المرعشی ۷۔ خواجہ امین الدین ابی مہیرہ البصری ۸۔ خواجہ ممشاد علی دیوری ۹۔ خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی ۱۰۔ ابی احمد بن فرسانۃ البشتی ۱۱۔ ابی محمد بن احمد چشتی ۱۲۔ ابی یوسف چشتی ۱۳۔ خواجہ مودود چشتی ۱۴۔ خواجہ حاجی شریف زندنی ۱۵۔ خواجہ عثمان ہرونی ۱۶۔ خواجہ معین الدین حسن سجری (تاریخ مشائخ چشت ۱۳۹-۱۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل الاولیاء میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ خواجہ حسن بصریؒ کے ذریعے حضرت علیؑ تک نہیں پہنچتا۔ اس لیے کہ خواجہ بصری اس وقت خود سالہ تھے اور خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی جو شاہ صاحب کے معاصر تھے۔ اس خیال کی تردید میں ایک رسالہ فخر الحسن کے نام سے لکھا۔ اس رسالہ کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی ف ۱۳۲۸ھ نے قول المستحسن فی فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں ایک ضخیم شرح لکھی تھی جو حیدر آباد سے ۱۳۱۷ھ میں چھپ چکی ہے۔

سے خواجہ عثمان ہرونی، ان سے خواجہ معین الدین حسن سجری ثم الامجیری نے خلافت پائی اور یہ سلسلہ ہند اور پنجاب میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجری سے شائع ہوا اور ہزاروں طلباء تکمیل پاکر قرب الہی کے مدارج پر پہنچے۔

۴۲۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اکابر اولیاء و اجل اصفیائے ہند میں سے ہیں۔ غرور خلافت انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین حسن سجریؒ سے پایا۔ اصل ان کا سادات اوش سے تھا جو ایک قصبہ سرزمین ماورالنہر میں ہے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ اس طرح پر ہوتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن تید کمال الدین بن تید احمد اوشی بن تید کمال الدین بن تید محمد بن تید احمد بن تید اسحق بن تید احسن بن تید معروف بن تید احمد بن تید رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرد سالی کی عمر میں ان کا باپ مرگیا اور والدہ ماجدہ نے ان کو پڑھایا اور تربیت کی جب بالغ ہوئے تو بطلب حق گھر سے نکلے اور بخدمت خواجہ معین الدین حسن سجریؒ حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ بعد تکمیل پیر و شن ضمیر نے ان کو مدلی کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اس شہر میں رہ کر ہدایت خلق میں مشغول ہو چنانچہ مدلی میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے خوارق و کرامات و زہد و ریاضت کے ذکر میں صد ہا کتابیں بھری ہوئی ہیں مشہور کرامت ان کی یہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلقت جمع ہوتی تو حضرت اپنی بغل میں سے دو دو گو گرم کاک یعنی کچے نکال کر دیتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام مصل کے لوگ سیر ہو جاتے۔ اسی واسطے حضرت کا خطاب کاک مشہور ہے

۱۔ خواجہ معین الدین حسن سجریؒ حقیقی ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی تھے۔ آپ کے حالات سے اکثر کتابوں میں ملتے ہیں مثلاً سیر الاولیاء، سیر العارفین اور اخبار الایار وغیرہ۔ آپ کی نسبت سجری (س۔ ج۔ ز۔ سی) ہے نہ کہ سجری۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، مقدمہ دیوان امیر حسن سجریؒ نوشتہ مسعود علی عوی۔

۲۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ معین الدین حقیقی سے امام ابوالعینت سمرقندی کی مسجد میں بغداد میں ملے اور غرور خلافت حاصل کیا (سیر الاولیاء ص ۴۸)

۳۔ اوش، فرغانہ میں اندر جان کے جنوب مشرق میں ایک قصبہ ہے۔

وفات حضرت کی چودھویں ماہ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری میں عین سماع میں ہوئی تھی۔ اس روز حضرت کے یہاں مجلس سماع تھی اور قال حضرت احمد جام کی غزل گاتا تھا۔
 منزل مشقت مکان دیگرست ایں جہانزاہم جانے دیگرست
 جب یہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آپہنچی۔
 کشتگان خنجر تسلیم رہا ہر زمان از غیب جانے دیگرست
 تو حضرت کا حال برگشتہ ہو گیا اور اسی حالت میں جہان دے دی
 قطعہ تائید

گئے جنت کو جب دنیائے دلوں سے جناب شاہ شاہان قطب اقطاب
 ندامت سے یہ سہر کو آئی کہ والا قطبِ دو عالم قطب اقطاب

۴۳۔ حضرت شیخ فرید الدین مہر گنج شکر اجمودھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندانِ چشت اہل بہشت میں ترک و تجرید و زہد و ریاضت و علم و عمل و کشف و کرامت میں ہر ایک سے سبقت لے گئے تھے۔ ذوق و شوق و محبت و وجد و سماع سے ان کو کمال شغل رہتا تھا۔ زہد و ریاضت راہِ خدا میں جس قدر انہوں نے کیا ہے کسی نے متقدمین اولیاء میں سے بھی نہیں کیا۔ روزہ آپ کا دائمی تھا جب افطار کرتے تو درختوں کی پتی ان کی خوراک تھی۔ تمام روز خلم کی تلقین میں گزر جاتا اور رات عبادت میں۔ ان کا باپ جمال الدین سلیمان ان کا بھائی سلطان لے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا صحیح سال وفات ۱۲ ربیع الاول ۶۳۲ھ ہے (عبدالحی شیخ: اخبار الاخیار ۷) ملاحظہ ہو۔

ار حسن سجزی امیر: فوائد الفوائد مرتبہ ملک لطیف ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷

محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کے وقت کابل سے لاہور میں آیا۔ چندے قصبہ قصور میں سکونت رکھی پھر ملتان میں گیا اور ملا وجیہ الدین غزنوی کی دختر قمر خاتون سے نکاح کیا اس کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ اعز الدین محمود دوم فرید الدین مسعود تیسرے نجیب الدین متوکل کریمینوں بھائی اپنے نانے کے یگانہ تھے اور شجرہ ان کے بزرگوں کا سترہ واسطوں کے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادم کے ساتھ اور تیس واسطوں کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ عرابی نظام کے ساتھ منہی ہوتا ہے۔ اس طرح پرکہ حضرت شیخ فرید الدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور برفرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بشیخال شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن ابی عاصیہ تھامنی شعیب کی وفات کے بعد قصبہ کترال رہا بن ملتان واجد من۔ اس وقت ایک مہمل قصبہ ہے جسے مشائخ کی چادر کہتے ہیں) کے قاضی مقرر ہوئے اور وہیں دفن بھی کیے گئے (سیر العارفین ص ۳۲، معالج الولایت بحوالہ لائف اینڈ ٹائمر آف شیخ فرید الدین از خلیق احمد نظامی ص ۱۱)

۳۔ یہ روایت سیر الاولیاء، مرآۃ الاسرار، معالج الولایت اور سیر العارفین (قد سے اختلاف کے ساتھ منقول ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ قاضی شعیب ۱۱۷۵ھ سے پہلے اور مغلوں کے قبضے سے تقریباً پچاس سال قبل بنی رہا تھا میں آئے) خلیق احمد نظامی، شیخ فرید الدین (منہ) بکہ قاضی شعیب گز (بہا سلطو) حمد آملوں کے وقت ۵۵۲ھ / ۱۱۵۷ء میں ہندوستان میں آئے۔

۴۔ ملا وجیہ الدین غزنوی کا کسی معاصر تذکرہ نویس نے ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام سیر العارفین، مرآۃ الاسرار، سیر الاقطاب اور روضۃ الاقطاب میں ہی درج ہوا ہے۔

۵۔ غوثی نے آپ کو حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں سے بتایا ہے مثلاً سیر الاقطاب پہلا تذکرہ ہے جس میں حضرت بابا صاحب کا شجرہ نسب درج ہوا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کی کتابیں شجرہ نسب سے خالی ہیں۔ سیر الاقطاب سے مقابل کے بعد مفتی صاحب کا مشہور شجرہ قلم ثابت ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو :

شیخ فرید الدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ شعیب بن محمد امجد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معبود برفرخ شاہ کابل بن فرید الدین محمود بن سلیمان بن شیخ مسعود بن عبد اللہ واعظ الاصفہان واعظ الاکبر ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ نصیر بن عبد اللہ بن حضرت عمر فاروقؓ (سیر الاقطاب ص ۱۱۷)

اسحاق بن سلطان المتقین ابراہیم بادشاہ ملخ بن ادھم بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین فاروق اعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد وفات فرخ شاہ بادشاہ کابل کے جب کابل کا ملک شاہان غزنی نے لے لیا۔ اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر اولاد اس کی بدستور کابل میں رہی۔ پھر حبیب چنگیز خاں سلطان خواجہ پر غالب آیا اور شہر کابل پر آفت آنی تو حضرت کے جد بزرگوار لڑائی میں شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے۔ ولادت حضرت گنج شکر کی سال پانسو ستیاسی بھری میں بموضع کھوتوال علاقہ ملتان عمل میں آئی۔ پرورش بھی حضرت نے ملتان سے پائی۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ادیشی دہلی سے پایا۔ حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگوں سے فیض باطنی پایا۔ بعد حصول خرقہ خلافت حضرت نے شہر دہلی میں سکونت اختیار کی پھر اچودھن میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت کے خوارق و کرامت ہزاروں درج تواریخ کتب ہیں۔ اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء میں دیکھ لے مگر ایک کرامت کا ذکر مجملہ ان کے یہاں بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول خانقاہ کے لیے قیمت دے کر خریدا۔ چند ماہ کے بعد ایک لکھ پوریا اس زمین کا پیدا ہوا اور اس نے استغاثہ اس دعوے کا دیسا پور میں جا کر حاکم شاہی کے دربار و پیش کیا۔ وہاں سے حضرت کی اصالت یا وکانا طلبی ہوئی۔ حضرت نے ایک خادم کو جواب دی کے واسطے بھیجا۔ پھر گواہ طلب ہوئے جن سے زمین ملکیت بالغ کی ثابت ہو۔ حضرت نے حاکم کے بار بار تقاضے سے تنگ نہ فرغ شاہ کی شخصیت کے بارے میں کتب تاریخ خاموش ہیں۔ سیر الاولیاء میں اسے کابل کا بادشاہ بتایا گیا ہے (مجموعہ مولانا محمد ہاشم کشمیری نے اسے اجلہ امراء واعظم وزراء سلاطین کابل لکھا ہے۔) (زبدۃ المقامات ۸۸)

۷۷ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱ گزشتہ صفحہ

۷۸ یا صاحب کے سال ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ۵۸۲ھ تو بالکل غلط ہے۔ سیر الاولیاء میں سال ولادت ۵۹۹ھ اس خط لکھ ہے۔ فوائد الغرر میں ہے کہ یا صاحب نے ۹۳ سال کی عمر پائی۔ اس لیے جب ہم فوائد الغرر کے مطابق شمار کریں تو آپ کا سال ولادت ۵۷۵ھ ہے۔ ۵۷۵ھ سے ۵۹۹ھ کے مطابق ۲۴ سال۔ ہمارے نزدیک فوائد الغرر کو سیر الاولیاء پر ترجیح حاصل ہے۔ گویا یا صاحب سال ولادت ۵۷۵ھ سے ۵۹۹ھ تک ۲۴ سال کی عمر میں گئے۔ شکر اللہ علیہ

۷۹ ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲ گزشتہ صفحہ

اگر فرمایا کہ اس گردن ٹوٹے کو کہہ دو کہ خود اگر زمین سے پوچھ لے۔ اگر زمین گواہی نہ دے گی تو ہم کو اہمچ دیں گے۔ حاکم یہ بات سن کر کمال متعجب ہوا اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہیں۔ اگر زمین نہ بولی تو فرمید اس بات کی سخت سنز پانے گا۔ پس حاکم خود سوار ہو کر آیا اور ہزاروں لوگ دیکھنے والے جمع ہوئے جب مجمع ہو چکا تو اول مرغی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے۔ چنانچہ اس کے سوال پر زمین نے کچھ آواز نہی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ زمین سے آواز آئی کہ میں اس کی ملکیت تھی جس نے فرید کے پاس مجھ کو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہوں۔ یہ بات سن کر حاکم حیرت میں آیا اور مدعی کو سخت سنزادی۔ بعد فیصلے کے جب وہاں سے چلا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ اسی وقت گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ نعوذ باللہ من غضب الاولیاء۔ وفات حضرت کی پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ بمقام پاک پٹن زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ

چو اندر زمین آہ نند گنج نہال گشت فردے یگانہ فرد
ز سرور حجب سال تاریخ او حیل گشت فردے یگانہ فرد

۱۔ بابا صاحب کے سال وفات میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن ۶۶۴ ہجری معتبر اور صحیح ہے (خلیق احمد نظامی)؛
لائف اینڈ نامتھنڈا فرید ۵۶-۵۸ ہجری حضرت بابا صاحب سے مطبوعات کے کئی مجموعے منسوب ہیں (رفاؤ الدار لکین
(مطبوعات قطب الدین بختیار کاکی جامع بابا صاحب)، انصار الاولیاء، جامع شیخ بدیع الدین اسحاق، راحت القلوب
جامع خواجہ نظام الدین اولیاء، یہ تمام مجموعے محض ضمنی اور منسوب ہیں (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی،
بابا فرید ۱۱۸-۲۰، محمد اقبال مجددی، احوال و آثار مجدد خلیفگی ۱۱۹ ص ۱۱۹)

ملاحظہ ہو:

- ۱۔ امیر حسن سجری، فائدہ الغزاد مطبوعہ لاہور
- ۲۔ امیر خود، سیر الاولیاء ۵۴-۸۱
- ۳۔ عبدالحق شریف، انبالغیاء ۵۲۰
- ۴۔ جمال، سیر العارفین ۹۰-۹۷
- ۵۔ نظام غریب یمنی، لطائف اشرفی
- ۶۔ حمید شاعر قلند، خیر الحباس مرتبہ خلیق احمد نظامی علی گڑھ
- ۷۔ مل بیگ، نثرات القدس قلی ملکہ مولانا نصرت نوشاہی شرقیہ پاکستان (باقی اگلے صفحہ پر)

۴۴۔ حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت فرید الدین گنج شکر کے خلفا میں سے عارف کامل صاحب ارشاد جہانگیر
پیادت و نہایت و شرافت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و شوق و ذوق و وجد و
سماع و خواص و کرامت تھے رفیقین مقامات بلند و مارج ارجند رکھتے تھے حضرت کی طبیعت
میں جلال بہت تھا صابر خطاب ان کو پیر روشن منیر سے عنایت ہوا۔ اس خدمت پر کہ انہوں
نے بارہ برس تک باورچی خانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خوب بے اجازت ایک آئینہ لٹکایا صرف
درختوں کی پتی کھا کر گزارا کیا۔ جب یہ حال ان کے پیر پر روشن ہوا تو کمال مہربانی سے صابر خطاب
بہشت اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھ دیا۔ چونکہ حضرت فرید الدین گنج شکر کا یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ
کو کسی ملک کو روانہ کرتے۔ فرمان اپنے دستخط سے لکھ کر اس کو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین
ہنسوی کے پاس جا کر اس کی مہر کرالو۔ پس وہ ہنسوی جاتا اور جمال الدین کی مہر اس پر کر کے مکان مامون
کی طرف روانہ ہو جاتا۔ اس رسم کے بموجب علاء الدین علی احمد صابر بھی ہنسوی پہنچے۔ چونکہ یہ خواجہ
فرید الدین گنج شکر کے مہائے اور داماد اور مقامات ولایت میں سب سے بڑھ کر تھے۔ ان کے
استقبال کے لیے خواجہ جمال الدین ہنسوی سے دو میل باہر آئے۔ انہوں نے ان کی تکریم کی مگر چند میل

(بقیہ حاشیہ) ۸۔ غوثی : اذکار الابرار۔ ترجمہ گزراں الابرار ص ۳۷۔ ۵۳

۹۔ علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء۔ قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۱۱۔ ۸

۱۰۔ جہاد شاہ خوشگلی قصوری : معارج الاولایت قلمی ذخیرہ آذر ورق ۲۱۔ ۲۶

۱۱۔ محمد بلق : مطلب الطالبین قلمی ذخیرہ مولانا غلام علی الدین قصوری عزیز و کاتبانہ گنج بخش راولپنڈی

۱۲۔ اصغر علی : جہان فریدی لاہور ۱۲۔ معنی اجیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین

۱۳۔ K.A. Nizami: Life and Times of Sh. Farid-ul-Din Aliqarh, 1955.

۱۵۔ مسلم نظامی : انوار الفرید پاک پٹن ۱۹۹۵ ع

۱۶۔ محمد اسلم : کیا سلطان بلہین کی کوئی بیٹی بابا صاحب سے منسوب تھی؟ مشمول تاریخی مقالات ۹۔ ۳۱

۱۷۔ وحید احمد مسعود : سوانح حضرت بابا فرید الدین کراچی ۱۹۹۵ ع

سے نیچے نہ اترے اور خواجہ جمال الدین پا پیادہ ان کی سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسجد میں لے جا کر اتارا۔ اس وقت شام کی نماز کا وقت تھا۔ خواجہ جمال الدین نے ان کو نمازیں بھی امام کیا۔ جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہو گیا۔ حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینے کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا۔ اب شام کا وقت ہے آپ آرام کریں کل صبح مہر کر دوں گا۔ یہ بات سنتے ہی حضرت نے دہانے ہاتھ کی بڑی انگلی کو پھونکا۔ اس پھونک سے انگلی شمع کے مانند روشن ہو گئی۔ فرمایا کہ اگر اندھیرے کا خیال ہے تو اب روشنی ہو گئی ہے۔ روشنی میں فرمان پڑھ کر مہر کر دو۔ یہ بات سن کر خواجہ جمال نے فرمان پھاڑ کر کہا کہ دہلی بے چاری تیری ایسی آتشیں دم سہانے کی قوت نہیں رکھتی۔ اس بات پر حضرت کمال ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے۔ میں نے تیرمی ولایت کو پھاڑ ڈالا۔ انہوں نے کہا اول سے یا آخر سے۔ کہا۔ آخر سے۔ یہ بات کہہ کر حضرت وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ خواجہ فرید کی خدمت میں اگر کل حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ پارہ کردہ جمال را فرید تواند دوخت۔ بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر روانہ کیا اور فرمانِ تولیت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا۔ یہ تعمیل ارشاد حضرت وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ شہر والے حضرت کی طرف رجوع نہ لائے۔ کوئی طالبِ خدا خدمت میں حاضر نہ ہوا چند ماہ اسی طرح گزر گئے تو ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے حضرت جمعہ مسجد میں گئے اور امام کے مصطفیٰ کے بہت نزدیک بیٹھ گئے۔ جب نمازی جمع ہوئے تو لوگوں نے حضرت کو کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو یہ مقام قاضی کی جانا نماز ہے۔ یہاں سے اٹھ کر دوسری صف کی جگہ پر چلے جاؤ۔ حضرت وہاں سے نہ اٹھے اور فرمایا کہ قاضی سے بڑھ کر تہہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہیں۔ یہ بات سن کر لوگ ہنسے اور ان کی بات مہنسی میں اڑا دی اور زبردستی وہاں سے باز و پکڑ کر اٹھا دیا۔ حضرت سب سے پیچھے آکھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا۔ جب لوگ نماز پر کھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پر کھڑے ہونے کے لیے نہ ملی تو حضرت نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مسجد تمام لوگ سجدے کو جاتے ہیں۔ تو بھی سجدہ کر۔ یہ بات کہتے ہی مسجد مع چھت اور دیواروں کے ان پر گر پڑی اور سب لوگ نیچے آ کر ہلاک ہو گئے۔ اس روز سے بتاثر غضب و جلال حضرت کے اس شہر پر وہاں نازل ہوئی اور تھوڑے

عرصے میں وہ شہر ویران ہو گیا اور حضرت بفرغ باطن عبادت میں مشغول ہوئے اور تمام عمر اسی ویرانہ میں بسر کی۔ اس وقت حضرت کے پاس صرف شمس الدین ترک پانی پتی خدمت گزار و خادم رہتے تھے جب ان کو بھی حضرت نے پانی پت کی طرف روانہ کر دیا تو بحالت تنہائی وہاں لے حضرت صابرؒ کا ذکر معاصر کتب میں نہیں ملتا۔ سیرالاولیاء میں یہ چند غیر واضح مسطور ہیں :

قد مبارک علوی مدحہ باخیر خود ہر من پر داز ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک درویش صاحب نعمت شیخ علی صابرؒ نام درویشی میں ثابت قدم اور مستجاب الدعوات قصبہ ڈیکری کا رہنے والا شیخ شیوخ العالم فریدالقی والدین کامرید تھا۔۔۔ رخصت ہوتے وقت شیخ علی صابر نے وصیت کی درخواست کی۔ تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ جاؤ زندگی خوشی سے بسر ہوگی چنانچہ آپ کی دعا سے اس بزرگ کی زندگی بڑے عیش سے گزری۔ یہ شخص نہایت خوش باش اور منہس نکو تھا (سیرالاولیاء اردو ترجمہ ۱۶۵)

صاحب لطافت اشرفی (حدود ۸۳۰ھ) کے الفاظ بھی قابل توجہ ہیں۔

حضرت قطب المشائخ شیخ علی صابرؒ کا راجل خلفا حضرت کبیر (بابا فرید الدین صاحب) اندوانکی قبری درمیان واقع شدہ بود باز رفع اوباحسن وجہ محال گشتہ (جلداول ۳۶۷)

حضرت شیخ عبدالقی محدث دہلوی فرماتے ہیں :

شیخ صابرؒ در سیرالاولیاء میں نویسد کہ اور اور ویشی بود۔ ثابت قدم و صاحب نعمت مرید شیخ فرید الدینؒ است و شیخ فرید الدین وقعی کہا و اجازت بیعت می کرد۔ فرمود صابرؒ زندگی خوش خواہی گذرانید و بچناں بود تا زندہ بود بہ عیش خوشی می گذرانید و اور مدی خوش باش و کشادہ بود و غالباً اس شیخ صابر غیر شیخ علی صابرؒ است کہ داماد شیخ فرید الدین و خلیفہ او بود و قبر او در قصبہ کلہا است و سلسلہ شیخ عبدالقدوس وغیرہ ہی منتهی می شود و ذکر او در سیرالاولیاء اصلاً نکتہء فائزہ نہیں شیخ صابرؒ را کردہ ہر آن نہی کہ در عزمان مذکور شد و ترک فکر او خالی از غرابت نیست، وقائد کہ مراد از شیخ صابرؒ ہمیں شیخ علی صابرؒ باشد و انشاء اللہ اخبار الاخیار ص ۳۶۷

اس سلسلہ میں بہت بعد میں جو کتا ہیں لکھی گئیں۔ ان کا ماخذ کشف والہام قرار پایا اور۔۔۔ چلی نہ دیند حقیقت رہ فسانہ زودنہ والا معاملہ پیش آگیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صابرؒ ان اولیاء اللہ میں سے تھے جو اخلائے حال کو پسند کرتے ہیں اور ان کا یہ اخلائے حال بعد وصال بھی کچھ عرصہ تک رہا۔۔۔ ان کا روحانی فیض اور صابرؒ کے اکابر اولیاء اللہ ان کی عظمت و بزرگی پر شاہد عاقل ہیں۔

تشریف رکھی۔ آخر سال چھ سو نوے میں بحالت سلام وفات پائی اوس روز خواجہ شمس الدین خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت کو دفن کیا اور روضہ مکلف بنوایا جواب تک زیارتگاہ خلق ہے۔ قطعہ تاریخ

بمعشوق ازل موصول گردید چو اک عاشق علاء الدین صابر
بنال احتمال اک نشہ دین بگو صادق علاء الدین صابر

۴۵۔ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر پانی پت میں اگر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزاروں آدمی ان کے ذریعے سے مراتب قرب الہی تک پہنچے۔ اصلی وطن ان کا ترکستان تھا۔ جد بزرگوار ان کے شیخ احمد سیوی مشہور اولیاء میں سے تھے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام محمد حنیف غزنوی مرقد علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے حضرت کے خوارق و کرامت کے ذکر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس مختصر میں گنجائش اس کی نہیں ہے۔ وفات حضرت کی ۱۵، ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پانی پت میں ہے۔

۴۶۔ شیخ شرف الدین ابو علی قلندر پانی پتی قدس سرہ

اکابر اولیاء نے چشت خاندان میں سے یہ بزرگ ہیں۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام عظیم کوئی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ ابو علی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبدالرحمان بن عبدالرحیم بن محمد بن امام نعمان امام عظیم کوئی رحمتہ اللہ علیہ اور شجرہ پیران عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے ساتھ اس طرح پر گرہ کھاتا ہے کہ شیخ ابو علی قلندر مرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا اور وہ مرید و خلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مرید ہے آپ کی نسبت طریقت صحیح معلوم نہیں ہے۔ شیخ عبدالحی کہتے ہیں :

نسبت اداوت اویسی کی ازین مشائخ مشہور نیست۔ یعنی گویند کہ بواجہ قطب الدین بختیار کاکی ارادت داشت و

بعض گویند کہ شیخ نظام الدین اولیاء ریویج کی ازین دونقل بہ صحت نہ رسیدہ است (اخبار الاخیار ۱۷۰ - ۱۷۱)

وخلیفہ شیخ بدرالدین غزنوی اور وہ مرید و خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حضرت کا طریق
مجدبانہ قلندرانہ اور کلام آپ کا توحیدانہ تھا۔ خوارق و کرامت ان کی ہزاروں کتابوں میں تحریر
ہیں۔ وفات ان کی ۱۳۔ ماہ رمضان ۷۲۴ ہجری میں واقع ہوئی۔

۴۔ سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی دہلوی قدس سرہ

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے۔ اصلی نام حضرت کا
محمد بن احمد دانیال بن علی بخاری تھا اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء سلطان السالطین
و خطاب محبوب الہی و نظام الملک و الدین تھا۔ ان کے دادا شیخ علی بخاری اور نانا ان کے شیخ خواجہ
عرب دونوں اول بخاری تھے۔ آپ نے اور چند سال لاہور میں سکونت رکھی۔ پھر بدایوں میں جا کر
قیام کیا۔ شیخ احمد دانیال ان کے باپ بھی ہمراہ تھے۔ ۶۳۴ھ میں بمقام بدایوں حضرت پیدا ہوئے۔
پانچ برس کی عمر میں حضرت کا باپ مر گیا اور بی بی زلیخا ان کی والدہ نے ان کو پرورش کیا بارہ برس
کی عمر میں حضرت نے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی کی تعلیم سے فراغت
پائی اور دستار فضیلت زریب سرفرازی۔ بعد ازاں بوسیلہ جمیلہ شیخ نجیب الدین متوکل بخدمت شیخ
آپ کی تصانیف میں سے مکتوبات مشہور ہیں (ایضاً) دانش گاہ پنجاب میں جو رسالہ مکتوبات
برعلی شاہ قلندر ہے۔ وہ محض منسوب ہے۔ آپ کے دیوان فارسی کی شرح فتاح النیب کے نام سے چھپ چکی ہے۔

لاحظہ ہو :

۱۔ عبدالحق شیخ، اخبار الانبیاء ۱۲۲-۱۲۱
۲۔ غوثی، اذکار اہل ترجمہ گلزار اہل ۱۰۰-۱۰۱

۳۔ امیر خسروؒ نے صرف سید علی کلام خان بخاری سے ہجرت کا ذکر کیا ہے (سیر الاولیاء ۹۲-۹۴) نیز جمالی نے
لکھا ہے کہ خواجہ نظام الدینؒ کے والدہ محمد بن دانیال نے غزنی سے ہجرت کی تھی۔ (سیر العارفین)
۴۔ امیر خسروؒ نے آپ کا سال ولادت ۵۳۶ھ/۱۱۴۲ء درج کیا ہے (ص ۱۵۸) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ بالا ۵۳۶ھ درست نہیں ہے
۵۔ بارہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہونے کی روایت قیاسی ہے۔ سولہ سال کی عمر میں تو آپ نے حصول علم کے لیے
دہلی کا سفر کیا اور تین یا چار سال دہلی کے قیام کے دوران وہاں کے مقتدر اصحاب سے اکتساب علوم کیا
امیر خسروؒ کو کافی مشغول خود فرماتے ہیں من بعد دو دوازہ سالہ بودم کہ و بیش لغت می خواندم (فوائد الخواد ۷۵۲)

فرید پور میں گنج شکر کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں بکمال محنت و ریاضت و عبادت تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ خلافت دہلی کو رخصت ہوئے۔ دہلی اگر حضرت جب مشغول ہدایت ہوتے تو لاکھوں آدمی طالبان حق خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ کھڑوے چال ہوا کسی کو اس وقت کے اولیاء کو نصیب نہ تھا۔ دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپیہ روز تو حضرت کے لنگر میں خرچ ہوتا اور ہزاروں روپیہ نقد خیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ جو طالب حق بصدر لائق خدمت میں حاضر ہوتا۔ بتاؤ نظر کیا اثر دلی کامل ہو جاتا حضرت کے خوارق و کرامت کے تذکرے سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ کسی کی طاقت ہے جو بیان کر سکے۔ مگر لاکھوں میں سے ایک ہی مل بھی لکھی جاتی ہے۔ نقل ہے کہ ایک فاضل جاگیر دار کے گھر آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر چلوان کمرہ بادشاہ سے ملا ہوا تھا جل گیا۔ اس نے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا فرمان حاصل کیا۔ مگر جب وہ فرمان لے کر دیوان شاہی سے نکلا۔ وہ بھی نفل سے گر پڑا اس بات سمجھ کر گھبرا اویس جانی شگینی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمان تمہارا مل جائے تو بیان چستھے کے ارواح دو آٹا حلوادو گے۔ اس نے عرض کی کہ میں فرمان کے ٹٹنے سے پہلے ہی حلوادو کا فائدہ دلا تھا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور بازار سے حلوالے آیا۔ جب حضرت کے پاس آیا تو حلوائی نے جس کاغذ سے حلواس کو ڈھانک کر دیا تھا۔ وہ کاغذ اسی کا فرمان نکلا۔ حضرت نے حلوے کے اوپر سے وہ کاغذ اٹھا کر اس کو دے دیا اور فرمایا کہ لو تمہارا یہ فرمان ہے جب اس نے خور سے دیکھا تو اسی کا فرمان وہ تھا۔ نقل ہے کہ حضرت سلطان الشانخ تمام عمر مجبور رہے اور نکاح نہ کیا۔ باعث یہ ہوا کہ ایک روز خواجہ فرید ان کے مرشد نے روزہ افطار کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہمارے کھانے کیلئے کچلاؤ۔ سلطان الشانخ نے اپنی پگڑی گرہ لی اور حضور اسلوبا خرید کر نمکین پکایا اور پیر کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت کھا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانے میں ہر روز تتر من نمک خرچ ہو کر رہے۔ یہ مہربانی کا کلام سن کر سلطان الشانخ تعظیم کو اٹھے۔ چونکہ پاجامہ آپ کا اس وقت پھٹا ہوا تھا حضرت نے اپنا پاجامہ منگو کر ارشاد کیا کہ ہمیں لے سلطان الشانخ نے اپنے پاجامہ کے اوپر اس کو پہن لیا جب ازار بند باندھنے لگے تو بارے جلدی کے ازار بند ہاتھ سے چھوٹ کر پاجامہ پاؤں پر گر پڑا حضرت نے فرمایا کہ ازار بند مضبوط کر کے باندھ لے عرض

کی کہ کس قدر مضبوط باندھوں فرمایا۔ اس قدر کہ سوائے روز قیامت کے نہ کھلے، اگر کھلے تو حوران بہشت پر کھلے، عرض کی کہ بہتر ہے۔ اس روز سے سلطان المشائخ نے ارادہ نکاح کا فریغ کیا اور تمام عمر مجروح ہے۔ وفات حضرت کی اٹھارہویں ربیع الآخر ۷۷۵ھ کے روز سات سو پچیس ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ مبارک شہر دہلی میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ

گئے دنیا سے جب نظام الدینؒ کھلے جنت کے ان کے واسطے ابواب
سال تاریخ کے لیے سمور بولا ہاتف کہ اشرف الاقطابؒ

۴۸۔ خواجہ امیر خسرو شاعرِ چشتی دہلوی قدس سرہ

خواجہ سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے یہ حضرت کمال مقصد اپنے پیر کے تھے اور پیر
روشن ضمیر کے روبرو اس سے زیادہ کوئی محرم اسرار و واقف راز نہ تھا۔ نام اصلی ان کا ابوالحسن اور
سے ملاحظہ ہو :

(۱) امیر حسن بجزی : فوائد الفوائد مرتبہ محمد لطیف ملک لاہور ۱۹۶۶ء

(۲) کرنائی امیر خسرو : سیرالاولیاء دہلی ۱۳۴۲ھ (۳) جمالی : سیر العارفین ۱۱۴-۱۵۹

(۴) برنی : تاریخ فیروز شاہی مکتبہ ۱۸۶۲ء (۵) حنیف : تاریخ فیروز شاہی مکتبہ ۱۸۹۶ء

(۶) حمید شاعر قلندر : غیر الحباس مرتبہ خلیق احمد نظامی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(۷) جدلی شیخ : اخبار الاحیاء

(۸) لعل بیگ لعلی : ثمرات القدس قلمی ملوک مولانا نصرت نوشاہی شریفور

(۹) غوثی : اذکار الاباء ترجمہ گلزار ابرار - ص ۸۷

(۱۰) محمد صادق : کلمات الصالحین قلمی ملوک پروفیسر قریشی احمد حسین احمد بکرات

(۱۱) خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات دہلی ۱۹۵۸ء

M. Salim: Shaykh Nizam-ud-Din Auliya and the (۱۲)

sultans of Delhi. J. Pakistan Historical Society, Karachi Jan 1966.

شعر میں تخلص خسرو تھا۔ ان کا باپ امیر سعید الدین ایک امیر صاحب جاہ و دولت و علم و حلم تھا اور ارادت و خدمت سلطان المشائخ رکھتا تھا۔ وہ ستر سال کی عمر میں کفار کی جہاد میں شہید ہوا۔

نانا خواجہ خسرو کا امیر عمادی الملک بھی ایک شخص صاحب خیر و برکت و واقف رموز ظاہری و باطنی تھا۔ خواجہ خسرو باپ کے مرنے کے بعد نو سال کے رہ گئے اور امیر عمادی الملک کے سایہ مہلت میں پرورش پائی۔ ایک بھائی خواجہ خسرو کا جس کا نام اعز الدین علی تھا۔ کمال مقبول و محبوب سلطان المشائخ کا تھا۔ صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ خواجہ خسرو کی دلی محبت منزل میں اس قدر آتش عشق مشتعل تھی کہ پیراہن ان کا ہر وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا۔ جب نیا پیراہن پہنتے تو اسی وقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا۔ تصانیف ان کی ایک کم سو مشہور ہیں اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں اور ہندی اشعار اس سے علاوہ بے شمار ہیں اور فی البدیہہ کہنے پر ان کی طبیعت ایسی قادر تھی کہ کتاب مطلع الانوار بحجاب مخزن الاسرار نظامی انہوں نے دو ہفتہ میں تمام کی۔ وفات ان کی سنہ سات سو پچیس میں سلطان المشائخ کی وفات کے بعد چھ ماہ و قریب میں آئی اور مزار گوہر یار سلطان المشائخ کے روضہ کے پاس ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ فوت ہوئے۔ یہ حاضر نہ تھے۔ بنگال کے ملک کی مہم بہادشاہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ جب یہ خبر ان کو پہنچی۔ فوراً دہلی میں آئے اور لباس سیاہ پہن کر بے غورہ خواب پر روشن ضمیر کے مزار کے پاس باسینہ بیاں و چشم گریاں بیٹھے رہے۔ جب چھ مہینے اسی حالت میں گزر گئے تو بدھ کے روز اٹھا رہیں ماہ شوال کو وفات پائی۔

قطعہ تاریخ :

جب کہ فرشتا عرآن ملک ہند شاہ والا خسرو عالی مقام
کر گئے رحلت بسال خاتمہ بولا سرور ببل شیریں کلام

۴۹۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی المخاطب پچراغ دہلی قدس سرہ

بڑے دوست اور خلیفہ راتیں سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے۔ شیخہ ان کا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا۔ ان کے جد بزرگوار کا نام تید عبداللطیف اور باپ کا نام تید

یہی تھا۔ بعد وفات سلطان المشائخ کے ولایت خطہ دہلی کی ان کو ملی۔ صبر و رضا و تسلیم ان کا شعار تھا۔ ان کی خوارق و کرامت کے تذکرہ دل سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ جن کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے۔ ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعہ سے ہر تہ و تربت قرب الہی پہنچے۔ وفات آپ کی اٹھارہویں رمضان المبارک روز جمعہ سال حات سوتاون ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار شہر دہلی میں ہے۔

۵۰۔ شیخ جلال الدین محمود پانی پتی کا زونی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور خرقہ خلافت ان سے پایا۔ اصل نام ان کا محمد بن محمود اور شجرہ نسب حضرت امیر المومنین عثمان کے ساتھ ملتا تھا۔ جذب و استغراق حضرت لے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی وفات کے بعد پشتیہ سلسلہ کے مرکزی نظام کو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے سنبھالا۔ حضرت چراغ دہلی کو اپنے سلسلہ کا کام انتہائی نامساعد حالات میں کرنا پڑا۔ اب دہلی علاؤ الدین خلجی کی دہلی نہ تھی بلکہ اب یہ بدقسمت شہر ایک مطلق العنان بادشاہ کے بدلتے ہوئے افکار و تصورات کا بازیچہ بنا ہوا تھا۔ بادشاہ کے بہت سے تیز و تند جھونکے آئے اور سلطان وقت محمد بن تغلق نے انہیں طرح طرح سے پریشان بھی کیا۔ لیکن آپ نے سلسلہ ارشاد و تلقین سے سبر و جنبش نہ کی۔ دغلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ۳۶۲-۳۶۸

ملاحظہ ہو :

- (۱) حسن سجزی امیر، فوائد الغلو ۲۰۵
- (۲) امیر خسرو : سیر الاولیاء ۲۳۷
- (۳) حمید شام قلندر : خیر المجالس (مطبوعات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی) مرتبہ خلیق احمد نظامی علی گڑھ
- (۴) عبدالحق دہلوی : اخبار الاخیار ۷۴-۸۰ (۵) برنی حنیئ الدین : تاریخ فیروز شاہی ۷۵
- (۶) جمال دہلوی : سیر العارفین ج ۳۹-۴۵
- (۷) عبد الواحد بلگرامی : سبع سائل ۶۴-۷۵
- (۸) نظام غریب یمنی : لطائف اشرفی ۳۶۱-۳۶۲ بہ بعد
- (۹) غوثی سندوی : اذکار اربار ۱۱۵
- (۱۰) محمد صادق : کلمات الصادقین قلمی

۵۱۔ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے جانشین تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بے ہوش رہتے۔ نماز کے وقت خدلم آواز بلند حق حق آپ کے کان میں کتے تو وہ ہوش میں اگر نماز ادا کرتے۔ چالیس اولیائے کامل ان کے خلیفہ تھے۔ جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے اور کتاب زادالابرار ان کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ ان کے مطبخ میں ایک ہزار آدمی سے کم کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب کم ہوتے۔ شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی سفر میں ہوتے تو ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب سے نمودار ہوتا۔ وفات حضرت کی سند سات سو پینٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

۵۔ شاہ کا کوچشتی لاہوری قدس سرہ

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب عبادت و

(بقیہ حاشیہ) انہیں برہم مقبولیت ہوئی معارج الولاہیت میں ہے :

نور الدین ازہر جانب مدد سے باقی آوردند و تذرو فتوح بے شمار آوردند (عبد اللہ خولگی، معارج الولاہیت قلمی ورق ۱۹۴ ب) : آپ کے چالیس خلفا تھے جن میں شیخ احمد عبدالحی ردو لوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت کبیر اللہ اولیائی کی اولاد میں سے حضرت قاضی شہار اللہ ہانی پتی خلیفہ حضرت مرزا مظہر جید عالم اور مفتی تھے (غلام علی شاہ، مقامات مظہری ۷۵-۷۶)

ملاحظہ ہو :

۱۔ السید چشتی، سیر الاقطاب ۱۹۷-۲۱۵ (۲) عبد اللہ خولگی قصوری : معارج الولاہیت قلمی ورق ۱۹۴ ب
اے حضرت شیخ کا کوچشتی لاہوری، شیخ علاء الدین بن سعد اللہ لاہوری کے مرید تھے۔ انان بعد آپ نے شیخ عبد الحکیم لاہوری سے بھی فیض حاصل کیا۔ آپ نے موجودہ لنڈا بازار متصل ریلوے سٹیشن لاہور میں اپنا مدرسہ تعمیر کروایا تھا۔ آپ کے محلہ کا ذکر بانیہ بیات نے کیا ہے (تذکرہ جمالیوں و اکبر ۳۷) آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ اسحاق بہت ہی معروف عالم مدرس تھے۔ شیخ سعد اللہ بن اسرار علی اور شیخ منور لاہوری آپ کے نامور شاگرد تھے۔ شیخ اسحق ۱۹۴۲ء میں فوت ہوئے۔ باپ اور بیٹے کے سال وفات میں ۱۱۴ سال کافری ہے یہ فرق مفتی صاحب نے پیدا کیا ہے۔ نیز مفتی صاحب خزینۃ الامنیار (۱/۴۰۰) میں لکھتے ہیں کہ صاحب تذکرہ چوڑ قطب العالم شاہ کا کوچنے ۸۸۶ھ میں انتقال کیا۔ اس سے تذکرہ قلبیہ مراد شیخ جمال الدین ابوبکر (باقی اگلے صفحہ)

ریاضت وزہد و تقویٰ و توکل تھے۔ شیخ پیر محمد چشتی لاہوری سے انہوں نے خرقہ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب بھی کر امتیں ان کی بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید بونگیوں نے ان کے مزار کا سالانہ عرس جو قوم خواجہ ان کی مرید کرتے ہیں بند کر دیا اور مریدوں سے پوچھا کہ ان کا عرس تم کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ بزرگ ولی عابد و زاہد تھے۔ اس واسطے ان کا عرس ہوتا ہے۔ یہ سن کر ایک سکھ بولا کہ میں اس کا امتحان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اس بیر کے درخت پر جو حضرت کے قبر پر ہے چڑھ گیا اور قبر پر پشیاب کرنے لگا۔ اسی وقت پاؤں پھسل کر نیچے آ پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس روز سے پھر سکھ مانع عرس نہ ہوئے۔ وفات ان کی سال آٹھ سو اسی چھری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ہے۔

۵۲۔ شیخ عبدالقدوس گنہ گویہی قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولی کے تھے۔ شجرہ البقیہ حاشیہ، ملا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے تذکرے میں کہیں شاہ کا کوہ کے سال وفات کا ذکر تک نہیں ہے۔ البتہ اتنا تحریر ہے کہ جب لودھیوں کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالجلیل لاہور تشریف لائے تو اس وقت شاہ کا کوہ بہت مسن اور ضعیف ہو چکے تھے۔ گویا زندگی کی آخری منازل میں تھے۔ اس نامی صاحب نے قیاس کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالجلیل ۸۸۶ھ کے قریب لاہور آئے ہوں گے اور اسی سن میں شاہ کا کوہ نے انتقال کیا ہو گا۔ گویا آپ کا حتی سال وفات معلوم نہیں۔ ملاحظہ ہو :

(۱) جمال الدین ابوبکر : تذکرہ قطبیت مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء ص ۹۱

(۲) عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ، لکھنؤ ۲۹۵-۲۹۶

(۳) بانید بیات : تذکرہ ہمایوں و اکبر کلکتہ ۳۷۴

(۴) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۴ (۵) نامی غلام و شگیر : تاریخ جلیلہ ۱۵۰/۱۵۱

(۶) شجاع الدین پروفیسر : خاتما، شیخ کاوشی، مقالہ مشمولہ مجلہ مبارکیاں، کلکتہ لاہور ۱۹۵۴ء

(۷) ظہور احمد ظہر : شیخ سعدی بن اسرئیل، مقالہ مشمولہ المعارف لاہور جولائی ۱۹۶۰ء (باقی اگلے صفحہ پر)

پران عظام ان کا انہیں تین واسطوں سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبدالحی ردولی نے خرقہ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا۔ خاندانِ حشمت اہلِ مہشت سلسلہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحبِ کمال ظاہری و باطنی تھا۔ تصوف میں ایک کتاب انوار العیون نام ان کی تصانیف میں سے مقبول خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال نو سو نپتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا گوہر بار گنگوہہ میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ) ۱۔ حضرت شیخ محمد کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) غوثی : گلزارِ ابرار ۵۸۲-۵۸۳ (۲) المدیہِ چشتی : سیرالاقطاب ۲۱۸

۲۔ شیخ عارف بڑی موثر شخصیت کے مالک تھے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ شیخ عارف سے مجھے محبت نہیں یا مجھ پر وہ شفقت نہیں فرماتے (انوار العیون) ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالقدوس گنگوہی : انوار العیون مطبوعہ (۲) عبدالحی دہلوی : اخبارالاکھیار

۳۔ شیخ احمد عبدالحی ردولی ف ۸۳۶/۸۳۷ھ یا ۱۷۳۳/۱۷۳۴ء ردولی میں خشتیہ سلسلہ کی خالقہ آپ نے ہی قائم کی تھی۔ آپ کے نفسِ گرم سے سلسلہ صابریہ کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالقدوس گنگوہی : انوار العیون (ملفوظات و حالات شیخ احمد عبدالحی) مطبوعہ دہلی

(۲) عبدالحی : اخبارالاکھیار ۱۸۷-۱۹۰ (۳) محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار

۴۔ انوار العیون فی اسرار المکنون، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی تصنیف ہے۔ جس میں آپ نے اپنے مرشد شیخ احمد عبدالحی ردولی کے ملفوظات و احوال جمع کیے ہیں۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے (۱) مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لکھنؤ ۱۲۹۵ھ (۲) علی گڑھ ۱۹۰۵ء (۳) لکھنؤ ۱۹۰۹ء (۴) خالقہ ایڈیشن ۱۳۱۸ھ (۵) الدر المکنون ترجمہ انوار العیون۔ مطبع مجتہائی دہلی۔

۵۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی ج سلسلہ صابریہ کے معروف ترین مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا عہد سیاسی اعتبار سے بڑا ہوش ربا تھا۔ سلطنتِ دہلی دم توڑ رہی تھی۔ آپ کو مجبوراً سیاست میں حصہ لینا پڑا۔ ایک طویل مکتوب آپ نے سکندر لدھی کو لکھا۔ پھر بابر کا تسلط ہو گیا تو آپ نے ایک مکتوب بابر کو بھی لکھا۔ جس میں ان بادشاہوں کو خاص نصیحتیں فرمائی ہیں۔ پروفیسر محمد اسلم نے کتاب دین الہی اور اس کا پس منظر میں حضرت شیخ محمد برے میں جو نو تنگنیاں کی ہیں۔ وہ تصوف اور اصطلاحات تصوف سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہیں۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

۵۳۔ شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ

یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ شجرہ نسب ان کا فائق العلم عمر ابن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کا باپ محمود بھی عالم فاضل مرد صاحب عظمت تھا۔ شیخ جلال الدین ان کے گھر میں دلی ماور زاد ہوئے۔ سات برس کی عمر میں انہوں نے قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر میں تحصیل علوم مرف و نحو و منطق و معانی و حدیث و تفسیر سے فراغت پائی۔ بعد ازاں بجذب جاذب حقیقی بخدمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے حاضر ہو کر تکمیل کو پہنچے۔ تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ آخر سال نوسو نو اسی ہجری میں وفات پائی۔

(بقیہ حاشیہ) آپ کی تصانیف میں سے (۱) انوار العین مذکورہ (۲) مکتوبات مطبوعہ دہلی ۱۳۸۷ھ (۳) شرح حوارف المعارف (۴) حاشیہ قصور النکاح (۵) رسالہ قدسیہ (۶) غرائب الفوائد (۷) رشتہ نامہ (۸) منظر العجائب (۹) لطائف قدوسی (ملفوظات شیخ عبدالقدوس) (۱۰) بحر الانشعاب (۱۱) شرح مصباح (۱۲) حاشیہ شروح صحائف (۱۳) فوائد القرأت، رسالہ قرۃ العین وغیرہ ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱) رکن الدین، لطائف قدوسی مجتبیٰ دہلی ۱۳۱۱ھ (۲) عبدالحی شیخ : اخبار الاخیار

(۳) محمد شرم کشی : زبدۃ المقامات ص ۱۹۹

(۴) جلال الدین تھانیسری : ارشاد الطالبین : مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری مطبوعہ امرتسرہ ۱۳۱۱ھ

(۵) اعجاز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات کراچی ۱۹۶۱ء

۱۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری بڑے ذی علم بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے تحقق اراضی ہندی مطبوعہ کراچی اور ارشاد الطالبین (مطبوعہ امرتسرہ) معروف اور متداول ہیں۔ ملاحظہ القادر بدایونی آپ سے دوسرے ملا اور بڑا متاثر ہوا اور اپنے آثارات منتخب التواریخ میں لکھے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ ۲۷۸ - ۲۷۹

(۲) غلام عبدالقدوس : حقائق داقدی قلمی۔ ذخیرہ شیرانی نمبر ۱/۸۷۹/۳۹۶۸

۵۴۔ شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھانوی کے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں ان کو استعداد کامل تھی۔ پہلے انہوں نے ظاہری علم حاصل کیا۔ اور تعلیم و تدریس کے کام میں مشغول ہوئے۔ چند سال اس کام میں مصروف رہے۔ پھر شیخ نظام الدین بلخی کی خدمت میں جا کر تکمیل باطنی پائی اور لاہور میں بعد حصول غرقۂ خلافت مامور ہوئے۔ تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی آخر سال ایک ہزار انتیس میں وفات پائی۔ مزار لاہور میں ہے۔

۵۵۔ شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا باب عماد علی الملک عبداللہ انصاری سرکار شاہی میں ایک امیر کبیر تھا۔ انہوں نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کے طالب ہو کر شیخ نظام الدین بلخی کے مرید ہوئے اور تکمیل پائی۔
 اے حضرت نظام الدین بلخی بن عبدالمشکور قادری تھانوی ص ۱۰۳۶ معروف عالم و شیخ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے حقیقت حقہ (دو توحید)، رسالہ وحدت (شرح بیت)، حل قدم کر عشق دارد (ابریست کہ جلد کفر بزد)، اور رسالہ احسانہ مسائل وحدت الوجود، ذخیرہ جواہر سوزیم امانہ حال مسلم پرنیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں (ابراہیم خاں)، تذکرہ جواہر زواہر ۴۳-۴۴، دو شرح لمعات کئی دینی و تجلیات البہار شرح لمعات غلطی ملکہ ڈاکٹر مولوی محمد شعیب لاہوری رسالہ حقیقت، ریاض القدس، تفسیر قرآن و جز آخر، شرح سوانح احمد غزالی اور رسالہ بلخی ہیں۔ (خزنیہ اترہ ۱۰۴۷) ملاحظہ ہو :

(۱) غوثی : گلاب ابرار ۵۸۰

حضرت شیخ جان اللہ کے علاوہ سیدالکبیر بھکڑی، شیخ الہکبیر لاہوری، شیخ دوست محمد لاہوری بھی لاہور ہی میں آپ کے پیریمانی تھے۔ شیخ جان اللہ باغ مداران سنگھ لاہور میں مدفون ہیں۔
 شیخ جان اللہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۲) غلام سرور، خزنیہ الاصفیاء (۳) ثانی : بزرگان لاہور ۱۴۷-۱۴۹

اے مخدوم الملک ہونا چاہیے۔

اور جب اکبر بادشاہ نے نظام الدین ان کے سپر پر ناراض ہو کر ان کو مہندس نکال دیا اور وہ حرمین الشرفین کو چلے گئے تو یہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایتِ خلق میں بسر کی۔ ان کی تصانیف اور تالیفات میں سے کتاب شرح فصوص المحکم فارسی و رسالہ اسرار عجیبہ پیرانِ حقیقت کے ذکر و شغل کے بیان میں مقبول خاص و عام ہے۔ ان کی کرامتیں اکثر کتابوں میں مذکور ہیں۔ چنانچہ ایک روز جو جگادن تھا ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج جگادن ہے۔ صاحبِ قیمت لوگ آج مکہ معظمہ میں ہوں گے۔ فرمایا لاؤ ہم اور تم مکہ کو چلیں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مرید کو ساتھ لے لیا۔ جب آدھ کو س تک گئے تو مرید کو کہا کہ آنکھیں بند کرو اور ہماری دوش پر ہاتھ رکھ کر چلے آؤ۔ تھوڑی دیر گزری تو فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ عرفات میں موجود ہے۔ بہت خوشی سے حج ادا کیا اور دوسرے روز بھی وہاں قیام کیا۔ پھر جس طرح گئے تھے لاہور پہنچ گئے۔ وفات ان کی تائیسویں ماہ رجب سنہ ایک ہزار پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں متصل باغِ زیب النسا بگم المشہور میں کوٹلی

۵۶۔ شیخ ابوسعید ہشتی صابری گنگوہی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزندِ دلہند شیخ نور الدین بن عبدالقدوس گنگوہی تھے۔ تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت لے کر یہاں مفتی صاحب سے تلامذہ ہوئے۔ انہوں نے خود خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے باغی لشکر کے شہزادہ خسرو کی دلجوئی اور اس کے لیے دعا کی تو جہانگیر آپ سے بدظن ہو گیا انہیں ملک بدر کر دیا (خزینہ ص ۳۶۳) ان کتابوں کے وجود کے بارے میں ہمیں ہنوز کوئی اطلاع نہیں ہے۔ شیخ عبدالحکیم لاہوری کا ایک خطی رسالہ مسکدِ حدیث غوثِ اعظم مولانا عبدالرشید صاحب رشیدی کتب خانہ لاہور کے اُن نظر سے گزاراں کی ایک تصنیف مصابغۃ العارفین (فارسی نثر) کا خطی نسخہ نمبر ۴۲/۱۷۱ م کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں محفوظ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) عبدالحی : نزہۃ الخواطر ۵/۲۴۲

(۲) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۳۲۰

(۳) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۰۰ - ۴۰۱ (دہ) ظہور الدین احمد پاکستان میں فارسی ادب ۲/۲۸۵-۲۸۶

۱۔ شیخ نور الدین، شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے نہیں تھے، بلکہ پوتے تھے۔ یعنی شیخ نور الدین بن شیخ علی بن شیخ عبدالقدوس (غلام عبدالقدوس) حلقِ داؤدی قلمی ذخیرہ شیرازی (روضہ دوم)

شیخ نظام الدین لمبی سے حاصل کیا اور اولیائے کاملین میں سے ہوئے۔ سواطع الانوار میں لکھا ہے کہ ایک شخص منکر حال و رویشاں ان کے رو برو کیا اور عرض کی کہ میں طالب جدا ہوں، مگر طاقت محنت و عبادت و ریاضت کی مجھ میں نہیں ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کی نظرفیض اثر مقصود مل حاصل کر سوں حضرت کے ہاتھ میں اس وقت عصا تھا فرمایا کہ ہاں ہم اس عصا کی تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کہ ایک ضرب حسا کی ہاں کے سر پر لگائی۔ عالم ملکوت اس پر کھل گیا۔ دوسری ضرب میں عالم جبروت، تیسری ضرب سے عالم مشہود اس پر منکشف ہو گیا۔ تین دن تک بیہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا۔ صدق دل سے مرید ہوا۔ وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار انچائیس میں واقع ہوئی اور مزار گوہر وار گنگوہ میں ہے۔

۵۔ شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گویہی حنفی حشمتی صابری قدس سرہ

شیخ ابوسعید کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند اور فوق و شوق و وجد و سماع و محبت میں یکسانہ زمانہ تھا۔ صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حالت سیر میں حضرت جگمگا تھے میں پہنچے۔ سر بازار ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا حضرت سواطع الانوار کا نام اقتباس الانوار بھی ہے۔ یہ شیخ محمد اکرم براسوی ف ۱۱۵۹ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۱۳۲ھ/۱۷۱۹ء میں مکمل ہوئی۔ چشتیہ صابریہ سلسلہ کا اہم مذکر ہے۔ شیخ محمد صادق، شیخ داؤد، شیخ سونہا سفید ولی، شیخ الکبش اور شیخ محمد علی کے حالات کے لیے اسے معاہدہ تاریکی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تذکرہ مطبع اسلامیہ لاہور ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ محمد اقبال مجددی، حقائق داؤدی۔ برطان دہلی مئی ۱۹۰۰ء)۔

۱۔ شیخ ابوسعید کا سال وفات حقائق داؤدی میں ۱۱۳۹ھ دیا ہے۔ قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ دوم،

ملاحظہ ہو :

- ۱) غلام عبدالقدوس، حقائق داؤدی ۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء قلمی ذخیرہ شیرانی روضہ دوم
- ۲) محمد اقبال مجددی، حقائق داؤدی تاریخ سلسلہ صابریہ کا ایک اہم اخذ۔ برطان دہلی مئی ۱۹۰۰ء
- ۳) محمد اکرم براسوی، اقتباس الانوار
- ۴) گامی شیخ، انیس العاشقین قلمی ذخیرہ شیرانی

مخواس کے تماشے میں ہوئے۔ خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا انا المعبود لا تعبد سوائی شیخ اگرچہ اس وقت مغلوب الحال تھے مگر برعایت شرع مقدس کعبہ کو سجدہ کیا بت بولا اینما تلو فثم وجه اللہ۔ شیخ نے جواب دیا کہ سچ ہے مگر رعایت شرع رسول فرض ہے۔ وفات حضرت کی اٹھارہویں محرم ۱۰۵۸ھ ایک ہزار اٹھاون جبری میں واقع ہوئی۔

۵۸۔ شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہ

شیخ جان اللہ لاہوری کے یہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی میں طاق یگانہ آفاق تھے۔ وجود سماع کے وقت ان کی یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگوں کو ان کے مرجانے کا شبہ ہوتا اور حالت وجد میں جس پر نظر فیض اثر ڈالتے بیہوش ہو جاتا۔ لنگان کا غر بار و مساکین پر عام تھا۔ ہزاروں لوگ دو وقت کھانا ان کے باورچی خانے سے کھاتے تھے۔ بہت طالبان خدا ان کے ذریعہ جمیلہ سے قرب خدا تک پہنچے۔ آخر سال ایک ہزار اونسٹھ جبری میں فوت ہو گئے اور مزار گوہر بار لاہوری ہے۔

۱۔ شیخ محمد صادق گنگوہی کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ خود مفتی صاحب نے خزینۃ الاصفیاء طبع اقل لاہور میں ۱۰۳۶ھ ظہر کیا ہے اور یکایک دوسرے ایڈیشن میں بحوالہ سواطع الانوار (اقتباس الانوار) ۱۰۵۸ھ لکھ دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقتباس الانوار میں شیخ محمد صادق کے سال وفات کے بارے میں مصنف نے صاف لکھا ہے کہ سنہ وفاتش احوال معلوم اس احقر نہ شد کہ نوشتہ آید (ص ۳۳)، ہمارے پیش نظر اس وقت ایک خاندانی دستاویزین حدائق وادوی ہے۔ جس میں مع اسناد، شیخ محمد صادق کا سال وفات ۱۹ محرم ۱۰۵۱ھ تحریر ہے بحجت کا حاصل یہ ہے کہ شیخ محمد صادق کا سال وفات ۱۰۵۱ھ صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۱) غلام عبدالقدوس : حدائق وادوی قلبی ذخیرہ شیرانی روحہ سوم

(۲) محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار لاہور ۱۸۹۵ء ص ۳۳

(۳) امام بخش : حلیۃ الاسرار فی اخبار الاولیاء مطبوعہ ۱۲۳

(۴) آفتاب بیگ : تحفۃ الابرار ص ۱۶۹ (جزو مشائخ چشتیہ)

(۵) محمد اقبال عابدی : شیخ محمد صادق کا سال وفات مقالہ حدائق وادوی مشمولہ جرنل مئی ۱۹۷۰ء

۵۹۔ شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالخالق چشتی لاہوری کے جانشین تھے۔ تجرید و تفرید میں شان بلند رکھتا تھا۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے تھے وہی اکابر آجائے۔ ایک روز حضرت کے گھر سماع ہوا تھا اور حضرت وجد میں تھے۔ قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

اُن میمائے کہ جان در دست اوست می دہد جان گر بمیہ دم چند بار
اچانک ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب انگڑ تھا۔ گاندھے پر اٹھائے ہوئے خدمت میں آیا اور التماس کی کہ حضرت اس کے واسطے دعائے حصول شفا کریں۔ حضرت اسی وجہ کی حالت میں بیٹھے اور بیمار کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت اچھا ہو گیا۔ وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار اکثر میں ہوئی۔ مزار لاہور میں ہے۔

۶۰۔ شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ علمائے مشائخ چشت سے صاحب مقامات بلند و ارجاد مجتہد تھا۔ علوم شریعت و طریقت میں اپنے زمانے میں فرید الہم و جید العصر تھا۔ تمام روز تدریس طالبان علم میں مصروف رہتا اور رات بھر تلمیذین عارفان حق میں گزارتا۔ پنجاب کے ہزاروں لوگ اس کے ذریعہ سے فیض یاب دنیا و آخرت ہوئے۔ بعد بارہ برس کی عمر کے یہ اپنے دلی شوق سے علم کے شغل میں مشغول ہوا۔ بیس برس کی عمر میں جاذب حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ محمد عارف کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی اور غزوہ خلافت حاصل کیا۔ وفات ان کی ایک ہزار چوراسی ہجری میں واقع ہوئی اور خزانہ گوہر بار لاہور میں ہے۔

سید شیخ محمد صدیق لاہوری کا سال وفات سید عمر ملیف نے ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲م لکھا ہے۔ جو ملتی صاحب سے بہت متضاد ہے۔ دونوں معتقد بہت بعد کے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی معاصر شہادت نہیں ہے۔ اس لیے ترجیح دینے سے قاصر ہیں۔ سید عمر ملیف نے آپ کے حوا کے بارے میں لکھا ہے کہ میدان زین خان میں جو مرکز کے جنوب میں ملے، دس دن چند سے ریلوے ٹیشن کو جاتی ہے۔ واقعہ ہے (ص ۹۵)

۶۱۔ شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گن گوی قدس سرہ

مرید و خلیفہ پدر عالی قدر اپنے کا تھا۔ بہت عالی و حالت قومی رکھتا۔ صاحب سوطع الانوار کا قول ہے کہ ایک مرید حضرت کا چلہ میں بیٹھا۔ اس حجرے میں درخت بیر کا تھا۔ درویش مبعوک کی حالت میں بیر کے درخت کی پتی کھا لیا کہ تا جب چلہ سے نکلا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے چالیس روز تک کچھ نہیں کھا یا۔ حضرت نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ بیر کے درخت کی پتی چلہ کے وقت تیری غذا تھی۔ اس نے انکار کیا۔ اس بات سے حضرت غضب میں آئے اور درخت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سچ بول تیری پتی یہ کھا تا رہا ہے یا نہیں۔ درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہاں یہ درویش چالیس روز تک میری پتی کھا تا رہا ہے۔ درویش یہ بات سُن کر اپنے دعوے سے تائب ہوا و فات حضرت کی پانچویں رمضان ایک ہزار پچانوے ہجری میں واقع ہوئی۔ اگرچہ خلیفہ حضرت کے بہت متھے مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاقی و سید غریب اللہ و شاہ ابوالمعالی چار خلیفہ بڑے متھے۔ جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے۔

۱۔ شیخ داؤد گن گوی کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب نے مخزنۃ الاصفیاء (۱/۴۸۵) میں ۱۰۹۵ھ سوطع الانوار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوطع الانوار (آفتاب الانوار) شیخ داؤد کے سال وفات سے یکسر خالی ہے (صفحہ ۳۱۶)۔ حدائق داؤدی میں سال وفات یک شنبہ رمضان ۱۰۷۳ھ درج ہے اور یہی سال محمد اسلم پسروری نے بھی لکھا ہے (فرحۃ الناظرین صفحہ ۵۹) جو ہمارے نزدیک معتبر ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، شیخ داؤد گن گوی کا سال وفات مقالہ حدائق داؤدی۔ برٹن و صلی می ۱۹۷۰ء)

۲۔ ملاحظہ ہو :

(۱) غلام عبدالقدوس : حدائق داؤدی (احوال مقامات شیخ داؤد گن گوی) قلمی ذخیرہ شیرانی۔ مقالہ

محمد اقبال مجددی حدائق داؤدی مشتمل برٹن می ۱۹۷۰ء

(۲) محمد اسلم پسروری : فرحۃ الناظرین مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری کراچی ۱۹۷۲ء ۵۸-۶۰

(۳) محمد اکرم براسی : آفتاب الانوار ۳۱۶

(۴) مشتاق احمد میٹھی : انوار العاشقین ص ۱۰۱

۶۲۔ شاہ ابوالمعالی حسینی صابری قدس سرہ

سادات عظام و مشائخ کرام سے صاحب عشق و محبت شوق و ذوق و وجد و جماع تھے۔ خرقہ خلافت شیخ داؤد سے پایا۔ شیخ محمد صادق گنگوہی سے بھی فیض حاصل کیا۔ باپ ان کے سید محمد اشرف قصبہ امیٹھ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد شاہ ابوالمعالی خرد سال رہ گئے۔ والدہ نے ان کو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا۔ انہوں نے علوم ظاہری و باطنی سے ان کو مستفید کیا اور مرتے دفعہ ان کو شیخ داؤد کے سپرد کیا۔ باقی ماندہ تکمیل ان کی شیخ داؤد نے کی اور خرقہ خلافت عطا کیا۔ صاحب ثمرۃ الغواہ لکھتا ہے کہ ایک روز مجلس مشائخ تھانہ میں جمع تھے۔ عند التذکرہ حضرت شاہ نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمہ نفی اثبات لا الہ الا اللہ میں ہے۔ جنہوں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے اگر وہ لفظ لا الہ نہ دے گاں میں کہہ دیں تو مرنے والے و اگر لا اللہ کہہ دیں تو جی اٹھے۔ حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی کہ حضرت مجلس سے اٹھیں اور ایک گاؤں میش کے کان میں جو اسی گھر کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لا الہ کا لفظ کہا۔ وہ فی الفور گر پڑی اور مرنے کے بعد دوسرے کان میں لا اللہ کا لفظ کہا۔ فی الفور گاؤں میش جی اٹھی اور چارہ چرنے لگی۔ وفات شاہ ابوالمعالی کی ایک ہزار ایک سو سو سورہ ہجرتی میں واقع ہوئی۔

۱۔ شیخ محمد اشرف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

۲۔ ثمرات الغواہ شیخ طعنت اللہ انبلاوی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اپنے مرشد میرزا حبیب حسینی امیٹھوی کے حالات و مناقب لکھے ہیں۔ غرض اس میں حضرت شاہ ابوالمعالی امیٹھوی کی کرامات کا ذکر بھی ہے۔ یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے جمع اردو ترجمہ چھپ چکی ہے۔ ذخیرہ شیرازی پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اس کے دو خط نسخے نمبر ۲۲۶۹ و ۲۲۷۰ موجود ہیں۔ ۳۔ مشتاق احمد امیٹھوی نے شاہ ابوالمعالی کا سال وفات ۱۱۱۷ھ لکھا ہے۔ انوار العاشقین ۶۹، ملاحظہ ہو:

شاہ ابوالمعالی کی وفات کے بعد ان کے دو صاحبزادے شاہ محمد فخر الدین اور مسعود احمد سجادہ نشین ہوئے۔ انوار العاشقین:

(۱) طعنت اللہ انبلاوی، ثمرات الغواہ، آرمی پریس دہلی (۲) محمد کرم ہارسی، آفتاب انوار لاہور

(۳) قلام جلالہ شمس، حلقہ داؤد خلی و ذخیرہ شیرازی (۴) مشتاق احمد امیٹھوی، عقد الفتاح لیسٹی مناقب ابوالمعالی

۴۳۔ شیخ عبدالرشید جالندھری حشتی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سادات عظام شہر جالندھر سے ہے۔ ان کے باپ کا نام سید اشرف تھا۔ خود سالی کی عمر میں ان کو شوقِ حق و امن گیر ہوا اور بعد تحصیل علوم متداولہ گھر سے نکل کر شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی۔ شاہ ابوالمعالی نے ان کو تربیت و تکمیل کے واسطے میراں سید بھیکھ کے حوالے کیا۔ ان کی خدمت میں چند سال انہوں نے بسر کیے اور خرقہ خلافت پایا۔ وفات ان کی غرہ ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیس میں واقع ہوئی غلام محمد الدین ان کے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے۔ بیعت ان کی بھی میراں سید بھیکھ کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔

۴۴۔ شیخ سونڈھا ولد شیخ مومن صدیقی حشتی صابری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ داؤد حشتی گنگوہی کے خلیفہ تھے۔ شجرہ نسب ان کا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے ساتھ ملتا تھا۔ باپ ان کا شیخ مومن بادشاہی جاگیر دار امیر کبیر تھا۔ اس کی وفات کے بعد یہ خود سال رہ گئے۔ بالغ ہونے کے بعد انہوں نے سامانِ حشمت مجاہد ترک کیا اور شیخ داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایسے مراتبِ عالیہ کو پہنچے کہ اولیائے متقدمین سے گوے سبقت لے گئے۔ صاحبِ سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک روز ایک گاؤں میں حضرت بقربیب ایک عرس کے تشریف لے گئے۔ جب ہنگامہ سماع گرم ہوا تو اتفاقاً اسی وقت گاؤں کے مالک کا بیٹا لوجھان مڑ گیا۔ وہ مردہ کی چارپائی اٹھا کر عین مجلس میں لے آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی: ہ۔
مردانِ خدا خدا نباشد لیکن زخدا جدا نباشد

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) لطف اللہ انبالوی، ثمرات الغواد مطبوعہ دہلی

(۲) علیم اللہ جالندھری تید: نزہۃ السالکین اردو ترجمہ باسم تحفۃ الصالحین لاہور

(۳) غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۹۹ (۴) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۶/۱۴۹

(۵) امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار ۱۲۵

میرے گھر میں بھی ایک لڑکا تھا جو آج لقمہ نہنگ چل ہو گیا ہے۔ تم لوگ مقبولان الہی ہو اگر تمہاری توجہ سے یہ لڑکا میرا زندہ ہو جائے تو عجب نہیں۔ یہ تقریر سن کر شیخ اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑکے کے منہ سے چادر اٹھا کر فرمایا کہ اسے لڑکے اس قادر قیوم کے حکم سے جو ہمیشہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ زندہ ہو جا۔ لڑکا کافی الفور زندہ ہو گیا اور درج سواطع الانوار ہے کہ جب روز وفات شیخ سونہا کا آیا۔ قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ یہ شعر خواجہ حافظ شیرازی کا گائیں۔
 صحبت غیر غلام کہ بود عین قصور
 با خیال تو چہ باد اگرں پر دازم
 جب قوالوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔ حضرت وجد میں آئے اور اسی حالت ذوق و شوق میں دنیائے فانی سے رگڑی عالم جاودانی ہو گئے۔ وفات حضرت کی چوبیسویں ماہ جمادی الاول سنہ ایک ہزار ایک و سوائس میں ہوئی۔

۶۵۔ سید محمد سعید الخاٹب بمیراں شاہ بھیکہ چشتی صابری قدس تفر

بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ ابوالعالی چشتی صابری کے تھے۔ ذوق و شوق و وجد و سماح و استغراق و عشق و محبت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مشائخ متاخرین میں سے کسی بزرگ کو ایسے کشش ظاہری و باطنی نصیب نہیں ہوئی۔ جیسے کہ ان کو ہوئی۔ ان کے مرید اکثر اقطاب و اہل اہل کے مراتب تک پہنچے۔ اشعار ہندی و موہڑے حضرت کے بمضامین توحید بہت مشہور ہیں۔ جو صوفیوں کی محفل میں گائے جاتے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پھر سید محمد سعید میراں بھیکہ بن محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن لے شیخ سونہا سفیدنی کا سالی وفات صاحب اقتباس الانوار نے نہیں کیا۔ اس لیے مولانا مشتاق احمد نے افکار العاشقین میں بحوالہ اقتباس الانوار، شیخ سونہا کا جو سال وفات ۱۱۹۱ھ لکھا ہے غلط ہے (انوار العاشقین ص ۱۰۴) ملاحظہ ہو۔

(۱) محاکمہ براسوی، اقتباس الانوار (۲) غلام عبدالقدوس، حقائق دہلوی قلمی ذخیرہ شیرازی

(۳) المم بخش، حلیۃ الاسرار ۱۷۵ (۴) مشتاق احمد، افکار العاشقین ۱۰۴-۱۰۵

سید میراں بھیکہ کے دو بڑے لطف القدر انبالی نے فرات النوا میں نقل کیے ہیں (مستط)

سید احمد بن سید امیر سعید بن سید محمد نظام الدین بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عز الدین
نوبہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زاہد
بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تحفہ بن سید علی شاہ رہبر کاکلی بن سید حسین
ثانی الملقب بجمیص بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی
حسن بن سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید الثقلمین امام حسینؑ اور والدہ حضرت
کی بھی سیدہ پاکدامن تھیں۔ حضرت کے بزرگوں میں سے زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہت سا لشکر
لے کر ہند کو بارادہ جہاد کے اور شہر سوات میں قیام کیا۔ وہاں کے راجہ نے جس کا نام سیانہ تھا بکمال
حد حضرت کو نمازیں شہید کر دیا۔ حضرت سالار کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادوں نے
راجہ کے ساتھ جنگ کیا اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لے لیا اور سکونت وہاں ہی اختیار کی۔ سلطان
شمس الدین شاہ دہلی نے ان کی شرافت کا شہرہ سن کر اپنی لڑکی سید شہاب الدین زید سالار کے بیٹے
کو دی اور دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی۔ حضرت میراں بھیکھ نوبہار کی عمر میں ۱۵ برس ہو گئے
تو فرید الدین نام ایک فاضل سے انہوں نے ظاہری علوم حاصل کیا اور شاہ ابوالمعالی سے خرقہ خلافت
پاکر مقدمات ظاہری و باطنی ہوئے۔ ثمرۃ الفواد میں لکھا ہے کہ ایک مرید حضرت کا موضع نوندہن میں
رہتا تھا۔ اتفاقاً اس کا وہ سالہ لڑکا مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد جب دو گھڑی گزری تو حضرت بھی
اسی جگہ جا پہنچے۔ اس کو خبر ہوئی۔ حضرت کو اپنے گھر لے آیا۔ اپنے لڑکے کی تعش کو کوٹھڑی میں بند
لے عز الدین غلط ہے۔ صحیح رمز الدین ہونا چاہیے (ثمرات الفواد ص ۲۱)

۱۱ سید محمد سعید احمدیؒ امثال رسول (ایضاً ص ۲۳)

۱۲ شاہ میراں بھیکھ کی والدہ کا نام بی بی لکھو ہمشیرہ سید علی اکبر بن سید صادق بن سید احمد بن محسن بن علی اکبر
بن حسین سید خان کلمتی بن شاہ نظام الدین ساکن ساڈھورہ بن شاہ عزیز الدین سیوانیہ بن تاج الدین بن عزیز الدین
نوبہار بن شاہ عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید شہید (ایضاً ص ۲۳)

۱۳ سید شاہ سلیمان کفار شکن نے فتح کے بعد سیانہ کا نام سیدوان رکھا تھا (ایضاً ص ۲۱)

۱۴ اس کا کوئی معاصر تاریخ ثبوت نہیں ہے۔ ثمرات الفواد میں مفصل واقعہ لکھا ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۱)

۱۵ ثمرات الفواد ص ۲۹-۳۰

کر کے عورت کو تاکید کی کہ صفت ماتم کی اٹھاوے اور حضرت کی ضیافت کے کام میں سرگرم ہو عورت نے خاندان کے حکم کی تعمیل کی جب کھانا پاک کر تیار ہوا حضرت کے آگے اترا۔ فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے کے لیے حاضر ہو۔ مرید نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ لڑکا کبیں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوگا آپ کھانا تناول فرمائیں حضرت نے فرمایا کہ لڑکا جب تک حاضر نہ ہوگا۔ کھانا ہم پہ چلا نہیں ہے مرید پریشان دس کر دو یا اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا ہے۔ لاش اس کی کو مغرری میں بند ہے۔ فرمایا کہ وہ مرنے نہیں۔ شاید تو نے مغالطہ کھایا ہوگا۔ اب جا کر اس کو اچھی طرح سے دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا لا۔ ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔ اس نے کہا کہ وہ مر چکا ہے۔ اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجب نہیں۔ یہ کہہ کر وہ حجرے کے اندر گیا تو دیکھا۔ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس نے اس کو بلایا تو اٹھ بیٹھا اور باپ کے ساتھ ہولیا۔ حضرت کی خدمت میں آکر قدیم ہوا یہ کرامت دیکھ کر حاضرین مجلس سے اک شورا اٹھا اور ہزاروں آدمی مرید ہوئے۔ ولادت حضرت کی ساتویں رجب پر کے روز سنہ ایک ہزار چھیالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں واقع ہوئی اور عمر شریف چوداسی برس کی اور مزار کو ہر بار قصبہ گنڈرام میں زیارت گاہ خلق ہے۔ قطعہ تاریخ

میر سید مجیکہ پیر بالکل
ہست نور معرفت تلمیذ او
اہل درد و اہل حال و اہل قال
رکن حق شاہ ولایت ^{۱۱۳۱ھ} ارتحال

۶۶۔ شیخ عتیق الشہیدی جالندھری قدس سرہ

سادات صحیح النسب جالندھری سے ہیں۔ خاندان حشمت میں بیعت ان کی شاہ ابوالفضل

علیہ السلام نے تاریخ ولادت نہم رجب کمبی ہے (ثمرات ۱۱۳۱ھ)

۱۔ ملاحظہ ہو :

(۱) لطف اللہ انبالوی، ثمرات الغواد (احوال و مقامات میراں مجیکہ شہیدی، مطبوعہ دہلی

(۲) علیم اللہ جالندھری، تحفۃ العالین ترجمہ اردو و ترجمہ السالکین و سخنان و ملفوظات میراں مجیکہ مطبوعہ لاہور

(۳) محمد اکرم بارسوی، اقتباس الانوار

چشتی کی خدمت میں تھی۔ تمام عمر ان کی عبادت و ریاضت میں گذر گئی۔ زہد و تقویٰ بدرجہ کمال تھا۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں ہوئی۔

۶۷۔ شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری قدس سرہ

لاہور کے مشائخ چشتیہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب طریقت و شریعت تھے غرق فقر انہوں نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پناہ اور بہت سے طالبان حق کو بقرب حق پہنچایا۔ انکی مجلس کبھی سماع سے خالی نہ ہوتی۔ محوشاہ بادشاہ کے وقت علمائے لاہور بسبب سماع داعی ان کے دشمن ہو گئے۔ سب نے مل کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایسے بدعتی شخص کو قتل کرنا واجب ہے۔ بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ دار لاہور کے پاس بھیج دی۔ صوبہ دار لاہور خود ان کی خدمت میں آیا۔ کشش باطنی سے مرید ہو گیا۔ جب خود صوبہ دار لاہور نے بیعت کر لی تو علمائے لاہور خاموش ہو گئے۔ وفات ان کی تیسری ذی الحجہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیاون ہجری میں ہوئی ہزار لاہوریوں نے۔

۶۸۔ شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ بھیکہ چشتی کے خلیفہ قوم کے افغان جالندھر کے رہنے والے تھے۔ فاضل اہل و عامل و کامل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف۔ سید عبدالرشید و سید کبیر و سید عتیق اللہ جالندھری سے علم ظاہری حاصل کیا۔ وضع ان کی قلندرانہ تھی۔ شاہ بھیکہ کی وفات کے بعد یہ لاہور میں آئے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا۔ بہت سی کتابیں بھی مثل فوائد الاسرار شرح دیوان خواجہ حافظ وغیرہ لکھیں۔ ان کے شعروں کا دیوان بھی بمبضامین توحید مقبول خاص و عام ہے۔ مولوی جان محمد ترک کے ساتھ ہمیشہ ان کا بحث رہتا تھا۔ سید علیم اللہ جالندھری

۱۔ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۳ کتاب ہذا ۲۔ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۶ کتاب ہذا

۳۔ فوائد الاسرار فی رفع الاستاد عن عیون الاخیار دراصل دیوان حافظ کی شرح کا ہی نام ہے۔ یہاں اندراج میں مفتی صاحب سے تسامع ہوا ہے اور فوائد الاسرار کو دیوان حافظ کی شرح سے الگ تصنیف لکھ دیا۔ فوائد الاسرار غلطی و ذخیرہ شیرازی میں موجود ہے۔

۴۔ ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۷ کتاب ہذا

سبحانہ تجلّص نادر و عظمت خاں برکی ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں اور دیوان تصانیف ان کے شاگردوں کے بھی مشہور ہیں ۱۱۳۸ھ تک ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ مزار جالندھر میں ہے۔

۶۹۔ شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہ

مریدان پاک اعتقاد و خادمانِ حقِ یاد میراں سید بھیکہ چشتی سے تھے سکونت ان کی شہر انبالہ میں تھی۔ لڑکپن کے زمانہ سے انہوں نے پیر روشن ضمیر کے حضور میں پرورش پائی اور انہیں سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب ثمرۃ الفوائد اپنے پیر کے حال میں لکھی جواب تک لے شیخ بہلول گول بن مرزا خاں برکی ثم جالندھری ایک کثیر التصانیف عالم اور شاعر تھے۔ آپ کی قلمی تصانیف بزبان فارسی ذخیرۂ شیرانی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب میں محفوظ ہیں۔

(۱) تنہوی منصوٰر نامہ خطی ۴۳۳ / ۳۷۶

(۲) السیف المسلول علی من اعرض من سماع الرسول بسال ۱۱۳۸ھ نمبر ۴۲۵/۴۷۴ (۲ نسخے)

(۳) شرح دیوان صائب بسال ۱۱۲۴ھ بخط مصنف خود بہلول بدستخط تمام شد بخط شارح عفی عنہ نمبر ۱۲۱۸/۱۱۹۲

(۴) شرح دیوان غنی کشمیری بسال ۱۱۲۳ھ نمبر ۳/۲۱۸۱/۱۹۲۵

(۵) شرح دیوان ناصر علی (حدود ۱۱۲۴ھ بخط شارح خود بہلول نمبر ۲/۲۱۸۱/۱۹۲۵

(۶) شرح تنہوی معنوی (دفتر دوم) بسال ۱۱۲۹ھ نمبر ۶۳۶۲

(۷) فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن عیون الایثار (شرح دیوان حافظ) نمبر ۲۲۲/۵۲۳۷

(۸) عقائد علیہ در مذہب صوفیہ در جواب اعتراضات مخالفین بر رسالہ السیف المسلول نمبر ۲، بسال ۱۱۴۰ھ

نمبر ۲/۱۳۷۴/۴۲۵۔ مولوی رحمان علی نے ان کی تصانیف کی تعداد نوے لکھی ہے (تذکرہ ص ۱۳۳)

ملاحظہ ہو :

(۱) بہلول برکی : احوال نامہ (احوال مرزا بہلول برکی ج) بحوالہ خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۹۸

(۲) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۱۳۴ (۳) عبدالحی : نزہۃ الخاطر ۴/۴۸

(۴) محمد بشیر حسین ڈاکٹر : فهرست مخطوطات شیرانی ص ۱۹۶، ۲۹۰، ۴۳۳، ۴۴۰، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۷۷

یادگار زمانہ ہے۔ وفات ان کی بیسویں ماہ ذیقعد سنہ ایک ہزار ایک سوا سی ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا گوہر بار جالندھر میں ہے۔

۷۰۔ مولانا فخر الدین فخر جہاں شاہ جہاں آبادی چشتی قدس سرہ

اعلم علما عظمائے مشائخ و کبرائے خلفائے شیخ نظام الدین اوینگ آبادی اپنے باپ کے لے حضرت لطف اللہ انبالی نے اپنے حالات ثمرات الفواد میں لکھے ہیں جن کا میں خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ شاہ میراں بھیکھ کی ارشاد یافتہ تھیں۔ ان سے حضرت میراں بھیکھ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو فرزند عطا کرے۔ اس کا نام لطف اللہ رکھنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پرورش قصبات انبار میں ہوئی۔ چودہ برس کی عمر تک شب و روز تحصیل میں کوشش کی۔ میاں شاہ عنایت کی ریاضت سے متاثر ہو کر انہیں بھی ریاضت کا شوق دامن گیر ہوا۔ ابتدائی سلوک میں میاں محمد شاہ کرنالی نے رہنمائی کی۔ پھر حضرت میراں بھیکھ چشتی نے سلوک کی تعلیم سے نوازا۔ آپ نے اپنے مرشد شاہ میراں بھیکھ کے حالات، ملفوظات اور مقامات پر ثمرات الفواد کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جو بہت اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے مع اردو ترجمہ چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو :

۱۱، لطف اللہ، ثمرات الفواد ۱۱-۱۴، ۱۲، امام الدین گلشن آبادی، برکات الاولیاء ۱۶۱

(۳)، غلام سرور مفتی، خزینۃ الاصفیاء جلد اول ۹۸

۷۱ حضرت شیخ نظام الدین اوینگ آبادی ۱۰۶۰-۱۱۴۰ھ / ۱۶۴۹-۱۷۲۹م سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ گیسو دراز نے ۸۶۵ھ کے بعد سرزمین دکن پر چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے کسی اتنے جلیل القدر بزرگ نے قدم نہیں رکھا۔ امرا کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ نظام الملک آصف جاہ اول (۱۷۸۸-۱۷۹۶م) آپ کے معتقد تھے اور ایک کتب اشک گلستان ائمہ کے حالات پر تصنیف کی تھی۔ اہل دکن اور والیان دکن پر آپ کی تعلیمات کے گہرے اثرات ہوئے۔

ملاحظہ ہو :

۱۱، کامگار، احسن الشرائع قلمی نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (۷)، مناقب غفر

(۲)، فخر الطالبین (۴)، رحیم بخش، شجرۃ الانوار قلمی کراچی میوزیم

(۵)، روائع النظام مسلسل ۱۳۴۴ھ (۶)، خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت ۴۶-۵۹

تھے حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف و موزن طریقت و محرم اسرار حقیقت جامع کمال است
ظاہری و باطنی تھے۔ پوری شجرۂ ان کا حضرت شیخ شہاب الدین سرور دمی کے ساتھ ملتا تھا اور
امدی شجرہ بسادات سید محمد گیسو دراز چشتی کے ساتھ ملتی تھی۔ حضرت کے اوصاف
احاطہ تقریر و تحریر سے خارج ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے خاندان چشت اہل بہشت میں ان کو نمانہ
اخیر کا قلب پیدا کیا تھا۔ ہزاروں طالبان خدا ان کے ذریعہ سے بمراتب علیہ پہنچے۔ لاکھوں خوالقہ
کرامتیں ان سے سرزد ہوئیں۔ کتاب نظام الملک غازی الدین خاں ناظم حیدر آباد مولف مناقب
فخریہ نے بے شمار کرامتیں حضرت کی اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ چنانچہ اسی کتب میں لکھا ہے
کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کی خانقاہ پر مجلس سماع گرم تھی اور چند صوفی حالت
وجد میں تھے۔ ان میں سے ایک نوجوان لڑکا بھی سر مست بادۂ حالت تھا۔ اتفاقاً تبدیلی قالوں کی
عمل میں آئی اور سماع موقوف ہو گیا۔ اس وقت وہ جوان بھی خاموش مجلس میں پڑا رہا جب لوگ
اس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مر چکا ہے۔ سانس کا آنا جانا مسدود اور بدن سرد ہے۔ اس
کلاب جو حاضر مجلس تھا۔ سخت بے قرار ہوا اور نالوں و گہریاں حضرت کے روبرو آ کر کہنے لگا۔
کیہی ایک میرا فرزند تھا اب جو یہ مر گیا ہے۔ میں بھی اپنی زندگی نہیں چاہتا۔ حضرت کو اس کی
حالت دیکھ کر دم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا تو لڑکا تیرا زندہ ہو جائے گا۔ شاید ابھی یہ زندہ
ہو۔ یہ فرما کر قالوں کو حکم دیا کہ یہ شعر پڑھیں۔

یک لب لعل تو صد جان می دهد خضر آسا آبِ حیدر جان می دهد
مردہ گر باشم بعالم پاک نیست جان بوصل خویش جانان می دهد

جب قالوں خوش مقل نے یہ قول شروع کیا۔ اہل مجلس جوش و خروش میں آئے۔ ایک
ساعت کے بعد اس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لٹے لگا۔ کچھ دیر گزری تو جوش میں آگیا
ولادت باسعادت حضرت کی۔ سنا ایک ہزار ایک سو چھ بیس اور وفات ساتویں ماہ جمادی الثانی سنہ

۱۰۱۱ھ مناقب قریب نو اب غازی الدین نمبر ۱۰ ص ۱۱۱ جہ اول کی تصنیف ہے جو حضرت فخر جلی کے حالات و مکتوبات
پر مشتمل ہے۔ مطبعہ جمعیۃ دہلی سے اس کا تیسری مرتبہ چھپ چکا ہے۔ بیروندہ کا کردہ نے کراچی سے ۱۹۶۱ء میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا تھا۔
۱۰۱۱ھ جمادی الآخری ۱۰۱۱ھ بمطبعہ ۱۰۱۱ھ جمادی الآخری ۱۰۱۱ھ ہمارا چاہیے۔ مطبعہ امروٹا، آمینہ شاہ چشتی بھلا فرط العالیین ۱۰۱۱ھ

ایک ہزار ایک صد نو نو قہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار دہلی میں اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین
مختیار کاکی کے ہیں۔

قطعہ تاریخ از مولف

فخر دنیا فخر دین فخر الانام افتخار خلق وغیرہ المومنین
گشت فخر الدین علامی بیان سال تولیدش بعد صدق ولیقین
مرفہ سال انتقال آل جناب شہ عیاں محبوب فخر المسلمین

۷۔ شیخ سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہ

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہیں۔ شجرہ نسب ان کا حضرت زبیر بن امام حسن
علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے۔ پہلے بیعت ان کی بخدمت شاہ ابوالمعالی چشتی سے تھی اور
تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت حضرت میراں سید بھیکھ سے پایا۔ علوم ظاہری میں بھی یہ صاحب
مدریس تھے۔ کتابیں بھی انہوں نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و رسالہ نزہۃ السکین
۱۔ حضرت فخر جہاں جتیا عالم بھی تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے (۱) نظام العقائد (۲) رسالہ مرجسہ
(۳) عین الیقین مطبوعہ دہلی (۴) فخر الحسن جس میں حضرت فخر جہاں نے حضرت حسن بصریؒ کی حضرت علیؒ سے
بیعت کے اثبات میں دلائل دیئے ہیں۔ اس کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی نے القول المستسن فی فخر
الحسن کے نام سے تقریباً آٹھ سو صفحات میں لکھی جو حیدر آباد ۱۳۱۲ھ میں چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) رحیم بخش فخری : شجرۃ الانوار فخری قلعی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کراچی میوزیم
- (۲) غازی الدین : مناقب فخریہ دہلی
- (۳) نور الدین حسین فخری : فخر الطالبین دہلی مجتہباتی
- (۴) نجم الدین حاجی : مناقب العبدین لاہور
- (۵) گل محمد ایلوہی : تمکد سیر الاولیاء دہلی ۱۳۱۲ھ
- (۶) احمد خان سریتہ : آثار الصنادید
- (۷) غلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت ۷۶۰-۷۶۹ھ

(۸) عبد العبد معینی : روائع النظام (سوانح شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ) دہلی ۱۳۴۴ھ

۱۔ میان مفتی صاحب سے تسامع ہوا ہے۔ شرح بوستان ہی کا نام انہار الاسرار ہے۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

شرح اخلاق ناصری و زبدة الروایات فقہ و نشر الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر و المرحبان بہت سی لکھیں اشعار فارسی ان کے بے شمار مشہور ہیں۔ شیخ عبداللہ ان کے خلیفہ نے کتاب اسرار العلیم ان کے احوال میں لکھی ہے۔ اس میں بہت سے کرامت و خوارق ان کے درج کیے ہیں۔ ولادت ان کی بانیسویں جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو نو اور وفات سو پلوں ماہ صفر سنہ ایک ہزار دو سو دو میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ جالندھر میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ :

حضرت سید علیم اللہ شاہ دو جہاں ذات پاکش بود براوج شرف بدر منیر
قلب اللہ متقدماً تاریخ تولیدش بود وصل سلطان متقی سید علیم اللہ شیر

۷۔ شیخ نور محمد حسینی المشہور نور محمد مجاہد مہاروی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے ہیں۔ اوائل حال میں بعد حفظ قرآن پنجاب و بقیہ حاشیہ : انہار الاسرار اور شرح بوستان دو کتابیں نہیں ہیں۔ مولانا عبدالحی نزہتہ ۷/ ۲۳۷ نے اسی غلطی کا اعادہ کیا ہے۔

۸۔ اسرار العلیم کے کسی مطبوعہ یا خطی نسخہ کا ہمیں علم نہیں ہے۔
ملاحظہ ہو :

(۱) لطف اللہ انبالوی : ثمرات الغواد دہلی (۲) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۵۰۵
(۳) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ص ۳۵ (۴) عبدالحی : نزہتہ الخواطر ۷/ ۲۳۷

۹۔ شاہ علیم اللہ جالندھری جید عالم تھے۔ آپ کی حسب ذیل تصانیف اس وقت ہمارے علم میں ہیں۔
(۱) نزہتہ السالکین در سلوک و ستیمان میراں جھیکھ۔ اس کا اردو ترجمہ لاہور سے تحفۃ الصالحین کے نام سے شائع ہوا تھا۔

(۲) انہار الاسرار شرح بوستان سعدی شیرازی بسال ۱۱۳۰ھ مکتوبہ ۱۱۳۴ھ قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی دہلیو لاہور ۱۲۸۱ھ

(۳) نشر الجواہر ترجمہ فارسی نظم الدرر و المرحبان (در سیرت) عربی مؤلف مرزا خان برکی قلمی مخزنہ در کتب خانہ الشکاک

(۴) باقی صفحہ آئندہ

پنجاب لاہور۔ پانچویں نمبر ۱۰۳۳-۱۰۳۷ تصفیہ ۸۷

سے دہلی میں گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت میں بیعت کی اور چند سال کجبال خدمت گزار رہے۔
 صدق و اخلاص تکمیل پاکر خرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب میں آکر قصبہ مہاراں علاقہ نواب
 بہاول خاں میں سکونت اختیار کی اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ ہزاروں مخلوق ان کے
 طفیل سے بقرب الہی پہنچے۔ ان کے خلفائے کرام میں سے چار خلیفہ صاحبِ قرب تھے۔ ایک خواجہ
 ثانی القلوب بن خلیفہ صاحبِ دوم مولانا قاضی محمد عاقل نسوم خواجہ محمد جمال شہرام خواجہ سلیمان اور خلیفہ
 بھی آپ کے بہت ہیں جن سے فیض اب تک جاری ہے۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار و دو سو
 پانچ میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار قریہ تاج سرور متصل قصبہ مہاراں کے ہے۔

(بقیہ حاشیہ) (۴) شرح اخلاق ناصری (۵) زبدۃ الروایات

(بقیہ حاشیہ ص ۳) حضرت خواجہ نور محمد ماروی کا آبائی نام بھیل تھا۔ حضرت شاہ فخر الدین نے اسے نور محمد سے بدل
 دیا۔ آپ کے والد کا نام ہندال بن تار بن فتح محمد بن محمود بن مریم غریز بن دلائم کو بہا بن چاہڑ۔ انور محمد الدین۔
 مناقب المحبوبین ص ۵۵) آپ کا تعلق قوم کھل سے تھا۔ آپ کی ولادت ۱۱۴۲ھ میں قصبہ چاہڑ (ازمہار
 سرکردہ سمت مشرق بہاول پور ایضاً ص ۵۵) میں ہوئی۔

۱۱۶۵ھ میں حضرت شاہ فخر سے بیعت سچو خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت ۵۳۸ھ آپ کے
 تین صاحبزادے تھے (۱) نور الصمد شہید (۲) نور احمد (۳) نور حسن (مناقب المحبوبین ص ۶۱)

۱۱۷۵ھ میں آپ کے بہت سے خلفاء تھے جن میں سے تیس کے نام محفوظ ہیں (خلیق احمد نظامی ص ۵۵۵)
 ۱۱۷۵ھ میں خلیفہ دوم سے مراد حضرت نور محمد ثانی نادر الدین ہیں۔ آپ نے ۱۲۰۴ھ میں وصال فرمایا (ایضاً ص ۵۶۰۔ مناقب المحبوبین ص ۱۰۵)
 حضرت خواجہ محمد عاقل کا فاروقی خاندان سے تعلق تھا۔ آپ کے والد کا نام خندوم محمد شریف تھا۔ شاہ محمد عاقل کا خاندانی
 لقب کبریٰ کو تھا۔ آپ نے ۸ رجب ۱۲۲۹ھ میں انتقال کیا (خلیق احمد نظامی تاریخ مشائخ چشت ص ۵۴۵۔ ۵۴۶)
 ۵ سلطان میں سلسلہ چشتیہ کو حضرت حافظ محمد جمال ملتان ف ۱۲۲۶ھ کی بدولت فروغ ہوا۔

۱۱ گلازار جمالیہ از علامہ عبدالعزیز پڑاوی (۲) انوار جمالیہ از غلام حسن (۳) اسرار الکمالیہ از زاہد شاہ۔ آپ کے طفولیات کے
 مجموعے ہیں (مناقب المحبوبین ص ۱۲۱۔ ۱۲۰، خلیق احمد نظامی۔ تاریخ مشائخ چشت ص ۵۹۸۔ ۶۰۰)

۱۲ پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کی زیادہ اشاعت حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے ذریعہ ہوئی۔ آپ کی ولادت ۱۱۸۴ھ
 میں اور وفات ۱۲۶۴ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو: نافع السالکین خاتم سلیمانی، انتخاب مناقب سلیمانی مناقب المحبوبین وغیرہ۔

قطعہ تاریخ

جلوہ گردش چوں بہ گلزارِ جلال
نورِ عظامِ آفتابِ دینِ بخوان

حضرت نور محمد نور حق
سالِ ترحیلش بقول اہل سیر

۷۳۔ سید علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہ

یہ بزرگ سید علیم اللہ جالندھری کے خلیفہ تھے بعد وفات پیر روشن ضمیر کی مندر شاہد پر
متکون ہوئے۔ تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزاری۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار دو سو تیرہ میں ہوئی
اور مزارِ قصبہ جالندھری میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

۷۴۔ شیخ محمد سعید چشتی صابری شر قپوری قدس سرہ

سرمست محبت الہی جامع خوارق و کرامت تھے۔ قصبہ شر قپور متعلقہ ضلع لاہور میں
سکونت رکھتے تھے۔ چونکہ یہ بزرگ قوم کے خوجہ تھے۔ پہلے اپنے ہم قوم خوجوں کے ساتھ محنت
مزدوری سے گزارہ کرتے تھے۔ پھر جب شوق الہی دامن گیر ہوا۔ بامداد غیبی عبادت و ریاضت
میں مصروف ہوئے۔ شجرہ ان کا ان ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح
پر کہ شیخ محمد سعید بن محمد باقر شر قپوری سرید شاہ مراد ملتان اور وہ مرید شیخ جیوی شاہ گجراتی اور وہ
مرید شیخ فکریا اور وہ مرید شیخ حاجی قطب اور وہ مرید شیخ درگاہی لاہوری اور وہ مرید حاجی ابو سعید
حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہم العزیز۔ وفات شیخ کی باقوال صحیح
سنہ ایک ہزار دو سو چودہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شر قپور میں ہے۔ ان کی ہدایت کا حال
اس طرح پر مشہور ہے کہ ایک روز یہ غلہ کا بیل لاد کر شر قپور سے لاہور کو آئے گذر راہ قصبہ شاہ پور
سے اتر کر جب متصل گنبدِ کمندہ مدرسہ عالیہ کے پہنچے۔ ان کا بیل گر پڑا اور ٹانگ اس کی ٹوٹ گئی۔ ہماری
ان کے سب لاہور کو چل دیے اور یہ تنہا مع بیل وہاں ہی رہے۔ آدھی رات ہوئی تو ایک سوار برقع
پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھ بیل کو اشارہ کیا۔ بیل اٹھ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی اسی اشارہ
کے ساتھ رکھ دی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے۔ لاہور کو چلا جا۔ محمد سعید نے قدم پکڑ لیے اور

عرض کی آپ کرن ہیں۔ اپنا نام بتائیے۔ فرمایا کہ ہمارا نام علی المرتضیٰ ہے اور حق سے تیری امداد کے لیے مامور ہوئے ہیں۔ عرض کی کہ اب مجھے عمر دم نہ چھوڑو اور باطنی امداد بھی کیجیے۔ فرمایا کہ تیرا حصہ شاہ مراد طانی کے پاس ہے۔ واپس جا کر لے لے۔ اسی روز سے ان کو شوق حق و امن گیر ہوا اور پیر کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی۔

۷۵۔ شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

سید عظیم اللہ جالندھری کے خلفاء میں سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے۔ خالق حقیقی نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ کامل بخشا تھا۔ ہزاروں آدمیوں نے ان کی ذات سے بہرہ کامل تلقین و تعلیم سے پایا۔ تمام عمر انہوں نے طلبہ کی تکمیل و تربیت میں صرف کی۔ آخر سنہ ایک ہزار و دو سو و تیس میں وفات پائی۔

۷۶۔ شیخ تحیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے۔ اخیر زمانہ میں انہوں نے علم مشیخت کا بلند کیا۔ بہت سے طالبانِ حق ان کی خدمت میں آئے اور فائدہ پا گئے۔ وجد و تواجد و سلام کے ساتھ ان کو کمال میل تھا۔ مگر بھی ان کا فرائد اور درویشوں کے واسطے جاری رہتا۔ وفات ان کی انیسویں ذی الحجہ سنہ ایک ہزار و دو سو اٹھائیس میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۷۷۔ حافظ موی چشتی مانک پوری قدس سرہ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکھ چشتی میں مرید و خلیفہ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے تھے۔ ابتدائے حال

لے شیخ خیر شاہ لاہوری کا سال وفات نور احمد چشتی نے ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰م لکھا ہے تحقیقات چشتیہ ۱۳۹، اور

امام بخش نے ۱۲۲۰ھ درج کیا ہے (حدیقۃ الاسرار ص ۱۲۹) ملاحظہ ہو :

۱) نور احمد چشتی، تحقیقات چشتیہ ص ۳۹ (۱۷) کنیالال، تاریخ لاہور ص ۳۹

۲) امام بخش، حدیقۃ الاسرار ص ۱۲۹

میں عقلی گری کے کام میں مشغول رہتے اور دُوزخ و جہنم کی تھیں۔ جب جاذبِ حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا۔ دونوں عورتوں کو طلاق دے دی اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر بہرہ تن عبادت میں مشغول ہوئے اور حقیقی سیدِ عالمِ حقیقی روپڑی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور بعد تکمیلِ خلافت حاصل کی۔ ان کے جذبِ کاریہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت جس پر ان کی نظر پڑ جاتی۔ مجذوبِ مرست ہو جاتا۔ چنانچہ کئی شخصیں مثلِ کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہو گئے۔ وفات ان کی سولہویں ماہ رمضان روز یک شنبہ سنہ ایک ہزار دو سو پینتالیس میں ہوئی اور مزار پر انوارِ قصبہ نامک پور میں ہے۔ ان کے خلیفے صاحبِ کمال مثلِ امانت علی امر وہی و غلامِ معین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبدالقادر فری میر امانت علی ثانی و محمد بخش خلیفہ شاہ وغیرہ بہت تھے۔

۷۸۔ خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہ

خلفائے نامدار و احبابِ باوقار خواجہ نور محمد نبیل چشتی سے تھے۔ کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت میں شرق سے غرب تک مشہور تھے۔ اصل وطن ان کا پہاڑی ملک میں موضع گرگوچی تھا۔ ابتدائے حال میں قصبہ کوٹ مٹھن میں قاضی محمد عاقل کی خدمت میں حاضر ہو کر علمِ ظاہری حاصل کیا۔ بعد تحصیلِ علم کے حضرت نور محمد نبیل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں تربیت و تکمیل پا کر خرقہِ خلافت پایا اور حسبِ الحکم پیر روشن ضمیر کے قصبہ تونسہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ ہزاروں طالبانِ خدا و ان حضرت کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ہزاروں مسافر و مسکین و غرباد و وقتہ حضرت کے لنگر سے کھانا کھاتے۔ غرض وہ قبولِ حاصل ہوا کہ اس زمانہ میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد میں گزار دی اور ایک لاکھ سے زیادہ حضرت کے مرید ہوئے اور سیکھ کر کفار و فجار نے توبہ کی حضرت کے خلفائے رب نے شمار تھے۔ ان میں سے

۱۔ حضرت شاہ سلیمان تونسوی بن زکریا بن عبداللہ اب بن عمر خاں کی ولادت ۱۱۸۳ھ بمقام گرگوچی میں ہوئی۔

۲۔ خانہ خود کر دہ است واسم آل کوچی است کہ مسافت از تونسہ ستہ کچھ ہی شود (دافع الساکین ص ۱۱)

۳۔ تونسہ ڈیرہ غازی خاں سے ۳۰ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔ آپ نے اپنا شہر چھوڑ کر یکم مرشد تونسہ میں

سلسلہ ارشاد و تلقین کا آغاز کیا۔ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا۔ آپ کو قرآن حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔

شیخ محمد یار و حافظ محمد علی و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفے حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے
وفات حضرت کی نویں ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ایک ہزار دوسو سرٹھ میں واقع ہوئی اور بعد وفات
ان کے اب شیخ الکریم بخش حضرت کے پوتے مسند آرائے مسند شینخت ہیں۔
قطعہ تاریخ

شہ چو از دنیا بفر دوس بریں شاہ والا شان سلیمان اسل فیض
بہر تار بخش بسر و گفت دل امی بگو سلطان سلیمان اسل فیض
حضرت کے مرید صاحب ذوق و شوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہیں۔ چنانچہ لاہور کے
مشائخ میں سے میاں امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق و عبادت تھا جو سہ بارہ سو
اکیانوے میں خلد علی میں قیام پذیر ہوا۔

۷۹۔ مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہ

شیخ حافظ موسیٰ نامک پوری کے خلفاء میں سے صاحب کشف و کرامت و زہد و ریاضت
و تارک الدنیا تھے۔ بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے بھی فیض

۱۔ حضرت حافظ محمد علی عرف محرم علی خیر آبادی (۱۱۹۲-۱۲۶۶)، خواجہ تونسوی کے اولین خلفاء میں سے تھے۔ خیر آباد
میں ان کی خانقاہ علم و فضل کا مرکز تھی (ملاحظہ ہو محمد امدادی علی: مناقب حافظیہ، مناقب المجاہدین ص ۳۵۲-۳۵۶)
۲۔ اپنے دادا کی طرح خواجہ الکریم بخش تونسوی روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے حقیقت یہ ہے کہ
انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق ان کے دم قدم سے تھی۔ آپ علم و عمل، لطف و کرم کا مجسمہ تھے۔ ولادت
۱۲۴۱ھ، وفات ۱۳۱۹ھ میں ہوئی (خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۷۱۸-۷۲۷)

ملاحظہ ہو :

(۱) امام الدین : نافع السالکین لاہور ۱۲۸۵ھ (۲) الکریم بخش خاں : خاتم سلیمانی لاہور ۱۳۳۵ھ

(۳) محمد الدین صوفی : ذکر حبیب پٹی بہار الدین ۱۳۳۲ھ (۴) محمد امدادی علی خاں : مناقب حافظیہ مطبوعہ

(۵) امیر بخش : انوار شمس لاہور ۱۳۳۵ھ (۶) دین محمد : احرام الاصفیاء نشاط حافظی علی گڑھ ۱۹۳۱ء

(۷) نفحات المبوب فی احیاء القلوب (۸) خلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت ۶۰۸-۶۶۶

پایا اور وہاں سے واپس اگر امر وہہ میں سکونت کی اور باقی عمر ہدایت و ارشاد میں صرف کی۔
وفات ان کی سنہ ایک ہزار دوسو اسی میں وقوع میں آئی۔ ان کے مریدوں میں سے شیخ عبدالرحیم
و عبد الرحمن و شیخ سمیع اللہ موجود ہیں۔

۸۰۔ شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہ

خواجہ سلیمان کے خلیفہ صاحب عبادت و ریاضت و صدق و راستی تھے۔ لاہور میں ان کی
سکونت تھی۔ حالت تجرید و تفرید میں گزارتے۔ سماع کے حالت میں کمال اضطراب و بے قراری
ان پر عائد ہوتی۔ حرمین الشریفین میں یہ بزرگ گئے اور مستفید حج و زیارت روضہ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہوئے۔ دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی۔ غرض ایسے ناپرساں وقت میں کہ
ذات مردان خدا حکم عنقا رکھتی ہے۔ ان کی ذات بابرکات مغفلات میں سے تھی۔ ولادت ان
کی ماہ رمضان سنہ ایک ہزار دوسو و بیس اور وفات ماہ رمضان کی تیسری ۱۲۸۲ھ ایک ہزار دو
سویاسی میں واقع ہوئی اور عمر شریف اسی برس کی تھی۔

۸۱۔ شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفہ تھے۔ جنہوں نے فیض باطنی شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ
سے پایا تھا۔ صاحب حال و قال و وجد و سماع و شوق و ذوق و تجرید و تفرید تھے۔ گذارہ ان کا
ریشم سازی کے کام پر پچھار سال میں سترہ عرس مثل سالدینہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
علی المرتضیٰ و فاطمہ الزہراء ختم سالدینہ امامین و غوث الثقلین و خواجہ معین الدین حسن سبحوی و خواجہ
قطب الدین بختیار و خواجہ فرید الدین و خواجہ علاء الدین علی احمد صابر و غیرہ پیران عظام کیا کرتے
اور ہر ایک سالدینہ میں طعام وافر تکا غراب و مساکین کو تقسیم کرتے۔ سماع کے وقت کمال اضطراب
عائد حال ان کے ہوتا اور وجد کی حالت میں جس پر نظر فیض ٹپ جاتی رست و بے خود ہوتا۔ خواجہ و
لے حاجی شیخ رمضان لاہوری کا مزار دربار حضرت شیخ محمد طاہر ندکی (لاہور میانی صاحب) کے قریب ہے۔ ملاحظہ ہو:

کرامات ان کے مرید بے انتہا بیان کرتے ہیں جس کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے مگر ہزاروں میں سے ایک تحریر ہوتی ہے کہ ایک روز آپ ریشم کھول کر مہمان سنگھ کے باغ میں کام کرتے تھے۔ اتنے میں ٹیٹری کا دل آسمان پر نمودار ہوا۔ اس قدر کہ سورج چھپ گیا۔ باغبان جس نے باغ کا میوہ خریدا تھا۔ رونے لگا کہ اب ٹیٹری میرا میوہ اور درختوں کو کھا جائے گی حضرت اس کو روتے دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ ایک ٹینڈ پانی کی بھر لا۔ وہ بھر لیا۔ آپ نے اس کے نیچے ایک باریک سولخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چاروں طرف لیکر کر دے۔ انشاء اللہ ٹیٹری تیرے باغ پر نہ بیٹھے گی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور ٹیٹری باہر کے تمام درختوں کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام رات بیچہ حالت بیداری میں کشتی تھی۔ ایک رات میں تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور بنظر ترک لذت جلا میں نمک مرچ لگا کر تناول فرماتے۔ جب حضرت کے وفات کے دن قریب آئے۔ تب عرق کی بیماری لاحق ہوئی۔ چند روز اسی حالت میں گزر گئے۔ جب آخری وقت قریب آیا۔ قالوں کو بلایا چنانچہ حافظ قادر بخش مرح خوان حاضر ہوا تو اس کو اشارہ کیا۔ کوئی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پڑھے۔ اس نے یہ غزل شروع کی ۔

منم خاک در کوئے محمد اسیر حلقہ موئے محمد
قتل نوک شمشیر نگاہش شہید تیغ ابروئے محمد

اس نعت کے سنتے ہی حضرت وجد میں آئے اور لرزہ جسم پر ظاہر ہوا۔ تمام بدن پر عرق ہو گیا آخر اس جوش و خروش میں وفات پائی۔ تاریخ وفات نویں ماہ رجب ۱۲۸۶ھ ایک ہزار دو سو چھیالیس ہے۔

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ۔

تیسرا چمن تذکرہ مشائخ خاندان نقشبندیہ قدس سرہم الغریہ

اول امام اس خاندان عالی شان کے حضرت ابوبکر صدیق رمنی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا۔ ان سے امام قاسم خلف ابوبکر صدیق نے۔ ان سے حضرت امام جعفر صادق نے۔ ان سے شیخ بایزید بسطامی نے۔ ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی نے۔ ان سے شیخ ابوعلی نے۔ ان سے خواجہ ابویوسف ہمدانی نے۔ ان سے خواجہ عظیم الخلق مجدوانی نے۔ ان سے خواجہ محمد عارف نے ان سے خواجہ محمد خیر فغنوی نے۔ ان سے خواجہ عزیزان علی نے۔ ان سے خواجہ بابا سماسی نے۔ ان سے خواجہ میر کلاں نے۔ ان سے حضرت شیخ بہار الدین نقشبند نے۔ ان سے خواجہ علاؤ الدین عطار نے۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخ نے، ان سے خواجہ عبید اللہ احرار نقشبند نے۔ ان سے خواجہ محمد زاہد نے، ان سے خواجہ درویش نے، ان سے خواجہ محمد خواجگی نے، ان سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نے فیض باطنی حاصل کیا۔ چونکہ بزرگان مرقوم القصد سے کسی کا شمار پنجاب کی سرزمین میں نہ تھا۔ لہذا احوال مفصل ان کا قلم انداز ہوا اور خواجہ باقی باللہ سے آغاز کیا گیا۔

۸۲۔ خواجہ محمد باقی المشہور باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں امام طریقت و معتدائے حقیقت صاحب کمالات ظاہری و باطنی معروف باخلاق حمیدہ موصوف باوصاف پسندیدہ تھے۔ اگرچہ ظاہری بیعت ان کی خواجہ محمد خواجگی کے ہاتھ پر ہوئی، مگر نسبت باطنی ان کی حضرت بہار الدین شاہ نقشبند کے ساتھ تھی، بلکہ روحانیت خواجہ عبید اللہ نقشبندی سے بھی ان کو بہت سا فیض حاصل ہوا۔ ابتدائے حال میں انہوں نے شہر کابل کا سفر کیا۔ وہاں ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل کیا۔ ظاہری علوم کے حاصل کرنے سے جب فراغت پائی۔ حضرت خواجہ محمد خواجگی المکنی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلوغ مقامات ارجمند تک فائز ہوئے۔ زہد و ریاضت کا یہ

حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے۔ خواب بھی بہت کم کرتے۔ ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہ ہوتے۔ نماز عشاء کے بعد نماز تہجد تک دو ختم قرآن شریف کے کرتے۔ بعد تہجد صبح تک انیس مرتبہ سورۃ الیسین پڑھنا آپ کا روزمرہ کا ورد تھا۔ ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعے سے منائلِ قرب الہی پر فائز ہوئے۔ وفات ان کی بروزِ دو شنبہ ۱۱۱۲ھ بمطابق ۱۰۱۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ عمر چالیس برس کی پائی۔ مزار پر انوارِ شہرِ دہلی میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

۱۔ اگر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے شروع کی مذہبی اور روحانی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی ذات گرامی اچانے سنت کی تمام تحریکوں کا منبع تھی۔ آپ کے ملفوظات و مکتوبات کا ایک ایک حرف آپ کی مجددانہ ماسعی، بلند ہی فکر و نظر کا شاہد ہے۔ جب سترہویں صدی کی دو جلیل القدر ہستیوں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے اچانے علوم و دنیا کا بیڑا اٹھایا تو حضرت خواجہ باقی باللہ کے انوار سے مستفیض ہونا انہیں لازم سمجھا۔ خواجہ باقی باللہ نے شیخ محدث سے ایک مرتبہ رسالہ فقر محمدی کے معتق اور مضمون کے متعلق دریافت کیا شیخ محدث نے آپ کے استفسار کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ وہ ہندوستان کے حالات پر ایک بعیرت افزو تبصرہ تھا۔ اس کتاب میں گرد و پیش کے حالات پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ پردے ہی پردے میں آپ نے عہد اکبری کے سب فقہوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اپنے پریشان دل کی دھڑکن کو اپنے پیرو مشد کے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ شیخ عبدالحق، کتاب المکاتیب والرسائل ص ۱۹،

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد غوثی مندوی : اذکار ابرار، ترجمہ گلزار ابرار ۴۷۷-۴۸۰

(۲) محمد صادق : کلمات الصادقین ۱۰۲۳ھ ورق ۷۵-۷۷ قلمی ملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات پاکستان

(۳) محمد شمس کشی : نبدۃ المقامات نو کشور ایڈیشن ۶۵-۶۵ بدالدین سرہندی، حضرات القدسؒ ذوال ۱۱۱۳/۱۲۷۷

(۴) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ رکن لقل ۷۱-۷۶ بریل

(۵) خواجہ باقی باللہ، کلیات خواجہ باقی باللہ مرتبہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، مطبوعہ لاہور

(۶) ایضاً : مشائخِ طرق اربعہ ناشر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کراچی ۱۹۶۹ء

(۷) صیغہ شلا بن خرم، باقی باللہ، مبلغ الرجال (مقالہ متعارف مبلغ خصالِ خلقی نسخہ ذخیرہ آزاد ملزم یونیورسٹی علی گڑھ محمد تقی بخاری معالمت ۱۳۶۷ھ)

۸۳۔ شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سترہ صدی قدس سرہ

یہ بزرگ اہل علم علمائے دین و غوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب منظر خوارق و کرامت جامع عشق و محبت دافع بدع و ضلالت عامل سنت و جماعت وارث کمالات نبویہ مطلع الانوار احمدیہ عارج معارج نقشبندیہ امام طریقت مقتدر حقیقت تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں امام تھے۔ شجرہ آبائی ان کا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہے۔ طریقت میں ان کو چار سلاسل نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں بیعت متقی۔ نقشبندیہ میں تو بیعت حضرت کی خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے ساتھ متقی اور قادریہ میں حضرت کی بیعت شاہ سکند کبکیتی اور ان کی سجدت شاہ کمال کبکیتی کے متقی اور سلسلہ چشتیہ میں ارادت ان کی سجدت شیخ عبدالاحد پیر خود اور ان کی سجدت شیخ رکن الدین اور ان کی سجدت شیخ عبدالقدوس گنگوہی متقی اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی حضرت نے فیض شیخ الاحد سے اور انہوں نے شیخ رکن الدین گنگوہی سے پایا۔ چونکہ اس سلسلہ میں چار سلسلوں کا فیض ہے۔ اس واسطے اس کو سلسلہ مجددیہ کہتے ہیں حضرت مجدد صاحب کی تصانیف میں سے کتاب مکتوبات مقبول علماء و فضلاء و مشائخ ہے اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ کرامت و خوارق لاکھوں حضرت کے وجود برکت آمود سے ظاہر ہوئیں۔ جن کا اظہار زبان اور قلم سے نہیں ہو سکتا۔ تذکرہ مجددیہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے جس کا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ میں لے کر کھولا اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر خلیفہ اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح لکھی دیکھی۔ فوراً کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا۔ منہ سے بھی کلمات تبرک کے جب رات کو سویا تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اس کے گھر آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے مردود تو نے میری کتاب کو ہاتھ سے بڑے غضب کے ساتھ پھینک دیا اور حضرت صدیق اکبر کی نسبت کلمات بے ادبی کے کہے تو سزا کے لائق ہے۔ آئیں تجھ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہ تذکرہ مجددیہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہے۔ محمد دین فوق نے اسے حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری۔

(ف ۱۰۴۰) کی تصنیف بتایا ہے (محمد دین فوق، تذکرہ علماء و مشائخ لاہور ص ۱۵)

صفحہ تفصیل کے لئے دیکھئے ضخیمہ ثانی کتاب ہذا ص ۲۹۷

کی خدمت میں لے جاؤں اور تجھے سزا دلواؤں۔ یہ کہہ کر اس کو پکڑ لیا اور کھینچتے کھینچتے دوسرے مکان میں علی ترضیؒ کی خدمت میں لے گئے اور حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اے بد اعتقاد بزرگوں کی کتاب کو اس طرح پھینکتا ہے اور اصحابِ نبیؐ کو برا کہتا ہے تو لائقِ سزا ہے یہ کہہ کر حضرت اسٹھے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا جس کے صدمے سے اس کی نیند کھل گئی اور آنکھوں سے خون جاری دیکھا۔ پھر آئینہ لے کر منہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا۔ اسی وقت اس اعتقاد سے توبہ کی۔ علی الصبح حضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوا۔ مرید ہوتے ہی چہرہ کی سیاہی جاتی رہی۔ تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی۔ اگرچہ علمائے ظاہری نے حضرت کی عداوت پر کمر بستہ رکھی، مگر خدا کی امداد اور پیرانِ عظام کی حمایت سے فتح یاب نہ ہوئے۔ ولادت حضرت کی باقوال صبح ۹، ۱۰ ہجری میں اور وفات منگل کے روز وقت صبح سلخ ماہ صفر سال ایک ہزار پینتیس ہجری میں وقوع میں آئی اور عمر تریسٹھ برس کی مزار سرہند میں ہے۔

قطعہ تاریخ

چوں جناب شیخ احمد شیخ دین دل ازین دنیا بجنّت باز بست

احمد فیاضؒ کامل سال اوست بار دیگر پیر احمد حق پرست

۱۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مخالفین کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مخبر اقبال مجددی، احوال و آثار عبداللہ خورشیدی تصوری۔ لاہور ۱۹۷۲ء) مکتوبات کے علاوہ رسائل مبداء و معاد، معارف لدنیہ، مکاشفات عینیہ، شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہؒ، رسالہ تبلیغیہ، رسالہ رد و ردافض، چہل حدیث امام ربانی شائع ہو چکے ہیں اور تعلیقات عارف المعارف اور رسالہ جذب و سلوک ابھی تک دریافت نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ حضرت مجدد کا صحیح سال وفات ۱۰۳۲ھ ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) بدرالدین سرہندی : وصال احمدی، کراچی ۱۳۸۸ھ، (۲) محمد باشم کشمی : زبدۃ المقامات، لکھنؤ ۱۳۰۷ھ

(۳) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس مرتبہ مولانا محبوب عالم لاہور ۱۹۷۲ء / اردو ترجمہ لاہور ۱۳۴۰ھ

(۴) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ قلمی مخزن پنجاب پبلک لائبریری لاہور، اردو ترجمہ لاہور ۱۳۳۵ھ

(۵) غوثی مسندوی : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار اگرہ ۱۳۲۶ھ ص ۵۲ (باقی اگلے صفحہ پر)

۸۴۔ حضرت خواجہ خاند محمد لاہوری المشہور بحضرت ایشال نقشبندی قلس سترہ

ولی مادر زاد قطب الارشاد صاحب حال وقال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظهر جمال صوفی
معنوی تھے۔ شجرہ ان کے بزرگوں کا خواجہ علاء الدین عطار حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند کے
خلیفہ اعظم کے ساتھ ملتا ہے اور نام ان کے باپ کا میر سید شریف بن خواجہ ضیاء بن خواجہ
(بقیہ حاشیہ) (۶) محمد صادق : کلمات الصادقین قلمی ملوکہ پر و فیروز قریشی احمد حسین احمد گرات۔

(۷) علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذکر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر H-8

(۸) عبدالفتاح بن میر محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارفین ۱۰۷۷ھ قلمی ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۷۱۳/۱۷۲۳-۶

(۹) محمد فضل اللہ : عمدۃ المقامات، سندھ ۱۳۵۵ھ۔

(۱۰) سراج احمد بن محمد رشید : سیل المرشدین دا احوال و انساب اولاد حضرت مجددؒ بکوالہ ہدیہ احمدیہ ص ۱۶۔

(۱۱) احمد ابوالخیر مکی : ہدیہ احمدیہ انساب صاحبزادگان حضرت مجددؒ کانپور ۱۳۱۳ھ۔

(۱۲) محمد مظہر مجددیؒ : مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ، دہلی ۱۳۸۷ھ و عربی ترجمہ مطبوعہ قزوین ۱۸۹۶ء۔

(۱۳) ابوالفضل محمد احسان : سوانح عمری حضرت مجددؒ دہلی ۱۹۲۶ء۔

(۱۴) محمد منظور نعمانی : تذکرہ حضرت مجددؒ الف ثانی، لکھنؤ ۱۹۵۹ء۔

(۱۵) زوار حسین سید : حضرت مجددؒ الف ثانی، کراچی ۱۹۶۶ء۔

16. Friedman : Shaykh Ahmad Sirhindi, Montreal 1971.

(۱۶) محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم خواجہ : حل المسائل فی الرد علی اہل الضلالت بر تعصیح و حاشی

محمد اقبال مجددی لاہور۔

(۱۸) وحدت عبدالاحد شاہ گل : شواہد التجدید مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مجلہ الرحیم ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۶ء۔

(۱۹) معین الدین ٹھٹھوی : ہجرتہ النظائر فی برآۃ الابرار و رد مخالفین حضرت مجددؒ قلمی ملوکہ مولانا

محمد باشم جان مجددی کراچی۔

(۲۰) نظام الدین شکارپوری : روشنیات و درجہ مخالفین حضرت مجددؒ قلمی ملوکہ مولانا محمد باشم جان مجددی

سہ خواجہ محمد ضیاء الدین (معین الدین بن خواجہ خاند محمد) : المرفقۃ القلوب، دہلی ۱۲۱۳ھ

میر محمد بن تاج الدین حسین بن خواجہ علاء الدین عطاء رتھا بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر خواجہ ابوالسحاق
سقیہ کے ہاتھ پر ہوئی، مگر نسبت اویسی شاہ بہار الدین نقشبند کے ساتھ تھی۔ ولادت حضرت
کی شہر بنار میں ہوئی۔ بیس سال کی عمر میں حضرت بعد حصول فراغت علوم ظاہری شہر خوش
میں آئے۔ وہاں سے کابل میں چندے سکونت رکھی۔ پھر کشمیر جنبت نظیر میں آکر چند سال وہاں
رہے اور ہزار مملوک کو نسبت نقشبندیہ سے سرفراز کیا۔ پھر عزم سیر ہندوستان ہوا۔ چنانچہ
دہلی و اکبر آباد وغیرہ بڑے بڑے شہروں کی سیر کر کے لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ اگرچہ ارادہ
وطن کے جانے کا تھا، مگر شاہجہان بادشاہ کی التجا سے یہاں ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایت خلق
میں مصروف رہے۔ خواجہ معین الدین ان کے فرزند نے کتاب رضوانی ان کے احوال میں لکھی
لے ملا معین الدین نے اپنے نسب نامہ میں کسی تاج الدین حسین کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا یہاں یہ نام نا مذہب ہے۔۔۔۔۔
والرفقۃ القلوب ورق ۱۲ اب، خواجہ محمد اعظم نے شجرہ نسب کی جو تحقیق پیش کی ہے (اعظمی ص ۱۶۸) وہ ملا معین کے
مقابلہ میں اہمیت نہیں رکھتی۔ ملا معین نے اپنا شجرہ اس طرح سے لکھا ہے :

معین الدین بن خاوند محمود بن میر سید شریف بن خواجہ محمد فیاض الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ علاء الدین
حامد حسین بن خواجہ علاء الدین عطاء ر (الرفقۃ ۱۲ اب)

۱۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطاء ر دہ بیدی از فرزندان محمد اعظم خواجہ احمد کانساف (است) (اعظمی ۱۳۹)

۲۔ سال ولادت ۹۷۱ھ (اعظمی ۱۳۹)

۳۔ کشمیر میں اہل سنن و تشیع کے اختلاف اور آپ کی مداخلت کی وجہ سے شاہجہان نے انہیں کشمیر سے
لاہور ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا (اعظمی ۱۳۸) ملاحظہ ہو

(۱) معین الدین : کتاب رضوانی قلمی جوں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر

(۲) ایضاً، مقامات محمودی قلمی انڈیا آفس ۶۱۸۵/۲ (۳) محمد اعظم : تاریخ کشمیر اعظمی ۱۳۸-۱۴۰

(۴) عبد الحمید لاہوری : بادشاہ نامہ جلد دوم حصہ اول ص ۳۳۲ (۵) محمد صالح کنبر : عل صالح جلد سوم ص ۲۸۴

(۶) معین الدین مذکور، الرفقۃ القلوب قلمی ملوکرجی معین الدین لاہور (۷) بدر الدین سرحدی : حضرات القدس و قدوم ص ۱۵۸

(۸) خاوند محمود خواجہ : رسالہ نمونیہ (احوال مشائخ خود و ذکرا و اولاد ایشان و ذلالت، حال ملک انبار لک بک بانڈنگ لاہور

۱۵۸) کتب رضوانی در حالات خواجہ خاوند محمود ایک اہم مذکر ہے۔ جوں و کشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

ہے۔ اس میں صد خوارق و کرامات حضرت کے درج کیے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر ہوا تو خان دوران صوبہ لاہور جو خشک ملا تھا اور مشائخ عظام کے ساتھ اس کی کمال عداوت تھی، برسر پر خاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی بزرگ کا روضہ آج تک نہیں بنا۔ بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہیں ہے۔ اس کو گرا دینا چاہیے مجاور نے جواب دیا کہ مجھ کو گرانے کا اختیار نہیں ہے۔ آپ کو اختیار ہے تو گرا دو۔ دوسرے روز خان دوران خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرا دیا جائے، مگر جب وہاں سے لوٹ کر شالامار باغ کو چلا تو راستہ میں گھوڑے نے ناخن لیا اور خان دوران کی گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی۔ تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ نعوذ باللہ من غضب الاولیاء۔ وفات حضرت کی بارہویں شعبان ۱۰۵۲ھ ایک ہزار پچاھ و دو ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

۸۵۔ شیخ محمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ہیں۔ حادی معقول و منقول جامع فروع و اصول صاحب حال و قال مظهر النوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات ہزاروں خدا کے طالب ان کے وسیلہ جمیلہ سے تکمیل کو پہنچے۔ مولف تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدر الدین مجددیؒ کا ایک روز میں شیخ محمد سعید مجددیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک سال حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات حکیم عبد المجید سیفی مرحوم نے لاہور سے شائع کر دیے تھے۔ خواجہ محمد تاشم کشی نے آپ کی تعلیمات مشکوٰۃ المصابیح کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۸۵ھ کو فوت ہوئے (روضۃ القیومیہ ۱/ ۲۹۱-۱۹۲) آپ کے آٹھ فرزند اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ شاہ عبداللہ، لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، سعد الدین، شیخ عبدالاحد محدث، خلیل الرحمن، محمد یعقوب اور محمد تقی آپ کے صاحبزادے تھے (ہدیہ احمدیہ ۸-۹)

۱۰ خواجہ عبدالخالق سرہندی مرید حضرت شیخ آدم بنوٹری

۱۱ معترف حضرات القدس اور وصال احمدی

(باقی اگلے صفحہ پر)

خادم پان کا بیڑا، پلاس کی پتی میں لپیٹا ہوا حاضر لایا۔ حضرت نے اس کو کھول کر بیڑا پان کا تو کھالیا اور پلاس کی پتی کو پھر اسی طرح باندھ کر میری طرف پھینکا۔ میں سمجھا کہ شاید اس میں بیڑا پان کا ہے بڑی تعظیم کے ساتھ میں نے اس کو اٹھالیا اور کھولا تو خالی پایا۔ حاضرین مجلس اس بات پر متبسم ہوئے اور میں نادم ہوا۔ رفع مذمت کے لیے میں نے وہ تپا بند ستور لپیٹ کر گپرٹھی میں رکھ لیا جب مجلس سے اٹھ کر گھر پہنچا اور چاہا کہ گپرٹھی سے وہ تپا نکال کر پھینک دوں تو دیکھا کہ وہ تپا پان کا بیڑا بنا ہوا تھا۔ یہ تصرف حضرت کا دیکھ کر میں سخت حیران ہوا اور بڑی خوشی کے ساتھ کھا لیا۔ وہ لذت پانی کے تمام عمر نہ بھولا۔ وفات حضرت کی سن ایک ہزار ستر ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا گوہر بار مرہند میں ہے اور عمر اسی برس کی۔

۸۶۔ شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ

یہ بزرگ فرزند میانگی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشائخ مقتدا نے زمانہ روگیا تھے۔ سولہ برس کی عمر میں انہوں نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کر کے دستا فضیلت کی باندھی۔ پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تکمیل باطنی پائی۔ صحبت اغیار سے ان کو کمال نفرت تھی۔ اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کا مرید و کمال متقد تھا، مگر حضرت کہیں اس کے دربار میں نہ گئے اور نہ زرنقہ و جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے جو ان کی توجہ موجب سے درجہ قرب

البعیاضہ، الاظہار، محمد سعید خواجہ، مکتوبات مرتبہ حکیم عبد المجید سیفی لدھور

(۱) محمد اشتم کشی : زبدۃ المقامات ۳۵۵-۳۵۶ (۲) بدر الدین سرہندی : حضرت القدر وفردوم ۲۷۵-۲۷۶

(۳) کمال الدین محمدا صان : روضۃ القیومیرکن اول ۲۳۴-۲۳۵

(۴) فضل اللہ حاجی : عمدۃ المقامات ۲۲۶-۲۳۵

۱۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے والد بزرگوار حضرت ائمہ ربانی کے جانشین تھے۔ لائق اعداؤ انسانوں کو آپ سے ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا۔ مکتوبات معصومیہ (جلد ۲) اذکار معصومیہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

تک پہنچے تین لاکھ سے زائد تھے حضرت ہندوستان سے سفر کے حین الشریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے۔ محمد صدیق پشاور سٹی سے نقل ہے کہ میں پشاور سے بسواری استر سرہند کو بامید ملازمت حضرت کے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ استر بے بس ہو کر بھاگا اور میں زین سے گرا، مگر ایک پاؤں میرا رکاب میں ہی اٹکا رہا۔ ایسی حالت میں کہ اتر دوڑا جاتا اور میں زمین پر کھنچا ہوا اس کی رکاب میں جاتا تھا۔ میں زندگی سے ناامید ہوا اور بحالت ناامیدی حضرت کو یاد کیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور استر کو کچھ ٹکڑے پاؤں میرا رکاب سے جدا کیا۔ جب اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدم بوس ہوں مگر حضرت کو نہ پایا۔ ولادت حضرت کی سن ایک ہزار نو میں اور وفات سال ایک ہزار اسی میں واقع ہوئی۔

۸۷۔ خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمد نقشبندی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ خاوند محمد نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے۔ بعد وفات پدر بزرگوار کے

۱۔ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاور سٹی، حضرت خواجہ محمد معصوم کے محبوب ترین خلفا میں سے تھے۔ بہت سے حضرت خواجہ کے مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ مکتوبات معصومیہ جلد اول مکتوبات ۱۱، ۸۴، ۶۶، ۵۹، ۵۶، ۱۸

۲۲۳، ۱۱۸، ۱۵۹، ۱۴۹، ۱۴۶، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۴

۲۔ خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال وفات ۱۰۷۹ھ ہے (رک جوامع علویہ)

۳۔ تلامعین الدین کشمیری جید عالم تھے کثیر التصانیف فاضل تھے۔ ان کے والد بزرگوار خواجہ خاوند محمد نے انہیں کشمیر میں اپنی خانقاہ میں مقیم ہو کر رشد و ہدایت خلق کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ تلامعین الدین، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے عہد کی پیدا کردہ بدعات کے خاتمے کے لیے کوشاں رہے۔ جب محی الدین اور رنگ زیب کا دور آیا تو نبدۃ التفسیر کے نام

کشمیر میں سکونت اختیار کی اور اس خالقہ میں جوان کے باپ کی تعمیر مہتی مقام کیا تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزرائی۔ علمائے ظاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے۔ ہر ایک مقدمہ میں جو حضرت فتویٰ دیتے کسی کو انکار نہ ہوتا۔ وفات ان کی بقول صاحب تواریخ ڈوہری ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔

۸۸۔ شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجد الف ثانی ہندوی قس سترہم

یہ بزرگ خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے باپ کے جانشین تھے۔ جامع تھے علوم ظاہری باطنی و کمالات صوری و معنوی و زہد و ورع و تقویٰ و عبادت و اتباع سنت و شریعت اور غایت پرہیزگاری کے سبب سے مخاطب بخطاب محی السنن تھے۔ جو کوئی شخص کفار یا فاسق و فجار میں سے ان کے روبرو آتا تب ہو جاتا۔ دنیا داروں کی صحبت سے ان کو کمال نفرت تھی اہل محل میں سے جب کوئی لفظ اللہ کا زبان پر لاتا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی۔ ان کی خانقاہ میں ہر روز چار سو آدمی درویش دو وقتہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کھنے کے بموجب تیار ہوتا تھا۔ وفات حضرت کی سن ایک ہزار اٹھانوے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر ہارسر ہند میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ) ۱۰۰۰ جلد الہی : نزہۃ الخواطر ۵/۶۶

(۱) محمد عمران خان قاضی، معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف مقالہ مشتمل معارف، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۵۔
 اے حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے زمانے میں اچھے سنت اور رفع بدعت کے لیے جو کلام نمایاں انجام دیے۔ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے اورنگ زیب کی درخواست پر شاہی دربار میں بھیج دیا۔ جہاں آپ بقول محمد ساقی مستعد خاں قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے۔ بادشاہ اکثر کاروبار سلطنت سے فراغت کے بعد رات گئے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحبت سے فیض یاب ہوتا۔ آثار عالمگیری ۸۷، حضرت سیف الدین نے بادشاہ کے ساتھ رہ کر ترویج شریعت اور احیاء سنت کے لیے بڑا کام کیا۔ آپ کے مکتوبات طبع ہو چکے ہیں۔ ان میں اورنگ زیب کے نام آپ کے ۱۸ مکتوبات ہیں (محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کراچی)

علامہ مفتی صاحب نے خواجہ سیف الدین کا سال وفات ۱۰۹۸ھ لکھا ہے جو درست نہیں۔ (باقی برصغور آئندہ)

۸۹۔ شیخ سعدی بلجاری مجتہدی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگان نقشبندیہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال مشہور ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں ان کو شوق حق و امن گیر ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی کے ذریعہ سے بندہ مت شیخ آدم بنوری جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری باطنی (بقیہ حاشیہ) صبیح سال وفات ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ ہے (رافت رؤف احمد شاہ: جواہر علویہ ص ۱۲۶)

اور ولادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند میں ہوئی (ایضاً ص ۱۲۲)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین : مکتوبات سیفیہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، کراچی (س۔ن)

(۲) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۳۶، ص ۱۸

(۳) محمد فضل اللہ : عمدۃ المقامات ص ۳۹۲، ۳۹۳ (۴) رؤف احمد رافت مجتہدی : جواہر علویہ ص ۱۲۲، ۱۲۴

۱۔ حضرت شیخ سعدی لاہوری (۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد صادق تھا (محمد عمر چینی میاں : ظہور سبق ص ۳۰) آپ کے والد کا نام اہلال تھا (ایضاً ص ۱۰۹ ب) مگر آپ کے نام کے ساتھ مفتی صاحب نے جو بلجاری کی نسبت لکھی ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ہمارے خیال میں یہ نسبت بلجاری ہے۔ افغانستان میں اس نسبت کے بعض بزرگ گزرے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی اسی قصبہ بلغار سے ہو۔

۲۔ مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی ف ۱۱۰۲ھ اپنے وقت کے بڑے عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ سلوک مجددیہ کے تذکروں میں آپ کا نام اسد اللہ بھی لکھا ہوا ہے (مکتوب حضرت خواجہ سیف الدین بنام حاجی آئندہ وزیر آبادی، مکتوبات سیفیہ ص ۱۲۲، محمد رفیع اخوند : قران السعیدین قلمی

حاجی اسد اللہ حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ تھے۔ ان کا مسکن و موطن سرگئے وزیر خاں (وزیر آبادی) گجرات پاکستان تھا۔ یہاں لاہور اور وزیر آبادی ساری زندگی تبلیغ و ارشاد میں کی سلسلہ مجددیہ آدمیہ کی نشر و

اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا (محمد امین بخش : تاسیخ الحویق قلمی وق ۲۱۶ ب --- ۲۲۲

۳۔ حضرت شیخ آدم بنوری خلیفہ اعظم حضرت مجدد الف ثانی ف ۱۰۵۲ھ نے سلوک مجددیہ کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا آپ کے بعد مرید و خلفاء تھے۔ آپ کی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

پانی اور ہمراہ پر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے۔ چند سال وہاں بسر کیے جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت ہو گئے۔ تو شیخ سعدی لاہور میں آئے اور قیام اختیار کیا۔ حضرت کے خوارق و کمالات کتاب روضۃ السلام میں بہت درج کیے ہیں۔ جن کی تشریح کی گنجائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہے۔ وفات حضرت کی تیسری ربیع الثانی روز چہار شنبہ سن ایک ہزار ایک سو آٹھ میں واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع مزنگ کے پاس ہے۔

۹۰۔ سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے حالت استغراق و مستی (بقیہ حاشیہ) شاہجہان نے آپ کو ملک بدر کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ عرب شریف میں رہے اور یہیں آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے خلاصۃ المعارف قلمی و جلدی مملوک محمد اقبال مجددی، نظم الکات ۳۔ نکات الاسرار، و موضح المذاهب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے خلیفہ مولانا محمد امین بدخشی نے آپ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب نتائج الحرمین لکھی تھی۔ جس کے خطی نسخے کتاب خانہ بھانڈاڑی پشاور، اسلامیہ کالج لاہور بری پشاور اور کتاب خانہ مولانا یوسف بنوری کراچی میں موجود ہیں۔

۱۔ سال ۱۰۵۲ھ (بدالین سرہندی : حضرات القدس و فتر دوم ۳۵۶)

۲۔ روضۃ السلام، شیخ شرف الدین کشمیری ف ۱۲۵ھ کی تصنیف ہے۔ ہمیں اس فقہ کا نسخہ اس کے کسی خطی نسخے کا علم نہیں ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ نور محمد بدایونیؒ اپنے وقت کے اجل عالم اور پابند شرع صوفی تھے بہر وقت کتاب و سنن اپنے پاس رکھتے اور اس کے مطابق عمل کرتے۔ ایک مرتبہ بیت اللہ میں داخل ہوتے ہوئے راست پاؤں پہلے رکھ دیا تو تین روز تک سیر باطنی بند رہا۔ آپ سے بے شمار انسانوں نے باطنی فیض حاصل کیا جن میں حضرت مرزا مظہر جان جاناؒ کا نام گرامی سرفراز ہے۔ جن سے سارے عالم اسلام میں مجددی سلوک کا عام رواج ہوا۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) لافیت رؤف احمد : جوامع علویہ ۱۲۴ - ۱۳۰

(۲) نعیم اللہ بٹراکھی : معولات منظر یہ کانپور ۱۲۴۵ھ

(۳) شاد غلام علی دہلوی : مقالات منظر یہ، دہلی ۱۲۶۹ - ۲۵۰۲

ان کی طبیعت پر غالب تھی صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک روز دو کس جمن کا مذہب شیعہ تھا۔ خدمت میں حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی حضرت نے بنو باطنی ان کے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اول عقیدہ باطلہ شیعہ سے تائب ہو کر اپنے قلب کو صاف کرو۔ بعد ازاں بیعت کرنے کا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص ان میں سے بصدر باطنی تائب ہوا اور بیعت کی۔ دوسرے کو توفیق رفیق نہ ہوئی۔ وفات ان کی یازدہم ذی قعدہ سن ایک ہزار ایک سو پچیس میں واقع ہوئی۔ ہزار سرہند میں ہے۔

۹۱۔ شیخ عبد الاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہ

یہ بزرگ جانشین و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ بعد وفات پدر عالی قدر کی مسند ہدایت و ارشاد پر بیٹھے۔ ہزار طالبانِ خدا ان کے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے۔ سلسلہ مجددیان کی ذات بابرکات سے تمام زمانہ میں پھیل گیا۔ خلفاء ان کے تمام دور دراز ملکوں سے مکہ مدینہ میں جا کر مصروف ہدایتِ خلق ہوئے۔ خوارق و کرامت کے اظہار میں حضرت کو کمال انکار تھا، مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتے۔ چنانچہ ایک بے ادب عورت جس کا بیٹا حضرت کی بیعت میں آکر تارک الدنیا و مجذوب ہو گیا تھا۔ حضرت کے روبرو حاضر ہوئی اور کلمات بے ادبی کے کہنے شروع کیے حضرت نے صبر کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر جب دیکھا کہ غیرتِ الہی درپے انتقام ہے تو ایک خادم کی طرف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک طمانچہ مار۔ خادم نے زبانی عورت کو منع کیا اور طمانچے کے لگانے سے متاثر رہا۔ عورت اسی وقت گر پڑی اور فرنگی حضرت اپنے خادم پر کمال غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو طمانچے لگانے میں دیر نہ کرتا تو اس عورت کی جان برباد نہ جاتی۔ کیونکہ اس حالت میں اس بلگوئی شدید کا انتقام میری طرف سے ہو جاتا اور اب منتقم حقیقی نے یہ انتقام لیا اور جان اس کی جاتی رہی۔ خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار ایک سو

(بقیہ حاشیہ) (۶۱۰) محمد مظہر بن شاہ احمد سعید دہلوی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۴۲-۴۴

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کا مزار سرہند میں ہے۔ یہ درست نہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں جوار حضرت

نظام الدین اولیا باغ مکرم خاں میں ہے (جواہر علویہ صفحہ ۱۳)

بیانیس ہجری میں واقع ہوئی۔

۹۲۔ شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفوں میں سے ان کے جانشین و قائم مقام تھے نسبت

۱۔ حضرت شیخ عبدالاحد متخلص بہ وحدت معروف شاہ گل کا مسیح سال وفات ۱۱۲۶ھ ہے (محمد اعظم، تاریخ کشمیر، ج ۱) مفتی صاحب نے ۱۱۴۰ھ غلط لکھا ہے۔ آپ نے بہت سے رسائل و کتابیں تصنیف کیں۔ تقریباً تیس کے حوالے ملتے ہیں۔ جن میں سے جنات الثمانیہ اور شواہد التجدید، رسالہ شرح کلمات قدسی آیات مکتبہ حضرت مجددؒ، آپ نے حضرت مجددؒ کی حمایت اور مجددی تحریک کے مخالفین کے رد میں لکھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ رکن اول ۲۹۹-۳۰۶

(۲) فضل اللہ : عمدۃ المقامات ۲۴۳-۲۵۰ (۳) لاف روف احمد : جوامع علویہ ۲۰۶-۲۰۸

(۴) محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ص ۲۶

(۵) وحدت عبدالاحد : گلشن وحدت (مکتوبات) جامع خواجہ محمد ادرنگ کشمیری مرتبہ مولانا عبداللہ جان

مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء (۶) محمد اعظم : تاریخ کشمیر اعظمی کشمیر ۱۳۵۵ھ

(۷) ایضاً : فیض مراد قلمی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

۲۔ شیخ محمد عابد جعفری نقشبندی نامی

دریاضات کا ذکر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے بھی کیا ہے (رسالہ و حالات حضرت مرزا مظہر ص ۳) حضرت مرزا

مظہر جان جاناؒ نے آپ سے باطنی استفادہ کیا تھا

مفتی صاحب نے شیخ محمد عابدؒ کا سال وفات ۱۱۶۰ھ لکھا ہے۔ لیکن فقیر محمد جلی نے ۱۱۶۶ھ

تفصیل کے لئے دیکھئے ضمیمہ ثانی کتاب ہذا صفحہ ۲۹۷

پدری ان کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تھی۔ عبادت و ریاضت میں حضرت کو میان ہمک توجہ تھی کہ سوائے عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی۔ ہر روز ہمیں ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات بچیں دم و تلاوت یک منزل قرآن و ہزار بار درود شریف وظیفہ تھا اور تہجد کی نماز میں ساتھ مرتبہ سورۃ یسین پڑھے جاتے تھے اور بحال اشتیاق پایادہ ہند سے روانہ ہو کر حرمین الشریفین میں پہنچے اوسج دنیا پر مغرور قبول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنیض ہوئے۔ وفات ان کی اٹھارہویں ماہ رمضان المبارک ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہجری الاقدس میں واقع ہوئی۔

۹۳۔ شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب بہ مرزا جاناں قدس سرہ

یہ بزرگ سادات علوی میں سے صاحب مقامات بلند مدارج ارجمند تھے۔ شجرہ نسب ان کا اٹھائیس واسطوں کے ساتھ حضرت امام محمد بن حنیف بن علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے۔ ان کے شان دہلی کے دربار میں امیر کبیر تھے۔ قرابت بھی سلاطین تیموریہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ چنانچہ

ملاحظہ ہو :

(۱) غلام سرور مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، اول مجلد ۶۶۳۔ ۶۶۴

(۲) غلام علی دہلوی، مقامات مظہری، ۲۹-۳۲

(۳) فقیر محمد جلی، حدائق الغنیۃ، ۴۴۳-۴۴۵ (۴) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، ۴۴۵-۴۴۹

(۵) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ۳۲۶، ۳۲۷

۱۔ اٹھائیس واسطے غلط ہیں۔ انیس واسطے ہونے چاہئیں (نعم اللہ بزرگ)؛ معمولات مظہریہ (مکمل)

۲۔ حضرت مرزا صاحب کے اجداد میں سے دو بزرگ بابا خاں اور محبوب خاں جہانوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور اعلیٰ

عہدوں پر فائز ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : اکثر الامراء، ۳۹۱/۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵ اور دیگر درباری کتب تاریخ منلیہ

امیر عبدالسبحان نواسہ اکبر بادشاہ کا ان کا دادا تھا۔ والدان کا مرزا جان ترک بھی ایک امیر الامرا شخص تھا۔ جو تارک الدنیا ہوا۔ اس نے ظاہری دولت ترک کر کے فیرمی اختیار کی اور خاندان قادریہ میں مرید شاہ عبدالرحمان قادری کا ہوا۔ میرزا جان جاناں جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے۔ باپ ان کے فوت ہو گئے۔ انہوں نے توسل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈ کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے۔ پھر بخدمت حاجی محمد افضل تلکو حافظ سعد اللہ و خواجہ محمد عابد مشائخ مجددیہ سے فیض یاب ہو کر تکمیل پائی۔ اور سند ہدایت و ارشاد پر بیٹھ کر ہزاروں طالبان حق کو واصل کتن کیا۔ آخر بتاریخ نہم ماہ محرم الحرام سن ایک ہزار ایک سو پچانوے چند معاندان خاندان نقشبندیہ سے کہ عقیدہ نجدیہ رکھتے تھے شہرت شہادت بغلو لہ تنگ پایا۔ چوراسی برس کی عمر پائی۔ کیونکہ ولادت حضرت کی گیارہویں ماہ رمضان روز جمعہ شہد ایک ہزار گیارہ میں واقع ہوئی تھی۔

۱۔ امیر عبدالسبحان کے والد مرزا محمد ان کے بارے میں مولانا محمد نعیم ٹھٹھارچی نے لکھا ہے کہ ان کی شادی اکبر کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ لیکن اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ مرزا عبدالسبحان کی شادی اسد خاں وزیر کی لڑکی یا خاں زاد بہن سے ہوئی تھی۔

۲۔ مرزا جان اورنگ زیب کے منصب دار تھے۔ غالباً کسی اہم عہدے پر فائز نہیں تھے۔ اس لیے ان کا نام تاریخوں میں نہیں ملتا۔ اورنگ زیب دکن میں تھا تو انہوں نے ملازمت ترک کر کے سارا اثاثہ غریبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

۳۔ شیخ محمد افضل، حضرت شیخ عبدالاحد وحدت کے مرید تھے جبکہ عالم تھے۔ حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا۔

۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا (نزہۃ الخواطر ۶/۲۸۱۔ مقامات مظہری ۲۵-۲۷)

۴۔ حافظ سعد اللہ دہلوی نے حضرت محمد صدیق بن خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے۔ ۱۱۵۲ھ میں انتقال کیا۔

(شاہ غلام علی دہلوی، مقامات مظہری ۲۵-۲۷، نزہۃ الخواطر ۶/۹۸)

۵۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ مرزا مظہر جان جاناں میں مختلف شواہد کی بنا پر آپ کا سال ولادت ۱۱۱۰ھ متعین کیا ہے (بحوالہ خلیق انجم، مرزا مظہر کے خطوط مثلاً)

حضرت مرزا صاحب صوفی باصفا ہونے کے ساتھ ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے۔ آپ کا دیوان اشعار اور بیاض خریطہ جواہر کے نام سے چھپ چکا ہے۔

۹۴۔ شاہ عبداللہ المخاطب بسید غلام علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی تدویر

یہ بزرگ خلیفہ راستین و جاننشین حضرت حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید کے تھے نسبت آبائی ان کی بحضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سے ملتی ہے۔ ان کے والد سید عبداللطیف قصبہ روٹالہ میں سکونت رکھتے اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے، مگر انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بخدمت مرزا جان جاناں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل پائی اور تمام عمر دہلی میں رہ کر ہدایت خلق مصروف رہے اور وہ فیض جاری کیا کہ گویا اخیر زمانہ میں ہند کی ولایت ان کی ذات پر ختم ہوئی خواص و کرامت بشیاء حضرت سے وقوع میں آئے چنانچہ کتاب

(بقید طبع) (۱) نعیم اللہ بھٹائی، معمولات مظہریہ کانپور ۱۲۷۵ھ

(۲) غلام علی دہلوی شاہ، رسالہ درحالات و مقامات حضرت مرزا مظہر (مقامات مظہریہ)، دہلی ۱۲۶۹ھ

(۳) نعیم اللہ بھٹائی، بشارات مظہریہ خلی، مخزنہ برائے میوزیم مقالہ عبدالرزاق قریشی، بشارات مظہریہ

معارف اعظم گڑھ مئی ۱۹۶۸ء ۲۲۵، ۳۴۳

(۴) آزاد غلام علی، سر آزاد مقالہ ۲۳۳-۲۳۴، ۵، آرزو: مجمع النفاس قلمی مخزنہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

(۶) درگاہ قلی خاں: مرقع دہلی ص ۱۹، (۷) فارسی شعرا کے تذکرے

(۸) خلیق انجم، مرزا مظہر جان جاناں مقالہ برائے حصول درجہ ڈاکٹری

(۹) عبدالرزاق قریشی: مرزا مظہر اور ان کا کلام دہلی ۱۹۶۰ء

(۱۰) ایضاً: مکتبہ مرزا مظہر فارسی، بمبئی (۱۱) خلیق انجم، مرزا مظہر کے خطوط دہلی ۱۹۶۲ء

۷۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی تیرہویں صدی ہجری کے سب سے نامور شیخ طریقت تھے آپ کی بدولت

سلسلہ مجددیہ نہ صرف ہندوستان میں پھیلا، بلکہ سارے عالم اسلام میں اس کی تعلیمات پہنچ گئیں۔ عرب میں آپ

کے خلیفہ حضرت مولانا خالد کردی نے سلسلہ ارشاد و تلقین شروع کر کے سارے عرب کو متاثر کیا۔ حضرت شاہ غلام علی

کی تصانیف میں سے (۱) رسائل سبعہ سیارہ (۲) رسالہ درحالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

(۳) رسالہ مشلولیہ (۴) رسالہ طریقہ مجددیہ (۵) در المعارف (۶) جواہر معلویہ (۷) مجموعہ مرقعات

(۸) مکتبہ مشہور ہیں۔

منظر جان جاناں میں لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک بیمار کی صحت کیلئے عرض کی حضرت اس وقت نان و کباب تناول فرما رہے تھے۔ اس میں سے ایک نان اور تھوڑے کباب اس کو بطور تبرک دے دیے جب وہ گھر میں گئی تو کباب مبتل ہوا ہو گئے۔ جانا کہ بیمار جان بر نہیں ہوگا۔ دارالرحمہ میں لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی دختر مرگئی اور حضرت عیادت کے لیے اس کے گھر گئے اور اس کی عورت کی تسلی کی اور فرمایا خدائے تعالیٰ لڑکی کے عوض تجھ کو لڑکا دے گا۔ چونکہ وہ عورت خاوند ضعیف العمر تھے۔ عورت نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو ساٹھ سال کی عمر میں اب لڑکا ہونا ناممکن ہے۔ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ قادر ہے۔ اس کی قدرت میں عجب نہیں۔ چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اسی

سلسلہ کتاب منظر جان جاناں سے بیان ملا مقامات مظہری مؤلفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے آخر میں ملحقہ ضمیرہ درحالات شاہ غلام علی نوشتہ شاہ عبدالغنی مجددی ہے۔

۱۱۔ اس کتاب کا مصنف نام درالمعارف ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے آپ کے خلیفہ ارشد حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی فرست ۱۲۵۳ھ نے مرتب کیا تھا متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو :

- ۱۱۔ غلام علی شاہ : مقامات مظہری دہلی ۱۲۶۹ھ
- ۱۲۔ ایضاً : رسالہ درحالات و مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی تصحیح مولانا غلام محی الدین قصوری قلمی مملوکہ محترمہ پاشاہ بیگم راولپنڈی۔

- ۱۳۔ ایضاً : رسالہ سید کیارہ : مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ
- ۱۴۔ ایضاً : رسالہ مشغولہ قلمی مشمولہ بیاض خواجہ دوست محمد قندھاری مخزن کتب خانہ گنج بخش راولپنڈی
- ۱۵۔ ایضاً : رسالہ طریقی مجدد قلمی مملوکہ جی معین الدین صاحب لاہور
- ۱۶۔ عبدالغنی شاہ مجددی : ضمیرہ مقامات مظہری دہلی ۱۲۶۹ھ (۱۷) رافت رؤف احمد : درالمعارف دہلی
- ۱۸۔ ایضاً : جواہر علویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور (دس جلد)

- ۱۹۔ محمد عبداللہ خاں خالقی : البجۃ السنیۃ فی آداب الطریقۃ الخالقیہ مصر ۱۳۱۹ھ

- ۲۰۔ حسن ترہٹی : الایانۃ البنیہ مطبوعہ

کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو روانہ ہوا۔ گاڑی میں اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا۔ راہ میں چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آگئے ہیں اور فرمایا ہے کہ گاڑی کو دوڑا کر قافلے سے الگ ہو جاؤ۔ وہ بموجب حکم گاڑی کو دوڑا کر لے گیا۔ جب ایک میل پر پہنچا تو تمام قافلہ کو رہنمائی نے لوٹ لیا اور وہ ان کی وجہ سے سلامت رہے۔ وفات حضرت کی بانیوں ماہ صفر سن ایک ہزار و سو چالیس میں واقع ہوئی۔

قطعہ تاریخ

چوں غلام علی بحکم خدا
گشت از قید و نسوی آزاد
سال تاریخ رحلتش سرور
گو غلام علی ولی آزاد ۱۲۳۳ھ

۹۵۔ شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ و جانشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب مقامات بلند مدارج ارجمند تھے۔ ان کے والد کا نام صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی تھا۔ علوم ظاہری و باطنی و فقہ و حدیث و تفسیر میں بھی طاق و یگانہ آفاق تھے۔ ظاہری علم انہوں نے مفتی شرف الدین دہلوی و مولانا فیض الدین شاہ حضرت شاہ ابوسعید مجددی کی ذات گرامی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب اور ترکی میں بھی سلسلہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت ہوئی۔ مجددی سلسلہ کی آخری فعال خاندانوں میں سے آپ کی خانقاہ نے بہت سے نمایاں کام سر انجام دیے۔

۱ شیخ صفی القدر ۱۲۳۹ھ مدفون کھنؤ (معدنظر، مناقب احمد و مقامات سعیدہ ۵۹)

۲ شیخ محمد عزیز القدر ۱۱۷۷ھ (ایضاً ۷۲)

۳ شیخ محمد عیسیٰ ۱۱۵۳ھ عالم و فاضل اور شاعر بھی تھے (احمدی : ہدایہ احمدیہ ۷۳)

۴ مولانا مفتی شرف الدین رام پوری صفی ہندوستان کے مشہور مدرسین میں سے تھے۔ پنجاب سے رام پور گئے تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے پروردہ تھے۔ سراج المیزان، شرح السلم، فتاویٰ فقہ اور رسائل کثیرہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔ (ریک، تذکرہ کلاں رام پور ۱۰، اخبار الصنادید جلد اول ۷۴، آئینہ العلوم ۹۲، ذمۃ الخواطر ۷۴، ۲۰۷)

صاحبِ محدث فرزندِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا۔ بعد فراغِ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیلِ درجہ بیتِ پانی اور یگانہ زمانہ ہوئے۔ خوارقِ وکرامت بہت سے ان کی ذاتِ بابرکات سے سرزد ہوئے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت رام پور اپنے مکان سے لمبھاری عرابہ منجیل کو چلے جاتے تھے۔ شام کے بعد دریا پر پہنچے۔ کشتی و ملاح حاضر نہ تھے۔ حضرت نے گاڑی ٹالنے کو حکم دیا کہ ہلی کو دریا میں ڈال دے۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا میں گاڑی ڈال دینا موجبِ بڑبی جان و مال ہے۔ یہ کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آخر میں بھی اسی گاڑی میں بیٹھا ہوں تو کچھ اندیشہ نہ کر اور گاڑی دریا میں ڈال دے۔ گاڑی بان اگرچہ ہندو تھا۔ لیکن توکلِ بکندہ کر کے گاڑی دریا میں ڈال دی اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی پر ایسی چلی گئی جس طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی۔ جب دریا سے اتر گئی۔ گاڑی بان فوراً مسلمان ہو گیا اور مرید ہو کر جامہ درویشی پہنا اخیر عمر میں حضرت حج کو گئے اور زیارتِ حرمین الشریفین مشرف ہو کر واپس آئے۔ جب بے قیام ٹونگ پہنچے بروزِ عیدِ سعید ایک ہزار دوسو پچاس منگل کے روز وفات کی۔ شاہ عبدالغنی حضرت کے صاحبزادے ان کی نیش کو دہلی میں لائے اور شاہ غلام علی و مرزا جانِ جاناں کے مزار کی قربت میں دفن کیا۔ پچون سال حضرت کی عمر تھی۔

لے آپ ۱۲۸۹ھ میں حرمین الشریفین گئے۔

۱۱۔ حضرت شاہ عبدالغنی ۱۲۳۵ھ تا ۱۲۹۶ھ عالم اور معروف مدرس تھے۔ علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا (ریک، مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ ۶، ایضاً الجنی، نزہۃ الخواطر ۴/۲۸۹) حضرت شاہ ابوسعید کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد منظر مجددی، مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ، دہلی ۱۲۸۲ھ ص ۵۹۔ ص ۶۴

(۲) عبدالحق درلیم پوری : علم و عمل مرتبہ محمد ارب قادری جلد اول ۲۶۱

(۳) محمد حسن ترمیثی : ایضاً الجنی ۶۱ (۴) احمد خاں سرسید : آثارُ الصنادید ۱۵-۱۴

(۵) احمد علی شوق : تذکرہ کاملانِ رام پور ۳-۵ (۶) بشیر الدین احمد : واقعات دارالحکومت دہلی ۳۹۳، ۳۹۴

(۷) معصوم شاہ مجددی : ذکر السعیدین فی سیرت الاولادین، مطبوعہ

(۸) عبدالحق حسینی : نزہۃ الخواطر ۴/۱۳۰

۹۶۔ شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی قدس سرہ

مرید و خلیفہ شاہ غلام علی و برابر خاں زاد شاہ ابوسعید مجددی علوم ظاہری و باطنی میں یکایک وقت تھے۔ تصانیف ان کی بہت سی مشہور ہیں۔ چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوانِ رافت ان کی مشہور تصانیف ہیں اور ایک کتاب دُرّ المعارف نام حضرت شاہ غلام علی کے ملفوظات ہیں۔ انہوں نے جمع کی حضرت شاہ غلام علی نے بعد عطائے طرۃ خلافت ان کو شہر بھوپال کو مامور کیا اور انہوں نے قیل جا کر قیام کیا اور صد طالبانِ حق کو منزلِ قرب الہی تک پہنچایا۔ آخر بارادہ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جب جہاز دریائے حیط میں پہنچا۔ پیکِ اجل آیا اور حضرت اس جہانِ فانی سے رُکھائے عالم جاوانی ہو گئے۔ ایک ہزار دوسو ترقین حضرت کا سالِ وفات ہے۔ شاہ ابوسعید کی وفات کے بعد صرف ارحامی بریں حضرت زندہ رہے۔

۱۔ حضرت شاہ رؤف احمد متخلص بہ رافت بن شعور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؑ، عالم، مدس، مفسر، فقیہ اور شاعر تھے۔ رام پور میں ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے شاہ درگاہی سے سلوک کی تعلیم حاصل کی پھر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے منسلک ہو گئے۔ اپنے خود نوشت حالات جواہر طویہ کے خاتمہ پر لکھے ہیں (۲۲۴-۳۰۹)۔

اپنی حسب ذیل تصانیف اس وقت تک ہمارے علم میں ہیں :

- (۱) تفسیر رؤفی اردو مطبوعہ (۲) صادقہ مصدقہ قلبی خزینہ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب
- (۳) فتویٰ اسرار (وحدت الوجود) (۴) مراتب الوصول خلی نسخہ دانش گاہ پنجاب (۵) معراج نامہ اردو (۶) فتویٰ یوسف زلیخا (اردو) (۷) سلوک العارفین خلی کتابخانہ ریاست رام پور (۸) شربِ حقیق خلی کتابخانہ رام پور (۹) اکنانِ اسلام، شاہ غلام علیؒ کے ملفوظات کے دو مجلدے (۱۰) جواہر طویہ (۱۱) دُرّ المعارف ۳ ملاحظہ ہو :

(۱) رافت رؤف احمد : جواہر طویہ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۲۲۴ - ۳۰۹

(۲) ایضاً : دُرّ المعارف، دہلی (۳) احمد علی شوق : تذکرہ کاطلان رام پور ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء

(۴) شیفہ : گلشنِ بے خار ۸۴-۸۵

(۵) عبدالحی : نزہۃ الخواطر ۱۸۸/۷

۹۷۔ حضرت غلام محی الدین قصوی مجددی قدس سرہ

یہ حضرت اپنے وقت میں جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت و حقیقت و عاشق صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اصحاب کبار سے حضرت کو کمال عشق تھا۔ مذہب آپکا حنفی اعظمی تھا۔ جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل تھا۔ ابتداءً حال میں حضرت مرید اپنے عجم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے ہوتے اور انہیں سے ظاہری علم حاصل کیا۔ جب وہ فوت لے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوی تیرہویں صدی ہجری کے جید عالم، قطب پنجاب اور شاعر کمال تھے۔ حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور سلوک باطنی کا فیض حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے حاصل کیا۔ آپ کی اس وقت تک حسب ذیل تصانیف دریافت ہو چکی ہیں :

- ۱، ملفوظات چل روزہ حضرت شاہ غلام علی قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی (۲)، تحفہ رسالہ ۱۲۳۴ھ مطبوعہ
- ۲، رسالہ نظامیہ (بحث وحدت الوجود فارسی نظم) قلمی ملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لاہور (۴)، ناواالحاج (پنجابی نظم، خلی و خیر و خیالی نمبر ۶۹، ۵) سلاطین المبرورہ فی تجرید اسرار المشورہ بکھنا مولوی غلام نبی ملکی قلمی مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی (۶)، خطبات قصوری مطبوعہ (۷)، مکتایب طیبہ مرتب مولانا غلام محی الدین قصوی قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی (۸)، مکتایب شریفیہ بنام مولوی غلام نبی ملکی (۹)، مکتوبات مولانا قصوری بنام مولوی محمد صالح کبناہی مشورہ سلسلہ الاولیاء مولانا مولوی محمد صالح کبناہی قلمی ملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات (۱۰)، مکتوبات حضرت قصوری بنام مولوی غلام محمد خلی بکھنا حضرت مولانا قصوری ملوکہ محمد اقبال مجددی (۱۱)، مجموعہ مکتوبات حضرت قصوری بنام یارین خاص جامع محمد اقبال مجددی (۱۲)، بیاض نظم و نثر قلمی ملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لاہور (۱۳)، شرح گلستان سعدی ۱۲۲۵ھ قلمی بکھنا مصنف مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی (۱۴)، علیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ذخیرہ خیالی نمبر ۶۲۸ (۱۵)، الفاظ چند خلی مخزنہ ایضاً دیوان حضور خلی بکھنا حضرت قصوری ملوکہ محمد اقبال مجددی (۱۶)، رسالہ علم میراث ۱۲۲۷ھ بکھنا مصنف قلمی ملوکہ صاحبزادہ ارشد حسین شاہ قصور
- ۷ حضرت حافظ شیخ محمد آپ کے علم بزرگ تھے۔ آپ نے ان سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سے سابقاً سبقاً پڑھے تھے (یادداشت مولانا قصوری قلمی ملوکہ محمد اقبال مجددی) :

ہو گئے تو بطلبِ خدا دہلی میں پہنچے اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں نبیت کی بیعت کے وقت شاہ غلام علیؒ نے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امر عظیم نے نمود کیا ہے کہ ایک فاضلِ حمد نے اگر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے اور دونوں ہاتھ ان کے اپنے ہاتھوں کے آسمان کی طرف سُرخ کیا اور کہا کہ الہی جو فیضِ حضرت غوث الاعظمؒ کو آباؤ کے کرام سے ملتا تھا۔ ان کے نصیب کر پھر ان کا ہاتھ ہوا میں کر کے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہم نے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ میں دیا کہ ہر ایک کام دین و دنیا میں تمہارے مدد و معاون رہیں پھر اپنے فرقِ مبارک سے گلاہ اٹھا کر حضرت کے سر پر رکھی اور اجازتِ سلاسل اربعہ یعنی قادریہ چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ عطارانی اور ایک سال تک اپنی خدمت میں رکھ کر تکمیلِ بخشی نسبت آبا کی حضرت غلام علی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملتی ہے۔ ان کے جدِ اعلیٰ حاجی حافظ قادری علی الملک تھے اور وہی قصور کے علما و فضلا و شرفار کے المحاح سے ملک سندھ سے آکر قصور میں سکونت پذیر ہوئے۔ علمِ قرأت میں وہ حضرت سرآمد روزگار تھے اور مجددِ حقیقی حضرت غلام علی الدین کے شیخ غلام مرتضیٰ بھی ظاہری و باطنی علوم میں کیاتھے۔ تمام علم پرینی انہوں نے تعلیم و تلقین میں گزرائی ہزاروں آدمی ان کے ذریعے سے براتبِ قرب الہی پہنچے اور ہزاروں نے علمِ شریعت و طریقت

لے ۱۷۳۴ھ میں آپ کا قیام دہلی خود آپ کی ایک یادداشت نوشتہ درخاتمہ متحد اثنائے عشریہ دقلی غرور کا تاجاز گنج بخش ما دلپندی سے ثابت ہے۔

۱۷۳۵ھ میں حضرت قصوری نے خود حضرت شاہ غلام علیؒ کے چالیس روزہ ملفوظات جمع کیے ہیں۔ اس میں تفصیلات موجود ہیں۔ آپ کا ایک سال تک شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ خود آپ نے ملفوظات چلِ رنہ میں لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے مجھے تین چار ماہ میں باطنی علوم سے نوازا دیا۔

۱۷۳۶ھ میں میراث میں خود اپنا شجر و نسب یہ لکھا ہے "غلام علی الدین بن مصطفیٰ بن الشیخ حافظ المرتضیٰ" یہاں حضرت قصوری کی سند بخاری کا عکس دیا جا رہا ہے۔ پس سند آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی تھی۔ یہ سند خود شاہ عبدالعزیز کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی ہے جس پر شاہ صاحب کی سر بھی ثبت ہے جس میں ۱۱۸۹ھ تحریر ہے۔ جس سے عام قاری بھی اندازہ کرے گا کہ آپ نے ۱۱۸۹ھ میں یہ سند حاصل کی۔ یہ قیاس درست نہیں ہے، بلکہ اس سند پر شاہ صاحب نے پانی مہر ثبت کر دی ہے حضرت قصوری کا سالِ ولادت ۱۲۰۲ھ ہے اور خود حضرت قصوری کا ۱۲۳۷ھ میں دہلی میں موجود ہوا آپ کی یادداشت درخاتمہ متحد اثنائے عشریہ سے ثابت ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

حاصل کیا۔ اخیر عمر میں انہوں نے وطن سے ہجرت کی اور پشاور میں جا کر بہدایت خلق مصروف ہوئے اور سن ایک ہزار دوسو دویس وفات کی۔ یہ حضرت قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرتبہ تھے۔ چاروں طرائق عالیہ میں اجازت کا ارشاد ان کو حاصل تھا۔ حضرت غلام محی الدین کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضیٰ تھا۔ وہ بھی اپنے وقت میں گویا یگانہ زمانہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی و حسن و صورت و سیرت و بذل و اینثار میں طاق و وسر و آفاق تھے۔ ان سب بزرگوں کے مزار قصور میں ہیں اور دائمی کرامت ان کی خاک پاک سے یہ سرزد ہے کہ ان کے مزار کا چوترا ایسے حال میں کہ تابستان کی گرم دھوپ پڑتی ہو۔ چوترا چونکہ ہمیشہ سرور رہتا ہے۔ کبھی گرم نہیں ہوتا۔ ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ ایک ہزار دوسو دو اور وفات سنہ ایک ہزار دوسو ستتر میں واقع ہوئی۔ ارٹھ برس کی عمر پائی۔ ان کی ولادت مادہ ظہور کامل اور وفات مادہ بے نظیر زمان اور عمر شریف مادہ محبوبی سے حاصل ہوئی ہے۔ حضرت کے صاحبزادے شیخ عبدالرشید بھی عالم علم و فاضل فضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت ہادی شریعت

(بقیہ حاشیہ) حضرت شیخ غلام مرتضیٰ قصوری کے مفصل حالات نہیں ملتے۔ آپ نے پنجاب میں مکہ گدی سے تنگ آکر پشاور ہجرت فرمائی۔ آپ احمد شاہ ابدالی کے ہم عصر تھے۔ احمد شاہ ابدالی جب پنجاب میں آیا تو اس نے یہاں کے علماء سے ایک مسئلہ کے بارے دریافت کیا۔ احمد شاہ ابدالی کو جن علماء نے جواب دیا۔ ان میں حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کا نام بھی آتا ہے۔ اسلئے مسائل فقہی مملوکہ جی معین الدین لاہور، آپ پشاور میں فوت ہوئے۔ اور وہاں سے آپ کی نعش قصور لاکر دفن کی گئی۔

لے آپ کے والد کا نام شیخ مرتضیٰ درست نہیں۔ بلکہ جیسا کہ خود آپ نے شیخ مصطفیٰ لکھا ہے (رسالہ علم شریعہ) لے حضرت حافظ شیخ عبدالرسول ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے (غلام محی الدین کنجاہی، مجمع التواریخ خطی مملوکہ عمداً قبل مجیدی، اور وفات ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے جانشین تھے۔ آپ کی زینہ اولاد انہیں بحق صرف دو صاحبزادے تھیں۔ جن کی اولاد اب تک قصور اور پنجاب کے مختلف مقام میں آباد ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۱) محمد منظر مجیدی : مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ مشہ

(۲) محمد صالح کنجاہی : سلسلۃ الاولیاء قلمی مملوکہ پنجاب پروفیسر قریشی احمد گجرات (باقی بر صفحہ آئندہ)

والمرتبة فيها لهم قبل اللزوم عند جميع اصحابنا رحمهم الله تعالى
وكما مما بعد فني بالاجماع وكلامها لا يخالف في ذلك احد
ولا اذا اراد اهل قرية ولا سائر مسلم وانما ارادوا فتر
وعند عدم التقدم مفتوح وانما يعلم تقدم موت احد
من حجة جعلها لهم تامة وما في كل من الموت
وهو الموت وعينه الفتوى وانما يعلم على اللزوم كلام
وعلى سؤاله الصلح والاسلام والحق في كل حال

[illegible]

طاہریت و اتق حقیقت و معرفت میں حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا غما ہو گئے ہیں منعماتِ وقت سے ہے مولف کتاب بھی ان کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے۔
 بھان اٹھ کیے مردِ خدا ہیں جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے۔ اللہ ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ حضرت کا وعظ ایسا پر مذاق و پُر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے اور اخلاقِ حسنہ کی کیا تعریف کی جائے۔ حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے کمال نسبت ہے۔ الغرض اس خانہ تمام آفتاب است۔

قطعہ تاریخ :

مرشدِ دین رہبرِ ہر خاص و عام	آل شہ والا غلام محی الدین
از شربِ معرفت پُر کردہ جام	داد ساقی از دل در دستِ او
بخشش آمد سال تولیدش تمام	چول بُدیا آمد آں مردِ سخی
نیز کہ دستم رقمِ شیخ الکرام	مرشد حق متقی ہم گفتہ ام
ذاتِ حقانی است ہم کے نیک نام	ہست خورشیدِ معلیٰ جلالتش
سال وصل آں فقیدِ نیک نام	فیضِ فقر است و دگر شیخِ رفیع
ہم بخوان ابرِ سخاوت و التلام	کن بیان تاریخِ منظورِ جمال

۹۸۔ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ

فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابوسعید مجددی کے تھے۔ تربیت وکیل شاہ غلام علی

(بقیہ حاشیہ) (۳) غلام محی الدین کجابی : مجمع التواریخ غلطی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۴) محمد حسن علی : حالات و مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، مراد آباد ۱۳۲۲ھ ۱۳۲۳ھ، ص ۴۴

(۵) انوارِ تصویب : شبیر شاہ : انوار محی الدین (شواہخ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری، لاہل پور ۱۹۶۶ء)

(۶) محمد اقبال مجددی : حیات مولانا غلام محی الدین قصوری ۱۹۷۳ء

۱۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ۱۲۱۷ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے۔ تمام مروجہ علوم اپنے زمانے (باقی جعفر آئندہ)

سے پائی۔ بعد وفات شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی میں رہ کر مہدایت خلق مصروف رہے۔ آخر جب شورش فوج انگریزی ۱۸۵۷ء میں ہوا اور تمام شہر تہہ بالا ہو گیا تو حضرت بھی منع عیال و اطفال وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہاں ہی سکونت رکھی اور ایک ہزار دو سو ستتر ہجری میں وہاں ہی فوت ہوئے۔ حضرت کے دو صاحبزادے حافظ عبدالغنی و عبدالغنی باقی رہے جو اب تک وطن واپس تشریف نہیں لائے اور وہاں ہی قیام پذیر ہیں۔

۹۹۔ سید امام علی شاہ سامری الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہ

آخری زمانہ میں یہ بزرگ گویا قطب وقت و چشمہ فیض تھے۔ شجرہ ان کا چھ واسطے کے ساتھ حضرت فیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ سید امام علی مرید و خلیفہ میرزاں (بقیہ حاشیہ ص ۱) کے نامی گرامی اساتذہ سے پڑھے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے منسلک ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کے جنگار میں حرمین الشریفین چلے گئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں انتقال کیا۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے خلق کثیر نے ظاہری و باطنی استفادہ کیا۔ آپ کے صاحبزادوں میں سے حضرت محمد منظر فرست نے مدینہ منورہ میں ایک خانقاہ تیار و منظر بنائی تھی، جو اب تک قائم ہے۔ حضرت شاہ احمد عید کی تصانیف میں سے (۱) مکتوبات بہائم مولانا دوست محمد قدوسی مطبوعہ (۲) اربعہ انوار مطبوعہ (۳) قائم مضابطہ (۴) حق المبین فی ردّ الوابین (۵) سید البیان فی سواد سید الانس والجان المطبوعہ (۶) ذکر شریف (۷) تحقیق مسائل اربعین قلمی ذخیرہ آذر کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب (۸) رسالہ مرقبات و رسالہ طریق تذکرہ حق سبحانہ و رسالہ ملاقات کم نور و ذخیرہ کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب ذخیرہ آذر۔

لاحظہ ہو :

- (۱) محمد منظر بن شاہ احمد سعید : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدہ احوال و مقامات شاہ احمد سعید دہلیؒ
- (۲) معصوم شاہ مجددی : ذکر السعیدین فی سیرت الوالدین مطبوعہ
- (۳) احمد علی شوق : تذکرہ کاطلان رام پور
- (۴) ابوالحسن : مقالات گل محمدیہ، عداس ۱۳۰۷ھ
- (۵) محمد علی : نزہۃ الخواطر ۲۰/۷ - ۲۲

شاہ حسین اور وہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی اور وہ مرید خواجہ حاجی محمد زمان اور وہ مرید خواجہ زکی اور وہ مرید خواجہ عبدالاحد اور وہ مرید شیخ محمد معصوم اور وہ مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانی کے اور سید امام علی نے عہد طفولیت و شباب میں علوم ظاہری و باطنی کے حاصل کرنے میں کمال کوشش کی اور باریافت اپنے سر پر اٹھایا اور بعد وفات میراں شاہ حسین کے مندر شاہ پر متمکن ہو کر قبولِ عظیم حاصل کیا۔ ہزار طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آئے۔ خلیفے ان کے اقالیم دور دراز میں پہنچ کر ہدایتِ غلطی مصروف ہوئے۔ لنگر آپ کا اس قدر جاری ہوا کہ صد ہا مسافر و غریب و محتاج دو وقتہ روٹی حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے۔ حضرت کی ذات بابرکات شغفے بیماریاں و حاجت روائے حاجت مندانِ معنی جو سائل و طالب کسی مطلب کا حضرت کے در دولت پر آیا۔ خالی نہ گیا۔ ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو اربعہ میں اور وفات تیرہویں ماہ شوال سنہ ایک ہزار دو سو بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ موضع رتھ چتر ضلع گورداسپور میں ہے۔ حضرت کی وفات کے بعد سید صادق علی شاہ ان کے فرزند

سید شاہ حسین مدون بر محبوبہ دالا کا سلسلہ نسب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ نے مروجہ علوم کی تحصیل پشاور میں کی تھی۔ حضرت حاجی احمد ساکن قلات سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور پنجاب کو فیض یاب کیا۔ سید شاہ حسین نے ۱۲۲۴ھ میں انتقال کیا۔ خود امام علی شاہ صاحب نے ”مرشدِ مجددی“ سے سال وفات نظم کیا (مرآۃ المحققین ص ۱، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴،

ارجمند مسند ارشاد پرچکن ہوئے جو اپنے والد کی طرح کمال خلیق و خوش خلق و مہمان نواز و صاحبِ دولت و جاہ ہیں۔ حتیٰ سجانہ تعالیٰ نے جامعہ فقر میں ان کو بادشاہت بخشی ہے۔ لاہور میں ایک سناں کی عورت کو سخت آسیب تھا۔ ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والوں سے بے خبر باہر نکل جاتی جیبِ دل میں وہ تلاش کرتے تو کبھی کسی چاہ میں لپکی ہوئی اور کبھی کسی قبر کی مٹاک میں چھپی ہوئی دستیاب ہوتی۔ اکثر اوقات وہ آسیب ان کے گھر کی دیواروں کو گرا دیتا۔ کبھی چھت گھر کی از خود گر پڑتی۔ غرض نہایت سخت حالت میں گرفتار تھی۔ آخر وہ اس عورت کو لے کر سید امام علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب مسکن مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہ گیا۔ عورت ہوش میں آگئی اور آسیب از خود دفع ہو گیا۔ جب وہ سار عورت کو لے کر رہو گیا تو حضرت نے بے دریافت حال اپنا دیکھا کہ اب دشمن تمہارا خد کے حکم سے دفع ہو گیا ہے۔ باطنیان خاطر گھر کو چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے۔ سید صادق علی شاہ کی زیارت سے مولف کتاب بھی مستفید ہوا ہے۔ سہان اللہ کیا کہنا ہے۔ نہایت بزرگ اور باخدا مرد ہیں۔ درود شریف کا ذکر اکثر اوقات ان کی مجلس میں ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات دائمی فرماتے۔ اس سال میں حضرت کا جوان لڑکا فوت ہو گیا۔ حضرت نے کمال صبر کیا اور کسی طرح کی شکایت نہ بان پر نہ لائے۔

۱۰۰۔ شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ خدا پرست عابد اور زاہد لاہور میں سکونت پذیر تھا۔ طریق احمدیہ مجددیہ میں شیخ عبدالکریم مجددی سے اس کو فیض پہنچا اور شیخ عبدالکریم کو خرقہ مبارک شاہ غلام علی دہلوی سے ملا۔ لاہور کے رہنے والے طالبانِ خدا اکثر ان کی خدمت میں جا کر فائدہ حاصل کرتے تھے اور وہ تمام عمر چروانہ

لے نور احمد چشتی نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنا رائی مکان فروخت کر کے اپنا مقبرہ بنوایا تھا (ص ۳۳)

سید محمد لطیف نے آپ کا سال وصال ۱۸۶۶ء / ۱۲۸۳ھ لکھا ہے ۱۵۸

لاحظہ ہو

(۱) کنیا لال : تاریخ لاہور ۱۸۸۳ء ص ۶۶ (۲) محمد لطیف : لاہور ۱۵۸

(۳) نور احمد چشتی : تحقیقات چشتی ۳۸۳

گوشہ سجادت و ریاضت میں گوشہ نشین رہے۔ آخر سال ایک ہزار دوسو اسی ہجری میں فوت ہوئے اور متصل مقبرہ جموں شاہ کے مدفون ہوا اور روضہ منورہ ان کا نیا رنگاہ ظن المشرع ہے۔

چوتھا چمن

خاندان سہروردیہ کے مشائخ کے تذکرہ وغیرہ میں

واضح ہو کہ آغلزاس سلسلہ عالیہ کا حضرت تیدا الطائفہ جنید بغدادی سے ہے جن سے فیض حضرت محمد اویلو دنیوری نے پایا، اُن سے شیخ ردیم نے اُن سے شیخ علی رودیاری نے اُن سے شیخ احمد اسود دنیوری نے اُن سے شیخ ابو عبد اللہ خفیف نے اُن سے شیخ ابوالقاسم گوگانی نے اُن سے شیخ ابوبکر ناسخ نے، اُن سے شیخ احمد غزالی بادر امام محمد غزالی نے، ان سے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی نے اُن سے شیخ وجیہ الدین سہروردی نے، ان سے شیخ شہاب الدین سہروردی نے فیض پایا۔ اُن سے شیخ بہار الدین زکریا ملتانی نے جن کا ذکر لکھا جاتا ہے۔

۱۰۱۔ شیخ الشیوخ بہار الدین زکریا قریشی ملتانی قدس سرہ

علمائے مشائخ خاندان سہروردیہ و کبرائے اولیائے ولایت ہند سے ہے صاحب کرامات

ملہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی ۵۶۶ھ / ۱۱۷۱ء میں کوٹ کدوڑ (مٹان میں پیدا ہوئے) نور احمد

فریدی، تذکرہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی مشہور بحوالہ سید جلال بخاری،

حضرت ملتانی کی تصانیف میں سے ایک کتاب الادراود موجود ہے، اس کی شرح مولانا علی بن احمد غوری

مرید حضرت شاہ رکن عالم ملتانی نے کی تھی۔ اس کا ایک خطی نسخہ مکتوبہ درمہر قدس سال ۱۲۵۴ھ (باقی برصغیر آئندہ)

البقیہ حاشیہ ص ۷) بخط شمس الدین احمد بن مولانا صدر الدین راقم محقق اقبال مجددی کے کتب خانہ کی زینت ہے اس
اس قدیم نسخہ سے بھی ڈاکٹر مولوی محمد شفیع لکھ اس شبہ کی تردید ہوتی ہے کہ یہ اولاد شیخ شہاب الدین ہرزی
کے ہیں اور شارح نے صاف طور پر بہار الحق والشرع والدین لکھا ہے اور کسی قاری نے شکل الفاظ کے معنی الفاظ
کے نیچے ہی لکھ دیے ہیں۔ پیش نظر نسخہ میں ”بہار“ کے نیچے ”قائد“ لکھا ہوا ہے حضرت کے ملفوظات میں سے
خلاصۃ العارفین اور ایک غیر معروف غیر مطبوعہ نسخہ ملفوظات، مجددی مولوی محمد شمس الدین مرحوم کے کتب خانہ
میں موجود تھا۔ ملک لطیف مرحوم نے رسالہ صحیفہ لاہور ۱۹۷۰ء میں شائع کر دیا تھا۔ اب یہ نسخہ
بھی ملک صاحب کے کتب خانہ میں ہے۔ حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانیؒ نے ۶۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ سال
وفات میں اختلاف ہے۔ لطائف اشرفی ۶۶۶ھ، اخبار الاخیار ۶۶۱ھ، گلزار ابرار ۶۶۶ھ،
لیکن ان میں ہمارے نزدیک صحیح ۶۶۱ھ ہے۔

حضرت کے سلطان شمس الدین التمش کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ سلطان قباچ کے مقابلہ میں آپ
نے التمش کی حمایت کی تھی اور التمش کی درخواست پر شیخ الاسلام کا عمدہ بھی قبول کر لیا تھا۔
خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۱۱۶، ر، ک۔
(۱) خلاصۃ العارفین : اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۹۰۹ء

(۲) ملفوظات حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ قلمی مملوکہ مجددی شمس الدین مرحوم لاہور
(۳) علی بن احمد الغوری : کنز العباد فی شرح الادوار قلمی مکتوبہ در سمرقند ۸۵۷ھ مملوکہ محمد اقبال مجتبیٰ لاہور
(۴) شرف الدین قریشی : جامع الکلمات اردو ترجمہ از سید فرزند علی بہاول پور ۱۹۱۵ء
(۵) عبدالقادر مٹھووی : حلیۃ الاولیاء ۱۰۱۴ھ مرتبہ سید حام الدین راشدی سندھی ادبی بورڈ
حیدرآباد سندھ ۱۹۶۷ء ص ۱۹

(۶) داراشکوہ : سفینۃ الاولیاء ص ۱۱، ۱۱۵، (۷) جمالی دہلوی : سیر العارفین ص ۱۶، ص ۴۴
(۸) نظام الدین دہلوی خواجہ حضرت ۲، فوائد الفواد جامع خواجہ حسن سبحانی
(۹) عبدالحی دہلوی : اخبار الاخیار ص ۲۱، ص ۲۵

(۱۰) اشرف جہانگیر سنائی ۲ : لطائف اشرفی جامع نظام غریب جلد اول ص ۳۸۳، ۳۸۴

(۱۱) نور احمد فریدی : تذکرہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ مطبوعہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

ظاہر و مقامات باہر تھے۔ پہلے ان کے جدِ بزرگوار کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خواندہ میں آئے۔ وہاں سے طمان میں آکر قیام کیا۔ ان کے گھر میں شیخ وجہ الدین پیدا ہوئے۔ جن کو خداوندِ حقیقی نے کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ کیا۔ وجہ الدین کی شادی مولانا حام الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کروڑ میں سکونت پذیر تھے۔ حضرت شیخ بہا الدین مولانا وجہ الدین کے گھر پانچ سواٹھتر سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے بھرا میں جا کر علم صرف و نحو و حدیث و تفسیر حاصل کیا پھر حرمین الشریفین کا سفر کیا اور پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سے علما و فضلاء و مشائخ سے فیض پایا۔ پھر بیت المقدس میں پہنچے۔ وہاں سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسمحارہ روز کے صومعہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور طمان کو مامور ہوئے۔ طمان میں آکر شاہان وقت اور خاص و عام حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے اور دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی۔ ہزاروں خادم حضرت کی بانگاؤں فلک پانچگاہ پر حاضر رہتے۔ سینکڑوں کلمات و خواص حضرت کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئیں۔ جن کی تشریح کتب اخبار میں درج ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت فرید پاک پٹنی طمان میں خواجہ بہا الدین کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر مجاہدہ و ریاضت میں کہاں تک رسائی پیدا کی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ایں قدر کہ ان کر سیوں کو جس پر ہم اور تم بیٹھے ہیں۔ اگر میں کہوں تو ابھی ہوا میں پرواز کر جائیں۔ اتنی بات حضرت کی زبان سے نکلی ہی تھی کہ دونوں کر سیاں زمین سے اٹھ کر ہوا کو پرواز کرنے لگیں۔ حضرت نے کر سیوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ گفت گو بسبیل تذکرہ تھی نہ بسبیل ارشاد، تم اسی جگہ پر قائم رہو۔ لاکھوں آدمی حضرت سے مستفید طریقہ سہروردیہ ہوئے۔ آخر حضرت نے سال چھ سو چھیاسٹھ میں دنیا سے ہاتھ پیر سے سفر کیا اور طمان میں مدفون ہوئے۔

(البقیہ حاشیہ) (۱۱۲) شمیم زیدی، احوال و آثار حضرت بہا الدین نکرہ المانیہ و تصنیف خلاصۃ العارفين مطبوعہ راولپنڈی۔

(۱۱۳) محمد اشرف ٹھٹھوی مخدوم، بیاض علی مخدوم کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان راولپنڈی۔

قطعہ تاریخ

بادشاہ دین بہاء الدین دلی پیر ذنب ناموسی دورِ زمان
عشق حق تولید او سحریر کن عاشق صادق بگو تر حیل آن
شمع نور آمد وصال پاک او نیز فتح دین بہاء الدین بخوان

۱۰۲۔ شیخ صد الدین عارف خلف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ
یہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدر بزرگوار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے تھے بعد وفات

۱۔ حضرت شیخ صد الدین عارف کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ حضرت اشرف جہانگیر سنائی ۳۰۴
کی ولادت ۳۰۴ھ اور وفات ۳۴۴ھ بتاتے ہیں (لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۸۴) غوثی نے ۳۰۹ھ لکھا ہے
(ادکار ابرار ص ۱۵۸) بشائر صد الدین عارف ۲ فرشتہ نے ۳۰۴ھ (تاریخ فرشتہ ص ۱۱۱) لیکن خانلاریکا ریڈ میں
۳۰۹ھ ہی درج ہوا ہے جس سے غوثی کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت شیخ صد الدین عارف اپنے والد بزرگ کی طرح ارشاد و تلقین کے ساتھ درس و تدریس
کاشغل بھی فرماتے تھے۔ بعقل حضرت مخدوم جانیان ۲: "شیخ العارف ہر مبتدی و منہی کو بلا کسی امتیاز کے تعلیم
دیتے تھے۔ تعریف جہدلی آپ کی تصنیف ہے (المد المنظوم ۲۸) آپ کے محفوظات کنوز الفوائد کے
نہم سے شیخ فیاض الدین نے جمع کیے تھے و اقتباسات مشہور اخبار الاخبار ۵۹-۶۱ میرٹھ ۱۲۷۷ھ
دک۔

۱۱۔ اشرف جہانگیر سنائی شیخ ۳۰۴، لطائف اشرفی جامع نظام غریب یعنی جلد اول ص ۳۸۴

۱۲۔ جہدلی دہلوی ۲، اخبار الاخبار ۵۹-۶۱ (۲) جمالی دہلوی، سیر العارفین ۹۷، ۱۱۴

۱۳۔ غوثی ہندوی، ادکار ابرار، ترجمہ گلزار ابرار ص ۱۵۸، منہ

۱۴۔ فرشتہ : تاریخ فرشتہ لوکشور ۱۱

۱۵۔ جہدلی نوٹنگلی قصوری، معارج الہدایت قلمی مدق ۲۸۳ ب

۱۶۔ عبدالقادر شمشوی، حلیۃ الاولیاء ۲۱-۲۴

۱۷۔ ندامت خواں فریدی، تذکرہ حضرت صد الدین عارف ملتانی ۱۹۵۸ء

اپنے باپ کے مندر شاو پر بیٹھے اور ہزاروں طالبانِ خدا کو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ چونکہ شیخ بہاء الدین
 زکریا ملتانی کے سات بیٹے تھے۔ ایک شیخ صدر الدین عارف دوسرے شیخ برہان الدین تیسرے شیخ
 ضیاء الدین چوتھے شیخ علامہ الدین پانچویں شیخ شہاب الدین چھٹے شیخ قدعہ الدین ساتویں شیخ
 شمس الدین، ان ساتوں نے بعد وفات باپ کے باپ کا ترکہ نقد و جنس آپس میں بکھیر مٹا
 تقسیم کیا تو شیخ صدر الدین عارف کے حصہ میں ستر لاکھ تنگہ سرخ نقد سوائے اور اسباب پوشیدنی
 و زیور وغیرہ کے آیا۔ شیخ نے اسی روز وہ تمام نقد و جنس خدا کے واسطے غریبار و مساکین کو دے ڈالا
 ایک خر مہرہ اس میں سے نہ لیا اس بات سے اکثر لوگ جو ان کے دلی غیر خواہتھے۔ شیخ کو طاعت کرنے
 لگے کہ اس قدر دولت بنے انتہا کو جو تم نے ایک روز میں برباد کر دیا ہے۔ اچھا نہیں کیا یہ بات سن کر
 حضرت ہنسے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خزانے جمع کیے اور خدا کے نام پر بھی دیا۔ وہ دنیا
 پر غالب تھے اس قدر دولت کے جمع ہونے نے ان کو کبھی خدا سے غافل نہ کیا اور میں ابھی اس
 رتبہ کو نہیں پہنچا۔ ڈر آہوں کہ یہ دنیا مجھ کو خدا سے غافل نہ کر دے۔ وفات شیخ صدر الدین کی تیسویں
 ذی الحجہ ۸۷۷ھ چھ سو چالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوارِ ملتان میں ہے۔

۱۰۳۔ سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر شیخ بخاری اوچی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ سید محمد النسب جامع سیادت و
 نجابت و زہد و ریاضت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے اور ہندوستانِ جنت نشان
 میں تمام سادات و مشائخ و امار و سلاطین بسبب محبت حسب و نسب ان کے ان سے بالادب
 پیش آتے۔ شجرہ آبائی ان کا چند واسطہ درمیانی کے بعد حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ
 اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاری بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن
 سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد تقی اور سید
 علی اصغر ساتواں جد حضرت کا دو صاحبزادہ سید عبداللہ و سید اسماعیل رکھتا تھا اور سید عبداللہ کی
 اولاد سے خاندانِ سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندانِ سادات مہاکھری ظاہر ہوا۔
 اور صاحبِ منظر علما لکھتا ہے کہ سید جلال میر سرخ بخاری مادر زاد ولی تھے۔ ایک روز ان کے گھن کی

عمر میں لوگوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ناگاہ گذر آپ کا شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا جہاں کسی میت کا جنازہ رکھ کے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیسا مجمع ہے لوگوں نے کہا اس مردہ کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ کہا کہ نماز پڑھ کر مچھ کیا کر دو گے۔ کہا کہ اس کو زمین میں دفن کر دیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت جلال جلال میں آگئے اور لغو ایشیا گبر بار کے مردہ کے منہ سے پردہ اٹھایا اور فرمایا۔ قُم بِاِذْنِ اللّٰهِ مَرْدَهٗ فِی الْقُبُورِ حِیْ اَٹھا اور چالیس برس تک زندہ رہا اور روایات صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے۔ اقل سید علی دوم سید جعفر جو بخارا کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ ان دونوں نے اپنے نانا کے پاس پڑش پائی اور ان میں سے سید جعفر بخارا میں سکونت پذیر رہا۔ پھر ہند کو نہ آیا۔ تیسرے سید احمد کبیر بی بی فاطمہ سید بدرالدین جھاکھری کی لڑکی کے بطن سے چھارم سید صدرالدین محمد غوث نجم سید بہاؤ الدین احمد الشہر محمد معصوم بی بی طہر سیدہ کے بطن سے تھا۔ یہ پانچویں فرزند حضرت کے پنج نبائے اسلام کی طرح صاحب مقامات عالیہ تھے۔ ولادت باسعادت حضرت کی سنہ پانچ سو پچانوے اور وفات انیسویں جمادی الاول سنہ چھ سو نوے میں واقع ہوئی اور مزار اوج میں ہے۔

قطعہ تاریخ :

چورفت از جہاں در بہشت بریں جلال ولی صاحب حال وقال
بتاریخ اومیسرہ دولت بگو در قبال اہل جنت حب جلال

۱۰۴۔ شیخ احمد معشوق الہی قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ صدرالدین عارف کے خلفاء میں سے صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھا۔ اس کا باپ میر قندھاری شہر قندھار میں دکان سوداگری کرتا۔ چونکہ یہ شخص دائم الخمر و مسکون تھا۔ اس نے اپنے پاس سے کچھ مایہ دے کر نکال دیا اور کہا کہ کسی شہر میں جا کر دکان علیحدہ کر اور اپنے گزارہ کے لیے تجارت کا سامان بنا۔ چنانچہ یہ قندھار سے نکل کر ملتان میں آیا اور دکان تجارت کی جاری کی۔ ایک روز حضرت شیخ صدرالدین سوار چلے جاتے تھے۔ راہ میں جاتے ہوئے نظر فیض اثر شیخ احمد پر جا پڑی۔ جب خانقاہ میں پہنچے۔ اس کو خدمت میں بلایا اور پہلے

شریت میں سے پس ماندہ شربت اس کو عطا کیا۔ شربت کو پیتے ہی ناسوت و ملکوت اس پر نکلنے لگے۔ فی الفور بصدق باطن مرید ہوا۔ دکان کا سامان اسی وقت غریب و فقرا میں تقسیم کر دیا اور سوئے ایک تہ بند کے کچھ باقی نہ رکھا۔ سات برس تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل پائی اور مخاطب بخطاب شیخ احمد معشوق الہی ہوا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کے اس درجہ تک پہنچ گئے تھے کہ دنیا و اہل دنیا سے محض بے خبر تھا اور مدہوشی اس قدر تھی کہ نماز پنجگانہ بھی ادا نہیں ہو سکتی تھی۔ علمائے وقت نے ترک نماز کے سبب سے اس سے ناراض ہو کر اس پر فتویٰ لکھا کہ یہ واجب التقریر ہے۔ مواخذے کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھ سکتا اگر تم کو تو پڑھتا ہوں، مگر میں اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں گا۔ علمائے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تم کو یہ سورۃ ضرور پڑھنی ہوگی۔ کہا اچھا اور ساری سورۃ پڑھوں گا۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہیں پڑھوں گا۔ علمائے فرمایا کہ سوائے اس آیت کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہیں۔ پس وضو کرنا شروع کیا تو بہت مشکیزے پانی کے صرف ہو گئے، مگر شیخ کے لا محول پر پانی رواں نہ ہوا۔ جو پانی ہاتھ پر پڑتا فوراً خشک ہو جاتا۔ علمائے شیخ کو پانی میں غوطہ دے دیا غوطہ کے وقت دریا کا پانی ایسا اُبلّا جس طرح دیگ و دیگدان پر اُبلتی ہے جب وضو ہو چکا اور شیخ نماز پر کھڑے ہوئے اور ایاک نعبد و ایاک نستعین زبان سے نکلا تو تمام جسم چھٹ گیا اور بال بال سے خوں جاری ہو کر کپڑے تر ہو گئے۔ فی الفور نماز توڑ دی اور کہا کہ اے بھائیو! اب تو میں حائض عورت ہو گیا ہوں اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے۔ یہ حالت دیکھ کر علمائے ان کو معذور سمجھ کر معاف رکھا۔ وفات ان کی سال سات سو تیس میں ہوئی اور مزار پر انوار ملتان میں ہے۔

۱۰۵۔ شیخ رکن الدین ابو الفتح بن شیخ صد الدین عارف بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ

یہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے، صاحب کشف و کرامات جامع علوم لے حضرت شاہ رکن عالم ملتانی بقول حضرت اشرف جہانگیر سنائی ۶ بروز جمعہ ۶۷۵ھ کو پیدا ہوئے۔ ۷۷۵ھ میں انتقال کیا۔ فرماتے ہیں: ولادت یوم الحمد من سنۃ سبع واربعین وستمائۃ (باقی برصفا آئندہ)

البتہ حاشیہ : دوکان مدت حیاتہ ثمان شمانین سنہ واقام فی سجادہ جیدہ بعد اسیرائین و خمسین سنہ ثم
 ارتحل الی دارالاول فی لیلۃ الجمعۃ - التاسع من جمادی الاول سنہ خمس و ثلثین و سبع مائۃ "لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۸"
 آپ حضرت شیخ محمد الدین بن حضرت بہار الدین زکریاؒ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کو اپنے زمانے میں
 بڑا عروج حاصل ہوا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کا بڑا معتقد تھا۔ حضرت اس کی زندگی میں دہلی بھی گئے۔ ...
 (جمالی : سیر العارفین حصہ دوم ص ۳۱) سلطان نے نذر پیش کی۔ ملتان میں کشلو خاں نے بغاوت کی اور محمد تغلق
 نے اسے شکست دے کر ملتان میں غول کی نمایاں جہانے کا حکم دیا تو حضرت شاہ رکن عالم سنگے پائل بادشاہ
 کے پاس سفارش کے لیے گئے (عصامی : فتوح السلاطین ص ۴۳) آپ کی تعلیمات آپ کے بزرگ خلفاء کی
 تصانیف فاضل صوفیہ از فضل اللہ بن الیوبؒ، مجمع الاخبار اور کتر العباد فی شرح الادوار حضرت بہار الدین زکریاؒ
 قلمی ملوک محمد اقبال مجددیؒ، آپ کے ملفوظات کا ایک خطی نسخہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب گجرات کے
 کتب خانہ میں ہے۔ آپ کے نامور خلفاء میں سے مولانا ظہیر الدین، سلطان حمید الدین حکم، شیخ غفر الدین عراقی،
 مخدوم جانیان جہاں گشت بخاری، شیخ سہیل الدین دہلوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

(۱) بنی : تاریخ فیروز شاہی اردو ترجمہ و تکرار حسین الحق ص ۳۴، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۱۹، ۵۴۲، ۵۸۲، ۵۸۵، ۵۸۶

(۲) ملفوظات شاہ رکن عالم ملتان : خطی ملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب گجرات

(۳) اشرف جہانگیر سمنانی : لطائف اشرفی جلد اول ص ۳۸

(۴) جمالی : سیر العارفین حصہ دوم ص ۳۱ (۵) عصامی : فتوح السلاطین، مدرس ۱۹۴۸ء ص ۴۳

(۶) میر مبارک خرد : سیر الاولیاء ص ۱۲

(۷) جمال الدین ابوبکر : تذکرہ قطب پیر تہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء

(۸) عبدالحق دہلوی : اخبار الانبیاء ص ۷۱، ۷۲

(۹) غوثی مندوی : اذکار ابرار ص ۵۵، ۵۶

(۱۰) شرفی : تذکرہ حمیدیہ ترجمہ نامی لاہور ۱۹۵۶ء

(۱۱) عبدالعادر ٹھٹھوی : حدیقۃ الاولیاء ص ۱۶۶ مرتبہ راشد ص ۲۵، ۳۲

(۱۲) نور محمد خان فریدی : تذکرہ شاہ رکن عالم ملتان ص ۱۶۶

(۱۳) خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۲۶۹، ۲۷۰

ظاہری و باطنی مظہر انوارِ شریعت و طرقت تھے۔ حضرت کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے وقت میں رابعہ وقت تھیں۔ ان کے ایامِ حمل میں جب بی بی راستی شیخ بہار الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ تعلیم کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ ہو کر باعثِ تعظیم بخلافِ عادت بزرگان دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تعظیم تیرے واسطے نہیں بلکہ اس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطنِ عفت میں ہے کہ وہ ایک آفتابِ اوجِ ولایت و ماہتابِ برجِ شرافت ہوگا۔ بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ رکن الدین مسندِ ارشاد پر بیٹھے تو ہزاروں طالبانِ خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہنچے اور حضرت کو دولتِ ظاہری و باطنی نصیب ہوئی۔ سلاطین وقت حضرت کی خدمت کو اپنا فخر جانتے تھے۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت بعمرِ نحو سال اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے۔ وہاں ایک ہرنی کو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار اس کے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے۔ حضرت کو اس بچہ کی صورت پسند آئی اور باپ سے عرض کی کہ ایسا بچہ ہم کو منگوادو چونکہ ہرنی اور بچہ دونوں چلے گئے تھے حضرت نے فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا ہے۔ اب نہیں آسکتا۔ شیخ بہ تقاضائے عمر رونے لگے۔ ان کو رونا دیکھ کر والد متوجہ ہوئے۔ فی الفور ہرنی مع بچہ جنگل سے نکل کر رو بہِ واکھڑی ہوئی۔ شیخ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ہرنی کو امیج بچہ اپنے گھر لے آئے۔ اسی طرح حضرت کے خوارق کتابوں میں بہت لکھے ہیں۔ دنیا اور دین کا حاجت مند جو ان کی خدمت میں آنا خالی نہ جاتا۔ اس لیے لوگ ان کو قبلہ حاجات کہتے تھے۔ تمام عمر حضرت کی ہدایت و ارشاد میں گزری یا آخر جب حضرت کے فوت کے دن قریب پہنچے تو تین ماہ اولِ حجہ میں شبِ دروزِ خدا کی عبادت میں خلوت گزیر رہتے۔ سوائے اداۓ نماز پنجگانہ فریضہ کے باہر نہ آتے۔ آخر سو لھویں ماہِ حجہ ۷۲۵ھ سات سو پینتیس بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین کو حضرت نے رو بہِ ولایا اور حکم دیا کہ سامانِ تجنیز و تکفین مہیا کرے۔ پھر نمازِ مغرب میں امام ہو کر نماز پڑھائی اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدہ میں جانِ عزیزِ خداوند جانِ آفریں کو سونپ دی۔ حضرت لاؤلد تھے۔ ان کی وفات کے بعد محمد اسماعیل ان کے بھائی کی اولاد سجادہ نشین ہوئی۔ روضہ منورہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

اور منظر جلال میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدنیہ منورہ تشریف لے گئے تو شرفائے مدینہ نے ان کی زیارت کی شد طلب کی حضرت روضہ رسولؐ پر گئے اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہؐ دینی وجدی۔ اندوسے آواز بلند آواز ہوئی کہ علیک السلام یا دلہی یا قرۃ عینی۔ یہ کرامت دیکھ کر حضرت کی زیارت کے سب قائل ہوئے اور بزرگی آپ کی سب پر ثابت ہو گئی۔ ولادت حضرت کی چارم شعبان المعظم شب شنبہ نہایت سوسات اور وفات دہم ماہ ذی الحجہ روز عید الفطر سنہ ۱۰۸۰ میں وقوع میں آئی اور روضہ بمقام امچ زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۰۸۔ سید صد الدین المعروف بشار بن سید احمد کنیرامی اوجی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے بھائی تھے۔ غزوہ خلافت انہوں نے لے منظر جلال کا محل نسخہ مخدوم نور شاہ سجادہ نشین امچ بھاری کے پاس ہے۔ عمالیق قادری، مخدوم جہانیاں ۳۴۲ رک

۱، اشرف جاگیر سنانی، مطالعہ اشرفی دہلی ۱۲۹۹ء (۲) عمالیق دہلوی، اخبار الاخبار

(۳) ملا والدین علی حسین، خالد والنظوم ترجمہ لغزۃ المخدوم دہلی ۱۳۰۹ء

(۴) شرافت، تذکرہ حمیدیہ مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۹ء

(۵) عبد الاحد میر بلگرامی، سیح سابل، کانپور ۱۲۹۹ء ص ۷۳، ص ۷۴

(۶) تاج الدین احمد بنی، سراج الہدیہ قلمی ملوکہ مراقبہ سال مجددی لاہور

(۷) جمالی دہلوی، سیر السالکین، سخاوت ہرنواز، تذکرہ مخدوم جہانیاں دکن ۱۹۶۲ء

(۸) عمالیق قادری، مخدوم جہانیاں جہان گشت کراچی ۱۹۶۳ء

۱۰ حضرت راجو قتال کی ولادت ۲۰ شعبان ۷۹۰ھ/۱۳۵۹ء میں ہوئی۔ حضرت مخدوم کے لقب

راجو قتال کے بارے میں مناقب الولاہیت میں تحریر ہے کہ یہ لفظ راجن کتا ہے۔ قتال نہیں۔ یہ سریانی زبان

کا لفظ ہے جس کے معنی ہنگ اور راجن کے معنی تہیت ناک ہیں۔ لیکن دوسرے تذکروں میں ان کے لقب

کی وجہ رعب و جلال بتائی گئی ہے اور اسی طرح آپ معروف ہوئے۔

حضرت راجو قتال کے فیروز شاہ تغلق سے اچھے تعلقات تھے۔ آپ اس کے لشکر (باقی برصغور آئندہ)

اپنے باپ اور بھائی دونوں سے پایا۔ یہ ایک بزرگ تھے جامع علوم ظاہری و باطنی و عشق و محبت و تجرید و تفرید و شریعت و طریقت و دنیا و اہل دنیا سے حضرت کو کمال نفرت تھی۔ مخدوم جہانیاں ان کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خالق حقیقی نے ہم کو خلقت کے ساتھ مشغول کیا ہے اور صدالبدین کو اپنی ذات کے عشق میں مستغرق کر رکھا ہے۔ ان کے خوارق جو کتابوں میں تحریر ہیں بیشمار ہیں مگر لاکھوں میں سے ایک لکھے جاتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں بحرِ مرضِ موت بیمار ہوئے نواہلون نام ہندو عامل شاہی جو اوج میں قیام پذیر تھا۔ حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر کی کہ خدا وحدہ لا شریک نے جس طرح حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم المرسل پیدا کیا۔ اسی طرح آپ کی ذات خاتم الاولیاء تھی۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میں نبوت ختم ہو گئی تھی اور آپ کی وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چونکہ اس تقریر سے اقرار توحید الہی و رسالت نبوی ثابت ہوتا تھا۔ حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ تم نے اس کا اقرار کیا۔ اب یہ مسلمان ہو چکا ہے۔ اگر پھر مرتد ہو گیا تو واجب القتل ہے۔ حضرت قتال نے فرمایا کہ اے نواہلون اب تو احکامِ مسلمانی بجالا۔ ورنہ قتل ہو گا۔ چونکہ اس کو مسلمان ہونا منظور نہ تھا، بہت ڈرا اور اسی رات کو پوشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا۔ فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اس کو اسلام پر ہدایت کی، مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ بعد چند روز کے جب مخدوم جہانیاں فوت ہو گئے تو بعد فراخ تجمیز و تکفین حضرت راجن قتال اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دہلی روانہ ہوئے

(البقیہ حاشیہ میں بھی رہے۔ بادشاہ نے آپ کو ایک گاؤں اور دو ہزار تین لکھ نقد پیش کیے (المدخل المنظم ص ۱۷۸)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) حامد گنج بخش : مناقب الولايت (در حالات شیخ راجو قتال) جو شیخ راجو قتال کی وفات کے فوراً بعد تالیف ہوئی، قلمی مملوک علیفہ الدوادخاں صاحب ادب -

(۲) جلال احمد بگلہاری : بیعہ سنابل کا نمبر ۱۲۹۹ء ص ۳۷ (۳) جمالی دہلوی : سیر العارفین

(۴) عبداللہ غوثی گنگو قسوری : معارج الولايت ورق ۵۰۵ - ۷

(۵) محمد ایوب قادری : مخدوم جہانیاں جہان گشت سناری ص ۲۳۷، ۲۳۸

(۶) خلیق احمد نظامی : سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۴۷

اور بادشاہ کو خبر پہنچی۔ پس حسب قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ تین میل استقبال کو آتا تھا بادشاہ سوار ہوا، مگر چاہتا تھا کہ کسی طرح بہ حجت شرعی نواہون قتل سے بچ جائے۔ اس خیال پر علما و فضلاء کو جمع کیا۔ ان میں ایک فاضل محمد نام قاضی عبدالمقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا۔ اس نے یہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے پوچھے کہ آپ نواہون کافر کے مقدمے کے تصفیے کے لیے آئے ہیں۔ اگر وہ اس میں ہاں کہہ دیں گے تو ہم بہ حجت شرعی ان پر غالب آجائیں گے کہ آپ بھی ابھی اس کے کافر ہونے پر ہاں کہہ چکے ہیں۔ پھر اس کو مسلمان کیونکر بناتے ہیں۔ یہ تجویز قرار پا کر بادشاہ سوار ہوا اور عند الملاقات وہی تقریر کی۔ حضرت نے جواب دیا کہ نہیں ہم نواہون مسلمان کے مقدمہ کے لیے آئے ہیں اور اس کا اسلام از روئے گواہان معتبر ثابت ہے جو ہمارے ہمراہ ہیں۔ قاضی زادہ بولا کہ حضرت اسلام کے قبول کے واسطے اخلاص دل ضرور ہے ایک سرسری بات پر آپ کیونکہ حکم اسلام کا نواہون کی نسبت دیتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت جلال میں آگئے اور فرمایا کہ تیری تقریر سے ہم کو دیانت کی بو نہیں آتی اور تیری اجل کا وقت اگر نزدیک نہ ہوتا تو ہم تجھ سے تقریر کرتے۔ یہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پہلو شروع ہوا اور مرغ نیم بسمل کی طرح زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ نے فی الفور اس کو اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور خود حضرت کو ساتھ لے کر شہر میں آیا۔ اتنے میں قاضی عبدالمقتدر علما و فضلاء کے ساتھ اپنی عفو و تقصیر کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کمال زاری کی کہ کسی طرح اس کا بیٹا بچ جائے، مگر حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دنیا سے سفر کر گیا ہے۔ جاؤ تم اس کی تجنیز و تکفین کی فکر کرو، مگر سچی جل جلالہ اس کا عوض تم کو اس سے اچھا دے گا کہ عورت اس کی حاملہ ہے۔ اس کے پیٹ سے جو بچہ ہوگا۔ وہ عالم و خالق ولی ہوگا۔ یہ تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ قاضی کے گھر سے آدمی دوڑا آیا اور خبر دی کہ وہ مگر گیا ہے۔ قاضی ناامید گھر کو چلا گیا اور معلوم کیا تو اس کی عورت کو دو ماہ کا دل تھا۔ پھر نواہون کو بلایا اور بادشاہ نے قبول اسلام کے لیے بہت کچھ کہا، مگر اس نے نہ مانا اور گر دن مارا گیا۔ وفات حضرت کی بقول صاحب معارج الولاہیت بتاریخ سولہویں جمادی الآخر سن آٹھ سو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار اوج میں ہے۔

۱۰۹۔ سید ناصر الدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری اوجی قدس سرہ
 اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیاں صاحب سجادہ سید صدر الدین راجن قتال تھے، مگر یہ بزرگ
 بھی اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت و ارشاد میں مصروف تھے۔ لاکھوں طالبانِ خدا ان کی
 دستگیری سے مقامِ قرب تک پہنچے۔ چونکہ یہ حضرت صاحبِ اولاد کثیر تھے۔ اس لیے لوگ ان کو
 زناصر الدین کہتے تھے اور تعداد ان کے لاکھوں کی کہ نہ کہ ایک سو تک پہنچ گئی تھی اور تمام اولاد میں
 سے جنہوں نے عمر و لذت پائی، انکس لڑکے اور دولڑکیاں تھیں۔ وفات حضرت کی سبب آٹھ سو سینتالیس
 میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار اوج میں زیارت گاہ خلقِ اللہ ہے۔

۱۱۰۔ شیخ عبد الجلیل المعروف بقطب العالم چوہدری عارفی قریشی عارفی بخاری لاہوری قدس سرہ

شجرۂ نسب اس بزرگ کا چار واسلوں کے ساتھ شیخ حمید الدین ابوالحاکم بادشاہ کچ مقرران کے
 ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح کہ شیخ عبد الجلیل بن ابوالفتح بن عبدالعزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن
 سلطان التارکین حمید الدین ابوالحاکم قدس سرہم العزیز۔ اس بزرگ نے اقل بعیت اپنے والد بزرگوار
 کی خدمت میں کی اور خرقہ، خلافت پایا۔ پھر دور دراز ملکوں کی سیر کی اور صد بزرگوں سے فیض
 حاصل کیا۔ آخر لاہور میں اگر سکونت اختیار کی اور ہدایت و ارشاد میں مصروف ہوئے۔ پنجاب کے
 رہنے والوں نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا۔ شیخ ابابکر صاحب تذکرہ جلیلہ نے حضرت کے
 ملہ چوہدری کے معنی ہندی زبان میں شکار کو تدبیر سے قابو میں لانے کے ہیں۔ چونکہ حضرت نے اپنے نفس کو مجاہد و ضیعت
 سے خدا کی بندگی کے لیے لم کر لیا تھا، اس لیے چوہدری بندگی کے لقب سے لقب ہوئے۔ (نامی، تاریخ جلیلہ ۱۱۴)

ملہ حضرت شیخ عبد الجلیل چوہدری بندگی ۸۸۰ھ / ۱۴۷۵ء کے حدود میں تشریف لائے (الغیاۃ ۱۵۰)

ملہ شیخ جمال الدین ابوبکر بن ابوالفتح، شیخ عبد الجلیل کے حقیقی بھائی تھے۔ بکرم خد اگرہ کو اپنا مسکن بنا کر تبلیغ و
 ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ شیر شاہ سوری کے عہد میں ۱۵۴۵ء میں انتقال کیا۔ مزار جوگی پور اگرہ میں ہے۔
 (غوثی مندوی، اذکار بار بار ترجمہ گلابا بار بار ۱۲)، وصالیہ امام محمد اور اصولی بزدلی کی بسیط شرح لکھیں۔
 (غوثی ۱۲۶)، اور اپنے بھائی حضرت شیخ عبد الجلیل لاہوری کے حالات و مقامات پر لکھیں (باقی برصغیر آئندہ)

احوال میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے جس میں ہزاروں خواص و کمالات کا تذکرہ تحریر میں آیا ہے۔ واقعہ وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ تاریخ غرہ و جب کہ نہ نو سو دس ہجری حضرت مجلس میں دولتی افروز ہوئے سب خلفائے کرام حضور میں حاضر ہوئے۔ ناگاہ حضرت کی حالت بدل گئی۔ اور سرحد سے میں رکھ کر جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔ غسل کے وقت سلطان سکندر لٹھی بادشاہ حاضر ہوا۔ غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا۔ لوگوں نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہیں۔ اس واسطے جنازہ اٹھانے میں تامل ہوا، مگر بعد ایک ساعت کے سب کو یقین ہو گیا کہ حضرت فوت ہو چکے ہیں تو جنازہ اٹھا کر خانقاہ کے اندر لاہور میں دفن کیا کہ اب تک مرزا کوہر بار زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۱۱۱۔ سید عثمان المشہوشاہ جہولہ بخاری لاہوی قدس سرہ

یہ بزرگ اوج سے لاہور میں تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحب کشف و کمالات تھے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے اور ہنگامہ مشیخت گرم ہوا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت مخدوم جہانیاں کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید عثمان بن سید محمود بن سید بہاؤ الدین بن سید حامد بن سید محمد بن سید رکن الدین بن سید حامد بخاری المناطیب بنو بہار صاحب دستار بند بن سید زناہر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں۔ چونکہ ان کو بخاری رحش کی بازو سے چپ میں تھی۔ اس واسطے بخطاب جہولہ غلط

۱۔ بقیہ حاشیہ کتاب مذکورہ قطبیہ ۹۴-۱۰۹۲/۱۵۲۰-۱۵۴۵ م کے درمیان تالیف کی۔ یہ تذکرہ نہایت اہم ہے اور لاہور کی ثقافتی و مذہبی تاریخ کا ایک قابل قدر مافذ ہے۔ جسے نامی صاحب مرحوم نے ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔ شیخ مجتہد شریعت کی تصانیف میں سے رسالہ در مسئل شریعت و طریقت، رسالہ جلیلہ کا ذکر نامی صاحب نے کیا ہے (نامی ۱) تاریخ جلیلہ ۷۲، ۷۵، شیخ عبدالحلیم چوہدری کی تصانیف میں سے ملاحظہ

۱۱) جلال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ ۹۴-۱۰۹۲ مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۲ء

۱۲) شہداء اللہ: تذکرہ حمیدیہ، ترجمہ نامی لاہور ۱۹۵۹ء

۱۳) نامی: تاریخ جلیلہ لاہور ۱۹۶۰ء، ۱۳۲، ۱۳۳

۱۴) فروغ بخش فرحت: اذکار قلندر سی مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۷ء

ہوئے کہ جھولہ پنجابی زبان میں رعشہ کو کہتے ہیں۔ وفات ان کی آٹھویں ربیع الاول سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر ترخانہ میں ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اقل وہ زمین متعلق شہر کے تھی۔

۱۱۲۔ شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہ

یہ بزرگ شیخ عبد الجلیل چوہدری لاہوری کے خلیفہ تھے۔ پیر روشن ضمیر کے حکم سے ان کو خدمت کپڑے دھونے کی سپرد تھی۔ حضرت کمال عابد و زاہد و گوشہ نشین تھے۔ بعد تکمیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چوینیاں کی طرف مامور ہوئے اور تمام عمر وہاں رہ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں وفات پائی۔ روضہ حضرت کا اسی علاقہ میں ہے اور دھوبی لوگ حضرت کا عرس کرتے ہیں۔

۱۱۳۔ شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ عبد الجلیل چوہدری بکسنگی کے خلیفوں میں سے بڑے عابد و زاہد و صاحب عشق و جذب و سکھ و خوارق و کرامت تھے پہلے یہ شیخ شہر اند ملتان کے مرید ہوئے ان کی آخری وقت اجازت ہوئی کہ لاہور میں شیخ چوہدری کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ سو حسب الارشاد مرشد ارشد کے یہ لاہور میں آئے اور شیخ عبد الجلیل سے فیض حاصل کیا۔ تذکرہ جلیلیہ میں لکھا ہے کہ ایک شیخ علم الدین یا علم الدین بقعل صاحب اذکار قلندری، شیخ موسیٰ کے مرید تھے۔ شیخ نور قصوری اور شیخ اقباجان جن کی اولاد فیض پور باغیاں میں ہے۔ دونوں شیخ علم الدین کے مرید تھے۔ مزار کی موجود حالت و محل وقوع کے لیے ملاحظہ ہو :

نامی : تاریخ جلیہ ۳۵۴ - ۳۵۸

- ۱۔ شیخ شہر اند ملتان (متوفی ۲۳ ربیع الحج ۹۲۰ھ) اپنے وقت کے عالم و عارف تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔
- ۲۔ ہمام الدین (۷) شیخ محمد اسمعیل (۳) محمد صد الدین۔ آپ ملتان میں اپنے مشائخ کے پہلو میں مدفون ہیں۔
- ۳۔ اس کتاب کا نام تذکرہ جلیہ ہے، تذکرہ جلیہ نہیں بولنا غلام دیگر نامی مہم نے ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔

روز یہ بنگ اپنی دکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے۔ اتنے میں ایک عورت نوجوان خوبصورت ماہ طلعت اپنا نکلا جس سے عورتیں کاتتی ہیں۔ سیدھا کرانے کے لیے ان کی دکان پر آئی۔ حضرت نے اجرت اس سے لے لی اور نکلا بھیٹی میں ڈال کر ایک ہاتھ سے کھالین ہلانے لگے اور ایک ہاتھ میں دست پناہ پکڑ کر نکلا تھامے رکھا۔ چونکہ وہ عورت کمال خوبصورت تھی۔ اس کو دیکھ کر اس کی موت حسین پر ایسے عروج سے کہ ایک ساعت برابر اس کے چہرے سے آنکھ نہ اٹھائی۔ یہ حال دیکھ کر عورت غضب میں آئی اور کہا کہ تو مجب سفید ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ایسی عورت کے ساتھ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے۔ حضرت نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ ماد میں تجھ کو نہیں دیکھتا بلکہ تیرے مصور کو دیکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر سرخ ہوا ہوا نکلا آگ سے نکلا اور میل کی طرح آنکھوں میں پھیر لیا اور فرمایا کہ الٹی آگ میں نے اس عورت کو بد نظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھیں جلادے۔ ورنہ اس لوہے کے سرخو کو اپنی محبت و عشق کی پائیس سے سونا بنا دے۔ سرخو لوہے کا فی الفور سونا ہو گیا۔ یہ کہ امت وہ ہندنی عورت دیکھ کر حیلان و گئی۔ اور اسی روز سے تارک الدنیا ہو کر گوشہ عبادت میں ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کی برکت سے طالع بلند ہو گئی۔ وفات حضرت کی سن ۹۱۲ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں مقفل قلعہ گرجہ سنگہ المشہد پر گنبد سبز زیارت گاہ ظن ہے اور روضہ غفر۔ اس عورت کو مسلمہ کا پاس حضرت کے ہے۔

۱۔ جمال اللہ بن شاہ جیون : مناقب موسوی ۱۱۵۷ھ اور دور محمد علی لاہور ۱۹۶۱ء ص ۲۵، ملاحظہ

۲۔ قریب القدر سوانح شیخ موسیٰ، مناقب موسوی نکندہ میں آپ کا سال وصال بعد پنجشنبہ ۱۸ صفر ۹۶۷ھ

ص ۵۷۱ ہے (ملاحظہ) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سنہ وفات ۹۲۵ھ غلط ہے۔

۳۔ شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری بن سلطان عرب بن سید شمس الدین بن سید فحیاش الدین الخ

امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید رضی اللہ عنہما میں پیدا ہوئے۔ سال ولادت ۲۷ھ رجب ۸۴ھ

۴۔ مناقب موسوی ص ۱۱۱ اور تعلیم کے بعد بیعت کی اور لاہور میں ارشاد و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے

اکابر علماء میں سے میرزا غلام بخاری، حاجی اسلمی سندھی، شیخ موسیٰ، محمد علم الدین بن عبد السلام کھوکھر شاہ

نور شاہ ذوق الشہدائی (مناقب موسوی ۷-۹۶، قابل نگاہ)

باقی برصغیر آئندہ

لاحظہ ہو :

۱۱۴۔ شیخ سید حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ سید جلال الدین میر سرخ بخاری اوچی کے اولاد میں سے بڑے بزرگ صاحب مراتب بلند و مقامات ارجند تھے۔ نسبت جدی ان کی سید محمد غوث بن سید جلال الدین کے ساتھ ملتی تھی۔ سید صدر الدین بخاری سے ان کی بیعت تھی۔ پہلے یہ ملتان میں رہتے تھے پھر بیت اللہ گئے اور مستفیض زیارت حرمین الشریفین ہو کر واپس ہند میں آئے اور دہلی میں قیام کیا۔ سلطان محمد لودھی حضرت کامرید تھا۔ ان کی تصانیف و تالیفات میں سے ایک تفسیر قرآن شریف کی ایسی ہے۔ کہ تمام قرآن کو حضرت سرور عالم رسول مقبول کے مدح میں بیان کر دیا ہے۔ یعنی ہر ایک آیت کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ ان سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۱۳۲ ہجری میں واقع ہوئی اور شیخ حاجی مادہ تاریخ ہے۔

دبقیہ حاشیہ (۱)، جمال الدین شاہ جہون انا اولاد شیخ موسیٰ آہنگر، منقوب موسوی (احوال شیخ موسیٰ

آہنگر، ۱۱۵۷ھ، اردو ترجمہ محمد علی زیرنگرانی مولانا ابوالبرکات سید احمد قلعہ لاہور ۱۹۶۱ء

(۲)، جمال الدین بلوچ، تذکرہ قطبیہ، مرتبہ نامی ۲۴، ۲۵

(۳)، نامی، تاریخ جلیہ ۳۵۵، ۳۵۶

۱۔ شیخ عبدالوہاب بخاری بن محمد بن ربیع الدین اوچی متولدہ ۸۶۹ھ۔ آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت قطب الدین بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمد چشتی بخاری۔ ملتان کے قیام کے بعد دہلی جا کر شیخ عبداللہ بن ربیع قرشی ملتان سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی ایک تفسیر القرآن مجید بھی ہے۔ جن کا آغاز ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں ہوا اور مارشوال ۹۱۵ھ کو مکمل ہوئی۔ رحلہ شامی الفیصلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قصائد و مناقب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کی تصنیف سے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

(۱)، عبدالحق دہلوی، اخبار الانبیاء، ۲۶، ۲۷ (۲)، غلام سرور لاہوری مفتی، غزنیۃ الاصفیاء، ج ۱/۲۶

(۳)، عبدالحق حسنی، نزہۃ الخواطر، ۲۲۳، ۲۲۴

(۴)، رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، ۳۲۳، ۳۲۴

۱۱۵۔ سید جمال الدین سہلے وردی دہلوی قدس سرہ

برادرِ حقیقی و مرید و خلیفہ سید عبدالوہاب بخاری دہلوی تھے اور بشارتِ باطنی ہند سے کشمیر میں گئے اور ہزاروں طالبانِ حق ان کی بیعت سے سرفراز ہو کر بہرہ یاب سعادت و ارین ہوئے۔ خوارق و کرامات کے تذکرہ میں کتاب جمال عرفان لکھی گئی جس میں بے شمار کرامتیں درج ہیں کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان میں آئے اور سنہ ۱۰۲۰ھ کو آگرہ تالیس میں راہی ملک بھاہوئے۔

۱۱۶۔ مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ

تواریخِ اعظمی المشہور تواریخ دومری میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ لڑکپن کی عمر میں عبادتِ الہی میں لے میر سید جمال الدین بخاری کا سلسلہ بیعت چھ واسطوں سے حضرت مخدوم جانیان تک پہنچتا ہے۔ آخری سلاطین کشمیر کے عہد میں کشمیر میں جا کر ارشاد و تبلیغ کا کام کیا اور صدائے گراہوں کو صراطِ مستقیم دکھانے کے بعد واپس دہلی چلے گئے۔ حضرت مخدوم حمزہ کشمیری کی تربیت آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ۹۴۸ھ میں انتقال کیا۔ (محمد اعظم، تاریخ کشمیر، غلطی ۷۲)۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد اعظم : تاریخ کشمیر، غلطی ۱۳۵۵ھ ۷۲

۱۷ حضرت مخدوم حمزہ کشمیری ۹۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مسکن موضع تجراز پگنہ زینہ گیر تھا۔ میر سید جمال الدین کشمیری مذکور کے ارشد مریدین و خلفاء میں سے تھے۔ بابا داؤد خاکی نے درد المریدین میں آپ کے مناقب لکھے ہیں۔ اہل شیعہ کشمیر آپ کے سخت مخالف تھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۲) نصیب الدین کشمیری بابا _____ : نور نامہ (آخری حصہ مشتمل بر احوال و ملفوظات و احوال

خلفائے مخدوم حمزہ، قلمی ذخیرہ شیرازی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۶۳۸ / ۳۶۵۹

(۳) داؤد خاکی : درد المریدین (کرامات و حالات شیخ حمزہ)، لاہور ۱۸۹۴ء

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(۴) محمد اعظم : تاریخ کشمیر، غلطی ۱۳۵۵، ۱۳۵۶

ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی دنیا دار سے نہ ملتے۔ پہاڑ کے ایک غار میں ان کا مقام تھا اور لوہی نسبت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ فانی الرسول کے مرتبے کو فائز ہو گئے۔ چونکہ مرشد ظاہری ان کا کوئی نہ تھا۔ اس باب میں حضرت رسول مقبول علیہ السلام والصلوة کی روحانیت سے استجازت کی ارشاد ہوا کہ تیرا مرشد خود تیرے پاس آئے گا۔ یہیں چند ماہ کے بعد حضرت سید جمال الدین سروردی دہلی سے بالہام ربانی کشمیر میں آئے۔ گویا تشریف لانا ان کا کشمیر میں ان کی تربیت و تکمیل کے لیے تھا۔ پس شیخ حمزہ ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور خرقہ خلافت پایا۔ بعد عطاء خرقہ ہدایت و ارشاد خلق میں مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام میں بسر کی۔ آخر سال نو سو چاراسی ہجری میں وفات پائی، مزار ملک کشمیر میں ہے۔

۱۱۷۔ بابا داؤد خاکی کشمیری سروردی قدس تہ

یہ بزرگ کشمیر کے اولیاء میں سے صاحب مراتب بلند و طایر ارجمند تھے۔ خود سالی

(بقیہ حاشیہ) (۳) بہاؤ الدین کشمیری، سلطان (احوال حضرت مخدوم حمزہ) لاہور ۱۹۲۳ء

(۵) اسحاق قاری کشمیری، حلیۃ العارفین (حالات مخدوم حمزہ) سال ۱۵۴۳/۹۸۰ ع قلمی نسخہ برٹش میوزیم

دہلی، کیٹلاگ فارسی ۲/۴۷۲ ب، ذخیرہ شیرانی بنام چلی چلیۃ العارفین نمبر ۱۲۹۳/۴۴۶

لے حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری، کشمیر کے اجل علماء میں سے تھے۔ ورد المریدین، دستور السالکین شرح ورد

المریدین، قصیدہ جلالیہ اور رسالہ علیہ آپ کی تصانیف میں سے۔ (۱) آپ کے زمانہ میں چک خاندان نے کشمیر

کے راج العقیدہ سنی علماء پر بڑے مظالم کیے۔ حضرت قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا۔ ان دنوں بابا داؤد خاکی کشمیر

سے باہر تھے اور عہد کیا کہ جب تک چک خاندان کی حکومت ختم نہیں ہو جاتی۔ ہم کشمیر نہیں آئیں گے چنانچہ ۹۹۹ھ

۱۵۸۹ء میں اکبر نے کشمیر کے حاکم کو اس خاندان کے ظلم و ستم سے آزاد کرانے کے لیے کشمیر پر حملہ کر کے اس خاندان کا

خاتمہ کر دیا۔ عہد الحسن، کشمیر سلاطین کے عہد میں ۲۵۶، ۲۵۷۔ چنانچہ حضرت بابا داؤد خاکی اکبر بادشاہ کے لشکر

کے ہمراہ کشمیر پہنچے اور اسی سال انتقال کیا (عہد مظہر، تاریخ کشمیر جلد ۱) ررک

۱۱۔ محمد مظہر، تاریخ کشمیر جلد ۱، ص ۱۹

۱۲۔ بابا نصیب کشمیری، نود نامہ دریشی نامہ، آخری باب قلمی نسخہ مذکور۔

عمر میں ان کو علم پڑھنے کا شوق ہوا چند سال اس شغل میں رہے جب علم تحصیل کر چکے تو شوقِ حق و امن گیر ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیلِ پاکر مقتدائے زمانہ ہوئے۔ شیخ حمزہ کو جس قدر محبت ان کے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ نہ تھی۔ چونکہ ان کے وقت میں کشمیر میں سلاطین قوم چک جن کا مذہب شیعہ تھا۔ بادشاہ ہو گئے تھے اور بہ تعصب مذہبی انہوں نے قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا تھا۔ اس سبب سے بابا داؤد قوم چک سے ناراض ہو گئے اور اس ملک سے بھل کر ہند میں آئے اور فرمایا کہ جب تک کشمیر سے سلاطین چک کی سلطنت دور نہ ہوگی۔ ہم کشمیر میں نہ آئیں گے۔ آخر جب قاسم خاں بھری اکبر بادشاہ کی فوج لے کر کشمیر کو گیا اور قبضہ و دخل سلاطین تیموریہ کا کشمیر میں ہو گیا اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہو گئی تو حضرت کشمیر میں گئے مگر اسی سال یعنی نو سو چار نوے میں وفات پائی اور شہر سری نگر میں مدفون ہوئے۔

۱۱۸۔ سید جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری قدس سرہ

فرزندِ بلند سید شاہ محمد بن سید عثمان جھول بخاری مادر زاد ولی تھے۔ نام اصل ان کا بہاء الدین تھا۔ پانچ برس کی عمر میں ان کو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا اور وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی مٹی کا بنا ہوا گھوڑا ان کی خدمت میں لے آتا۔ جو مراد مانگتا حاصل ہو جاتی جب یہ بات تمام زمانہ میں مشہور ہو گئی اور اہل حاجت جوق جوق آنے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور بہرم ہو کر فرمایا کہ الہی یہ خود سال لڑکا کہ موجب انکشافِ اسرار الہی ہے۔ زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔ مجرد فرمانے ان کلمات کے سید جھولن شاہ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ وفات حضرت کی گیارہویں ربیع الاول سنہ ایک ہزار تین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلق ہے۔ اب بھی کئی انبار گلی گھوڑوں کے مزار پر موجود ہیں اور اہل حاجت جن کی حاجت بر آتی ہے چڑھا جاتے ہیں۔

لے نور احمد چشتی نے سید جھولن شاہ (گھوڑے شاہ) کا نام شاہ محمد حفیظ اور ان کی نسبت سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ہے جو درست نہیں۔ مفتی صاحب خزینۃ الاصنیاء میں لکھتے ہیں :

وفات آن جامع الکملات حسب اندراج شجرہ نسب سید حاکم شاہ و محمد شاہ کہ از اولاد (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۱۹۔ شیخ حسن کنجہاگر المشہور حوثیلی لاہوری قدس سرہ

یہ شخص اقل غلہ فروشی کا کام کرتا تھا۔ چونکہ اوقات اس کی تنگی سے گزر رہتی تھی۔ اس لیے شاہ جمال لاہوری کے پاس حاضر ہو کر دست رزق کے لیے استدعا کی۔ انہوں نے فرمایا کہ کم تو لٹا چھوڑ دو۔ اس روز سے اس نے کم تو لٹا چھوڑ دیا اور چند سال میں دولت مند بن گیا۔ دولت مندی کی (یقیناً تاثیر ہے) سید عہادی الملک برادر حقیقی سید جھولن شاہ درلاہور سکونت دارند۔ تباریخ یازدہم ربیع الاول سال یک ہزار و سہ ہجری است و مزار پڑاؤارش درلاہور از اشتر تیرین مزارات است کہ در زمین حاجی نالہ بیرون لاہور زیارت گاہ خلق است و بعد وفاتش تید فہراز بن عہادی الملک تباریخ ہفتم رجب سال یک ہزار و چل و یک (۱۰۴۱ھ) و تید کوسو شاہ بن عارف شاہ بن عہادی الملک بربست و دوم رجب سال یک ہزار و پینچا ہر پہلوئے مزار جھولن شاہ مدفون شدند و اگر صاحب تحقیقات پیشین می فرماید کہ نام حضرت جھولن شاہ محمد حنفیہ است و ارادت ببلند چشتیہ صابریہ بخدمت مومن شاہ دومی بخدمت جان محمد چشتی لاہوری داشت محض غلط است۔ معزز باشند من المہار الاخبار الکذب (غزنیۃ الاصفیاء ۸۹/۲ - ۹۰)

۱۔ صورت نگہ کے بیان کے مطابق شیخ حوثیلی مکیوال درکنار چناب کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام شیخ چند و اور والدہ کا نام میلی تھا۔ شیخ حوثی کا انتقال ۳ شوال ۱۰۱۱ھ کو لاہور میں ہوا۔ عمر ۱۲۰ سال تھی۔ ان کے ہم عصر امار سے تعلقات بھی تھے۔ عبدالرحیم خان غاناں نے تسخیر ٹھٹھہ کے لیے دعا کی درخواست کی تھی۔ مذہم الملک عبداللہ سلطان پوری سے ان کے تعلقات کشیدہ تھے۔ شیخ فرید بخش نے آپ سے اولاد کے لیے دعا کی دیکھت کی۔ شہزادہ سلیم کی بنیاد اور پھر اکبر سے صلح کروانے کے سلسلہ میں شیخ حوثی کے ارادے کو دخل حاصل تھا۔ قحط سالی کے ایام میں اکبر بادشاہ نے آپ سے باطن رحمت کے لیے دعا کر ملنے کی درخواست کی جو موثر ثابت ہوئی۔

۲۔ صورت نگہ، تذکرۃ الشیخ والقدم قلمی عزیز کتب خانہ شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نمبر ۱۹۶
ماخوذ طبعاً از مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمول المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۶۳ء

رک

۳۔ صورت نگہ، تذکرۃ الشیخ والقدم ۱۰۵۲ء مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمول المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۶۳ء

۴۔ فدا محمد چشتی، تحقیقات پیشین، لاہور ۱۹۶۳ء ص ۲۰

حالت میں یہ ارادے شکراؤ کے لیے پھر شاہ جمال کے پاس گیا اور کچھ روپیہ نذر کیا۔ حضرت نے لیا اور فرمایا کہ اگر اب تو اس دولت کی محبت چھوڑ دے تو زیادہ تر غنی ہو جائے۔ چونکہ اس کو شاہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا۔ فوراً تارک الدنیا ہو گیا اور مال و دولت براہِ خدا، غریب و فقرا کو تقسیم کر دیا۔ اس روز سے حضرت شاہ جمال اس کی تکمیل میں مصروف ہوئے اور بہت جلد مقامِ قرب تک پہنچا دیا۔ باقی ماندہ عمر اس نے اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی۔ آخر سنہ ایک ہزار بارہ میں فوت ہو گیا۔

۱۲۰۔ میراں محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اولاد حضرت تید جمال الدین میر سرخ بخاری ادچی میں سے مظہر انوار شرافت و اقب اسرارِ طریقت و حقیقت رہنائے طریق معرفت تھے۔ ان کا شجرہ نسب سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ میراں محمد شاہ بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین ثانی بن جلال الدین بن سید علم الدین اولیٰ بن سید زنا ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جانیان بن سید احمد کبیر الدین سید جلال الدین میر سرخ بخاری۔ ولایت و شرافت و کرامت موروئی ان کو حاصل تھی اور اچھے وقت میں مقتدائے زمانہ تھے۔ پہلے سکونت ان کی اوچ میں تھی۔ وہاں سے اکبر بادشاہ نے ان کو بہت نام چٹوڑ گڑھ طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی۔ بعد فتح قلعہ کے اکبر نے حضرت کو ایک لاکھ روپے کی جاگیر پنجاب میں بخشی اور شہر ٹالہ ان کی جاگیر میں قرار پایا۔ حضرت نے باکلاہ وہ جاگیر قبول کر کے لنگر جاری کر دیا۔ لاہور و ٹالہ دو جگہ حضرت کا لنگر جاری تھا۔ صد غریب و مساکین کھانا کھاتے تھے حضرت کی سکونت اکثر لاہور میں تھی اور یہاں ہی رہا کہ حضرت نے ہنگامہ شیخت گرم رکھا۔ حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحبِ حال و قال تھے۔ ایک سید صفی الدین جو اپنے جدِ بزرگوار کے نام لے سید محمد طیف ج نے لکھا ہے کہ جس فرمان کی مدد سے یہ جاگیر ملی تھی۔ وہ آج بھی اس خاندان کے پاس محفوظ ہے۔

(محمد طیف لاہور)

جس پر ایک ہی مہر ثبت ہے۔

۱۔ شہر ٹالہ حضرت شیخ عبدالمیل چوہدری بنگ لاہوری فوت ۹۱۵ھ کے حکم سے آباد کیا گیا (جمال الدین ابوبکر، تذکرہ قطبیہ ۶۲-۶۴)، دکانِ سیالکوٹ میں ہے کہ ٹالہ ۸۵۰ھ میں آباد ہوا تھا (مؤرخ: دکانِ سیالکوٹ مثلاً)

سے موسوم تھا۔ دوسرے تید بہاؤ الدین۔ یہ دونوں فرزند تیدہ پاکدامنہ المشہور بی بی کلاں بنت تیدہ عبدالقادر ثالث کے بطن پاک سے پیدا ہوئے۔ تیسرے شاہ شہاب الدین المناطیب بہت بڑی بی بی نورنگ حضرت کی دوسرے قبیلہ کے پیٹ سے ہوئے۔ انہوں نے سکونت بنار میں اختیار کی۔ اور وہاں ہی ان کی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور میں رہتی ہے۔ ان کے کرامت و خوارق کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت کے دیوبند کسی نے کہا کہ تیدہ کیسے مٹی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کو ثلاثہ اصحاب کی نسبت محبت نہیں ہوتی۔ پس جب اصحاب کبار کی نسبت اعتقاد نہ ہوا تو مٹی نہ ہوا اور یہ پنجابی مثل زبان پر لایا کہ تیدہ کی مٹی کا ٹھنڈی گٹھی نہیں یعنی تیدہ مٹی نہیں ہے اور کلڑی کی ہنڈیا نہیں ہے۔ یہ تقریر سن کر حضرت نے ایک کلڑی کی ہنڈیا منگوائی اور دونوں پاؤں کا چوما بنا کر اس میں اگ جلادی اور ہنڈیا میں چاول ڈال دیے۔ جب تک چاول پک نہ گئے پاؤں کے اوپر ہنڈیا رکھی رہی۔ خدائی قدرت سے نہ تو پاؤں جلے اور نہ ہنڈیا کلڑی کی جل۔ جب چاول پک چکے تو فرمایا۔ دیکھو تیدہ بھی مٹی ہے اور ہنڈیا بھی کلڑی کی۔ یہ کرامت دیکھ کر اہل مجلس حیران ہوئے۔ وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار چھ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے

قطعہ تاریخ

چون محمد شاہ ملک عاقبت در مقام قرب حقانی نشست
از حضور آمد عیان مایہ رخ او نیز سرود گفت مرقدی پرست

۱۶۱۔ تید سلطان بلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری قدس تر

یہ بزرگ میراں محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے۔ صبر و شکر، طلب و رضا و عشق و محبت و ترک و تجرید میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مال دنیا سے ان کو کمال نفرت تھی۔ اگرچہ ان کے بھائی سہ حضرت مسیح دریا کے چوتھے فرزند کا ذکر نامی صاحب نے ایک نامعلوم الاسم قلمی کتاب کے حوالہ سے فتح اللہ شاہ مشہور بر فتح شاہ بخاری مدفون بیرمنگھام دھواڑہ لاہور میں امرتسر کا ذکر کیا ہے۔ نامی، بنگاں لاہور نمبر ۱۳۶، تقیم پاک و ہند تک امرتسر میں یہ مزار سب سے زیادہ مرغ حشرات تھا۔ اب بھی شکستہ صورت میں موجود ہے۔

www.maktabah.org

میرا محمد شاہ جاگیر دار صاحب گنج و مال تھے۔ گدماں کو ان کے مال کی کچھ طمع نہ تھی۔ بلکہ کمال نفرت تھی۔ تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گزرائی۔ آخر سال ایک ہزار سولہ میں فوت ہو کر دیوار بدایہ حریم مزار بنی پاک و امنال مدفون ہوئے۔ وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اس کا خانقاہ پاکد امنال کے اندر ہے اور لوگ اس کو مزار استاد بنی پاکد امنال کہتے ہیں۔

۱۲۲۔ بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد کشمیری کے تھے۔ اپنے وقت میں زہد و عبادت و ریاضت و خلق و ادب و خواق و کرامت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ تمام عمر انہوں نے ترک و تجرید میں گزرائی کبھی کوئی طعام لذیذ یا کوئی میوہ تناول نہ فرمایا۔ لذات دنیا سے بالکل محترز رہے۔ سوائے نان خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدہ حق بین خواب سے آشنا ہوئے غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد و ریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم یا دالی سے غافل نہ رہے۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار سیٹالیس محرم کی تیرہویں تاریخ میں ہوئی اور مزار سرزمین کشمیر میں ہے۔ وہ بخیر الصالحین ان کی تاریخ وفات ہے۔

۱۔ حضرت بابا نصیب الدین غازی کشمیریؒ نے بریشان کشمیر کے حالات پر ایک قابل قدر کتاب نورنامہ پاپا ریشی نامہ تصنیف کی تھی۔ جس میں بابا نور الدین ولی ریشی کے مفصل حالات کے علاوہ (۱) بابا بام العین (۲) بابا زین الدین (۳) لطف الدین (۴) ناصر الدین (۵) رجب الدین (۶) شکر الدین (۷) لطیف الدین و مغلطاف (۸) بابا نور و زریشتی (۹) شیخ حمزہ اور آپ کے خلفاء اور ملفوظات وغیرہ بھی درج کیے۔ یہ گراں بہا کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ اس کے حسب ذیل خطی نسخے پائے جاتے ہیں نسخہ مولوی شمس الدین مرحوم مکتوبہ ۱۱۳۴ ح۔ مخزنہ کراچی میوزیم (۲) الیٹیک سوسائٹی کلکتہ (۳) ڈبلیو بزرگ (۴) انڈیا آف لندن (۵) پنجاب پبلک لائبریری لاہور و (۶) پنجاب یونیورسٹی لائبریری ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۳۸ / ۳۷۵۹ (سٹوری جلد اپارٹ ۱ صفحہ ۹) محمد اقبال مجددی : مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر مخطوطات۔ المعارف لاہور اگست ۱۹۷۰ء رک (۱) محمد اعظم : تاریخ کشمیر ۱۴۲-۱۴۳ (۲) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۲/ (۳) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/ ۱۷۷

آرجمند و خوارق و کرامت و جذب و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی تھے۔ شجرہ ان کا بہادر الدین ملتان کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شاہ دولا مرید و خلیفہ شیخ سینا سرمست کے اور وہ مرید شاہ مونگکا کے اور وہ مرید شاہ کبیر کے اور وہ مرید شیخ شہر اشہ کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر بیان کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین کے اور وہ مرید شیخ بدر الدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل قریشی کلارہ مرید شیخ صدر الدین راجن قتال اوچی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید شیخ شیخ بہاء الدین ملتان کے۔ خاندان چشت اہل بہشت سے بھی ان کو فیض کامل حاصل ہوا اس بزرگ کو خداوند حقیقی نے مودلت ظاہری و باطنی نصیب کی۔ ان کی سرکار بادشاہوں کی سرکار کے مانند تھی۔ ہزاروں نوکر چاکر گھوڑا پاکی دروازہ پر حاضر رہتے تھے۔ اہل حاجت کا ہجوم ہر وقت رہتا تھا خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے۔ وہ حاضر ہو کر استدعائے دعا کرتے کہ خدا کی جناب سے

لے شاہ دولہ دریائی پنجاب کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے۔ ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء میں انتقال کیا۔

(مشتاق رام گجراتی، کرامت نامہ قلمی ورق، مملوک سید شرافت نوشاہی مدظلہ، صاحب مدارج الولاہ ص ۱۵۱) جاتے ہوئے شاہ دولہ سے ملا تھا شاہ دولہ کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ ہم نے معاصر ماخذ کرامت نامہ

کو اس سلسلہ میں دیگر روایات پر ترجیح دی ہے)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) مشتاق رام گجراتی : کرامت نامہ قلمی (احوال شاہ دولہ گجراتی، قلمی مملوک مولانا سید شرافت نوشاہی ملہنپال

(۲) عبدی عبداللہ خورشیدی، مدارج الولاہ ۱۰۹۶ھ قلمی ورق ۴۳۱، عرب

(۳) عبدالفتاح، مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی

(۴) شاہ محمد غوث لاہوری : رسالہ در بیان کسب سلوک و معرفت فارسی مطبوعہ پشاور

(۵) محمود، ملفوظات نقشبندیہ ۱۱۲۶ھ (احوال شاہ مسافر اورنگ آبادی دکن ۱۲۵۲ھ ص ۱۶)

(۶) وڈیہ گنیش داس، چارباغ پنجاب، امرتسر ۱۹۶۵ء ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰

۱۲۳۔ حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ مشہور ہیں۔ ان کا شیوہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ گلزار بیگ کے اور وہ مرید شاہ مشرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید فیضۃ الدین کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے وہ مرید اپنے والد شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے اور یہ حضرت مرید حسینی تھے اور اولاد ان کی اب تک سیالکوٹ میں سکونت رکھتی ہے۔ ان کا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد و زاہد صاحب جذب و شغل تھا۔ ان دونوں بزرگوں کے خوامق و کرامت اکثر لوگوں میں مشہور ہیں اور لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمدہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کریں تو بسبب اس کے کہ بادشاہی عمارتیں جا بجا تعمیر ہو رہی تھیں معمار و دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ حضرت نے حکم دیا کہ معماروں کو بادشاہی عمارت پر کام کریں اور رات کو ہمارے دمدہ کی تعمیر میں مصروف رہیں۔ چنانچہ چندے یہ کام اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک رات آدمی رات کے وقت تیل ختم ہو گیا۔ حضرت نے حکم دیا کہ بھائے تیل پانی چراغوں میں ڈال دو۔ خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغوں میں جلتا رہا۔ جب دمدہ ہند منزل بن کر تیار ہو گیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر بادشاہ نے جن کا باغ حضرت کے دمدہ کے متصل تھا۔ حضرت کی خدمت میں کھلا بھیجا کہ آپ کا دمدہ بہت بلند ہے اس سے نظر ہمارے عمل پر پڑتی ہے۔ اس بات پر توجہ فرمائی جائے۔ حضرت یہ بات سن کر خاموش رہے۔ چند دن کے بعد ایک دن حضرت کے یہاں مجلس سماع گرم تھی۔ جب حضرت وجد میں آئے اور اسطرح کہ رقص کیا تو چار منزلیں دمدہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئیں اور تین باقی رہیں جو اب تک موجود ہیں۔ وفات شاہ جمال کی چودھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ایک ہزار و پچاس میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں متصل موضع امچہرہ کے ہے۔ جس کو شاہ جمال کا دمدہ کہتے ہیں۔

۱۲۴۔ شاہ دولادریائی گجراتی قدس سرہ

پنجاب کے مشہور بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ان کو اولاد حاصل ہو۔ ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کے جوان کو حاصل ہوگی۔ ایک لڑکا ہمارے نزد کر دینا۔ چنانچہ وہ منظور کر لیتے تو ان کو اولاد ہوتی اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب میں منظور ہوتا وہ مستانہ و مجذوب ہو جاتا۔ سراسر کا بہت چھوٹا ہوتا۔ اسی واسطے اس کو شاہ دولاد کا چرنا کہتے۔ چنانچہ اب تک یہ کرامت جاری ہے۔ دو چار چوہے ہمیشہ خانقاہ پر پرورش پاتے ہیں جس شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے گھر ایک بچہ اس قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو حضرت کے مزار پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقان مزار اس کو پرورش کرتے ہیں۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچھتر میں واقع ہوئی اور مادہ تاریخ لفظ خدا دوست ہے اور مزار گرمیہ شہر پنجاب گجرات میں زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۲۵۔ شیخ جان محمد سرمدی لاہوری قدس سرہ

شیخ اسماعیل المشہور بڑامیاں لاہوری کے خلفا میں سے یہ بزرگ صاحب زہد و ریاضت و عبادت تھا۔ دور دور سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب ہوتے تھے۔ ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت اپنے افلاس و ناداری کی کی۔ فرمایا کہ کلہ تجھ پر روزنیک سو مرتبہ پڑھا کر۔ ایک ہفتہ کے بعد خبر دو۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ اب میں مالدار ہو گیا ہوں۔ اب کوئی حاجت میری باقی نہیں رہی۔ فرمایا کہ ایک ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کر و اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو۔ بعد ایک ہفتہ کے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مال دنیا سے بیزار ہے۔ مجھ کو اپنا مرید کر۔ چنانچہ تارک الدنیا ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوا۔ وفات

سے حضرت مولانا جان محمد لاہوری اپنے وقت کے جید عالم فقہ صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ آپ کی ایک خطی کتاب نماز چارگانہ بعد از جمعہ راقم محو اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔ تفصیل کے لیے

۱۱۔ محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین ورق ۳۰۔ بہ بعد قلمی ملوکہ محو اقبال مجددی (باقی اگلے صفحہ پر)

اس بزرگ کی سال ایک ہزار بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مرزا باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصاب خانے کے ہے۔

۱۲۶۔ شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت زاہد و متقی و پرہیزگار مشہور ہیں۔
 تمام عمر انہوں نے قرآن کا درس جاری رکھا۔ چنانچہ اس زمانہ، ناپرساں میں کراہل زمانہ دین کی
 (بقیہ حاشیہ) (۱) جان محمد لاہوری : رسالہ نماز چارگانہ بعد از جمعہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (فارسی)

(۲) محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں وڈالاہوری۔ لاہور ۱۹۰۹ ع

۱۔ حضرت حافظ محمد اسماعیل عرف میاں وڈالاہوریؒ اپنے وقت کے بڑے جتید عالم تھے۔ پورے پنجاب کے علما نے ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان میں سے میاں تیمور لاہوری، میاں حامد قاری لاہوری وغیرہ اپنے وقت کے اجل علما بھی تھے۔ میاں حامد قاری کے مکتوبات اور بہت سے قلمی رسائل ہمارے ذاتی کتب خانے میں ہیں اور آپ کے کئی رسائل خطی ذخیرہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ مخزن کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد عاقل لاہوری قصیدہ امالی اور قصیدہ بردہ کی اپنی سند اس طرح لکھتے ہیں :

فقیر محمد عاقل از حضرت حامد القاری علیہ الرحمۃ الباری مرقص شدہ والیشاں مرقص از میاں تیمور والیشاں از میاں حافظ اسماعیل جیو والیشاں از مخدوم طیب جیو والیشاں از مخدوم خیر الدین والیشاں از مخدوم برہان والیشاں از مخدوم میلو تہ چند جاہر تبرہ سید زبد حضرت بہار الدین زکیا ملتانیؒ۔

(محمد عاقل لاہوری : تحفۃ المسلمین ورق نمبر ۱۰۔ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)

بقول مخدومی سید شرافت نوشاہی حافظ اسماعیل کی والدہ مائی فریاد کی قبر قصبہ جگر کالیاں ضلع گجرات میں اور ان کے والد کی قبر موضع چیتہ چیمہ متصل احمد نگر ضلع گجرات میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد عاقل لاہوری : تحفۃ المسلمین بخط مصنف ورق نمبر ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ب۔ ۴۳۔ ب۔ وغیرہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲) احمد علی : اسرار الصوفی (۳) محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں وڈالاہور ۱۹۰۹ ع

(۴) غلام سرور مفتی : خزینۃ الاصفیاء ۱۰۵/۲ (۵) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۲/۵

(۶) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ نامی غلام دستگیر : تاریخ جلیلہ ۲۱۶

(۷) رسالہ در عملیات و تعویذات میاں اسماعیل قلمی مملوکہ غلام رسول مخدوم امام مسجد چیمپنی لک ضلع گجرات

راستی کو بالکل بھول گئے ہیں اس مزار پر انوار پر درس قرآن جاری ہے۔ سو دو سو وولین حافظ و ناظر پہلا موجود رہتا ہے۔ کھانا بھی ان کو دو وقت ملتا ہے۔ ان کا شجرہ حضرت شیخ بہا الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ شیخ اسماعیل مرید و خلیفہ شیخ عبدالکریم کے اور وہ مرید و مخدوم طیب کے اور وہ مرید شیخ بھٹان الدین کے اور وہ مرید و مخدوم چمن کے اور وہ مرید شیخ میلکو کے اور وہ مرید شیخ حسام الدین ملتانی متقی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم کے اور وہ مرید بھٹان الدین قطب کے اور وہ مرید سید ناصر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہا الدین زکریا ملتانی کے ان کے باپ کا نام فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار کھوکھو تھے تمام عمر ان کی زہد و ریاضت میں گزری۔ اس طرح پر کہ تمام رات عبادت میں اور تمام روز تدریس قرآنی میں گذر جاتا۔ ان کے خوارق و کرامت بے شمار ہیں جن کا تذکرہ طول ہے۔ شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء جیسے دیکھ لے۔ مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کامرید تھا اس کی شادی ہوئی تو اس کی عورت کو قرآن حفظ تھا۔ پہلی رات کو جب بی بی میاں ایک جگہ جمع ہوئے تو عورت نے خاوند سے پوچھا کہ تجھ کو قرآن حفظ ہے یا نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ عورت نے کہا کہ جب تک تو قرآن حفظ نہ کرے۔ میری صحبت کے لائق نہیں ہے اور میں نہیں چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجھ سے ہم صحبت ہو کہ قرآن کی بے ادبی جو میرے دل میں ہے کرے۔ یہ تقریر عورت کی سن کہ مرید گھبرایا اور حضرت کی خدمت میں آکر عرض حال کیا۔ فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہیں تو ہمارے داہنے ہاتھ کی طرف کھڑے ہونا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بعد اداۓ نماز جب حضرت نے سلام کیا اور نظر فطن اتر داہنی طرف کے نمازیوں پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے حافظ ہو گئے اور بائیں طرف کے ناظر ہوئے۔ حافظوں میں وہ مرید بھی حافظ ہو گیا اور اپنے گھر میں آباد ہو کہ تمام عمر حضرت کے عنایات کا شکر یاد کرتا رہا۔ ولادت ان کی سال نو سو پچانوے اور وفات سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے اور سجادہ نشین و مہتمم لنگر و تدریس قرآنی حافظ احمد الدین ہے۔ اس نے کمال خوبی و خوش اسلوبی لنگر بھی جاری رکھا ہوا ہے اور تدریس قرآنی بھی بدستور جاری ہے۔

۱۷۷۔ شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفاء میں سے موصاحب شریعت و طریقت تھا۔ پہلے یہ نجد مت شیخ عبد الحمید کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا۔ حاضر ہو کر مدہا۔ پھر شیخ اسماعیل کی خدمت میں مستفید ہو کر تکمیل پائی۔ ظاہری علوم میں بھی یہ بزرگ عالم متبحر تھا۔ تمام پنجاب کے علماء اس کے قول پر حصاد کرتے تھے۔ وفات اس کی سنہ ایک ہزار ایک سو بیس میں واقع ہوئی اور محلہ پرویز آباد میں مدفون ہوا۔ بعد تین سال کے مقدم محلہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کو ارشاد ہوا کہ ہماری نعش اس جگہ سے نکال کر شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کرو۔ مقدم نے قبر اس کی کھد کر نعش نکالی اور شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کی مگر بلحاظ ادب سر اس کی قبر کا شیخ اسماعیل کی کمر کے برابر رکھا، مگر دوسرے روز جب دیکھا تو دونوں قبریں برابر نظر آئیں۔

سے حضرت جان محمد پرویز آبادی نے حضرت میاں وڈا اور میاں تیمور لاہوری سے بھی استفادہ کیا۔ پرویز آبادی اپنی رائٹس اور درس و تدریس کے لیے خاص حجرہ بنوایا تھا (محمد عاقل لاہوری، تحفۃ المسلمین، ورق ۱۷۷ ب، محلہ پرویز آباد) عملاً شہزادہ پرویز بن جاگیر بادشاہ آباد کیا ہوا بتایا جاتا ہے۔ یہاں اس کا باغ تھا اسی کے آس پاس علماء کا ایک عظیم مرکز تھا جس میں حضرت میاں وڈا کا مدرسہ تھا اور اس مدرسہ میں میاں جان محمد قصاب پوری، میاں جان محمد پرویز آبادی، میاں حامد قاری اور میاں محمد عاقل لاہوری بہ حیثیت مدرس پورے پنجاب کو سیلاب کرتے رہے۔ حضرت شاہ محمد غوث اسی مندی طہیز آباد (پرویز آباد) میں جا کر میاں جان محمد سے ملے تھے (شاہ محمد غوث لاہوری، رسالہ در بیان کسب سلوک ص ۳۳) متاخرین نے لکھا ہے کہ اس محلہ میں شہزادہ پرویز کا مقبرہ بھی ہے جو محض غلط ہے۔ اس لیے کہ شہزادہ پرویز کو وفات کے بعد برمان پور سے آگرہ میں لا کر دفن کیا گیا تھا (عبد اللہ چغتائی، لاہور کھوں کے عہد میں ص ۱۸۰ - ص ۱۸۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) محمد عاقل لاہوری، تحفۃ المسلمین، ورق ۱۷۷ ب، ص ۱۷۷، ب، قلمی نمونہ محمد اقبال مجیدی

(۲) شاہ محمد غوث لاہوری، رسالہ در بیان کسب سلوک، معرفت، پٹا در ۱۲۸۳ھ ص ۱۷۷

(۳) فقیر محمد جلیلی، حدائق الخفایہ، ۱۳۳۳، ۲۳۴ (۴) رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۳، ۱۳۴

(۵) عبد الحی حسنی، نزہۃ الخواطر ۶/۵۵

۱۲۸۔ شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہکاری قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان سروردیہ میں صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و زہد عبادت تھا۔ اس کی اوقات اکثر یاد الہی میں گزرتی۔ شجرہ نسب اس کا پچھواں واسطہ شیخ عبدالحلیل چوہدری لاہوری کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابو الفتح بن شیخ ابوالحسن بن شیخ فخر الدین بن شیخ ابو الفتح بن برہورد ابن شیخ ابو الفتح بن شیخ عبدالحلیل چوہدری لاہوری پہلے اس کی سکونت لاہور میں تھی۔ جب غارتگیاں قوم سکھ نے پنجاب میں مہنگامہ غارتگری کر کے تو یہ بزرگ لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال اپنے نانا شیخ نور الحسن قریشی کے پاس لیسرہ کیے مراجعت کے وقت متصل شاہجہان پور سال ایک ہزار دو سو میں قزاقوں کے ہاتھ سے شہید ہوا رضی اللہ عنہ ^{۱۲۰۱ھ} اس کا سال وفات ہے۔ اس بزرگ کے تین فرزند صاحب حال و قال تھے۔ ایک سکندر شاہ، دوم شاہ مراد، سوم قلندر شاہ، قلندر شاہ کا سال وفات ایک ہزار دو سو اڑتالیس ہے۔ صاحب اذکار قلندری نے اس کے ذکر میں بہت کچھ لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ ایک روز حضرت قلندر شاہ موضع ساندہ میں گئے۔ سید فضل شاہ ان کے مرید نے ان کی ضیافت کی۔ اس وقت پانچ آدمی سے زیادہ ان کے ہمراہ نہ تھے اور اسی قدر طعام پکایا۔ حبیب کھانا پک چکا۔ اس قدر مرید جمع ہوئے کہ نوبت پانچ سو آدمی کی پہنچ گئی۔ یہ حال دیکھ کر فضل شاہ بہت گھبرایا۔ حضرت نے نبوی باطن یہ حال دریافت کر کے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلت طعام کا اندیشہ تم نہ کرو جس قدر طعام حاضر ہے۔ ہمارے روبرو لے آؤ۔ چنانچہ وہ دیکھ کر سالن کا اور روٹیاں موجودہ لے آیا۔ حضرت نے اپنی روائے مبارک روٹوں پر ڈال دی اور دو دو روٹیاں فی کس تقسیم کرنی شروع کی۔ پھر سالن تقسیم کرنا شروع کیا اور دو سو پچاس مرتبہ منقسم ہوا۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے۔ اسی قدر طعام باقی نہ رہا۔ جس قدر تھا اور بھی خوارق و کرامت بہت سے اس میں بیان کیے ہیں۔ قلندر شاہ کا فرزند شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مراد صاحب خلق و مروت و قوت تھا۔ وہ سنہ ایک ہزار دو سو اسی میں فوت ہوا۔

۱۔ حضرت پیر کرم شاہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۲) نامی : تاریخ جلید ۲۳۵ ، ۲۳۶

(۱) فریح بخش فرحت پیر : اذکار قلندری

(۳) مراد شاہ لاہوری : نامہ مراد مرتبہ نامی لاہور ۱۹۵۱ء (۴) غلام سرور مفتی : غزنیۃ الاصفیاء ۱۱۵/۲

پانچواں چین

مشائخ متفرقات خاندانوں کے تذکرے میں

غنی نہ رہے کہ اس باب میں قید ایک سلسلہ کی نہیں۔ ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سولے ان چار سلاسل کے جن کا ذکر اقل تحریر ہو چکا ہے۔ اس میں تحریر ہو گا یا ان بزرگوں کا ذکر اس میں درج ہو گا جو پنجاب میں عالم و فاضل صاحب نام گذرے ہیں۔

۱۲۹۔ شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام بخاری سے تھے۔ سلطان مسعود غزنوی کے وقت یہ لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدبیر، علوم حدیث و تفسیر کی شروع کی۔ صاحب کتاب تحفۃ الاولیاء لکھتا ہے کہ اول جو شخص داعیان اسلام سے لاہور میں آیا اور لوگوں کو ہدایت طریق اسلام کی کی یہی بزرگ تھے۔ ان کے وعظ کی تاثیر سے ہزاروں کفار داخل اسلام ہوئے۔ تمام عمر ان کی اسی کام میں گذری اور وہیں اسلام ان کے طفیل سے پنجاب میں شائع ہوا۔ وفات ان کی سال چار ہزار تالیس میں وقوع میں آئی اور متاب ۳۳۸ آن کا سال وفات ہے اور مزار شہر لاہور کے جنوب کی طرف ہے۔

تحفۃ الاولیاء شیخ احمد زبجانی سے منسوب ہے۔ کنیا اول نے اسے ۴۲۵ھ کی تصنیف بتایا ہے کہ اس میں لاہور کے علم و فضلار کے حالات ہیں (تاریخ لاہور ص ۷) لیکن خودی آٹھویں صدی ہجری کے اعیان کے حالات کے سلسلہ میں تحفۃ الاولیاء کے حوالے دیے ہیں بعضی قلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں جا بجا اس کے حوالے دیے ہیں مثلاً سید عزیز الدین کی لاہوری فقا ۲۶/۲۵۵ اور رشید اسحاق گاندوئی لاہوری فقا ۱۱۱/۱۱۱ میں سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفۃ الاولیاء آٹھویں صدی ہجری کے بعد کی تصنیف ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو محرماتال مجددی، تحفۃ الاولیاء کا سال تصنیف معارف عظم گڑھ نومبر ۱۹۶۷ء)۔

علامہ شیخ اسماعیل محدث کا یہ سال وفات محل نظر ہے۔ غرضی نے جس شیخ اسماعیل محدث لاہوری (باقی برصغیر متحدہ)

۱۳۰۔ شیخ ایاز لاہوری قدس سرہ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب تھا۔ حق جل شانہ نے اس کو دولت ظاہری و باطنی

(بقیہ حاشیہ) کا ذکر کیا ہے۔ بالکل یہی شیخ محدث مراد ہیں۔ جن کا سال وفات غزنی نے ۹۰۰ھ لکھا ہے بلکہ غزنی
آپ ارباب حدیث کی بڑی مند وینہ والوں میں سے ہیں۔ فقہ اور سنت کی کتابیں ایران میں شیخ الاسلام
مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی اور حضرت امیر سید جمال الدین عطار اللہ محدث کی خدمت میں تصنیف اور مطالعہ
فرمائی تھیں۔ نقشبندیہ سلسلہ میں ارادت رکھتے تھے۔ امیر عبداللہ ہروی جو میر قبطی کر کے مشہور ہیں شیخ جلال واعظ
ہروی بخاری کے مرید تھے۔ امیر عبداللہ کی ملازمت میں آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تھے۔ ہجری سز نو سواتی
میں فرمان طلب قبول فرما کر لاہور میں خواب گاہ اختیار کی۔ (اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۶۹۸)

مفتی صاحب نے جن اسمعیل محدث ۴۸۸ھ کے حالات خزینۃ الاصفیاء اور حلیۃ الاولیاء میں لکھے ہیں ان کا ذکر
معاصر کتب میں نہیں ملتا اور بعد کے معتبر تذکروں نفحات الانس اور اخبار الانبیاء بھی ان کے ذکر سے
خالی ہیں مفتی صاحب کی محکمہ کتاب تحفۃ الاولیاء ایک وضعی تذکرہ ہے۔ جس کا وجود اس وقت نہیں ہے ورنہ
اس کی حیثیت کے بارے میں مزید بحث کی جاتی۔ صاحب نزہۃ الخواطر جن کا پنجاب کے سلسلہ میں سب سے بڑا
ماخذ خزینۃ الاصفیاء ہے اور انہوں نے عموماً خزینۃ الاصفیاء کی روایات بغیر کسی تحقیق کے شامل کتب بھی کر لی ہیں۔
نزہۃ الخواطر کی پہلی جلد میں کسی اسمعیل لاہوری ۴۸۸ھ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ غزنی کے حوالے سے جو متعجل جلد ۳ میں اسمعیل
نقشبندی لاہوری ۴۸۸ھ کا ذکر موجود ہے، مگر اکثر متاخرین نے مفتی صاحب کی تقلید کی ہے۔

سید ہاشمی فرید آبادی نے شیخ اسمعیل الشاشی جن کا ذکر حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب (۱۲۸) میں اپنے
معاصرین غزنی کے سلسلہ میں کیا ہے۔ انہیں شیخ اسمعیل محدث لاہوری قیاس کر لیا ہے جو درست نہیں۔ ان کا لاہور
سے کبہم قائم کا تعلق ثابت نہیں ہے (ماثر لاہور جزو دوم ص ۸) بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیخ اسمعیل محدث لاہوری کا
صحبہ سال وفات ۹۰۰ھ کے ذکر ۴۸۸ھ

۱۔ محمود ایاذ کے جن مشکوٰۃ تعلقات کا ذکر ادبیات میں ملتا ہے۔ وہ یقیناً مبالغہ آمیزی سے خالی نہیں ہیں۔
سلطان محمود حبیب جابر اور مدبر مجلا اپنے غلام کو کہاں اتنی ذہیل دے سکتا تھا۔ نیز محمود ایاذ کے یہ قصے بطور
معد کے بعد فارسی ادبیات میں شہرت پاتے ہیں (محمود شیرانی : مقالات جلد پنجم ۹۵، ص ۴۸)

عطا کی تھی۔ سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین ہوا تو اس کے وقت میں اس کا بیٹا
 مہمود جو نوجوان لڑکا تھا۔ پنجاب کا صوبہ قرار پایا۔ اس کا اتالیق ایاز مقرر ہو کر ہمراہ آیا جب
 مسعود مر گیا اور اس کا بیٹا مہمود تخت نشین ہوا تو مہمود نے اس کے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت
 علیحدہ ہندوستان میں قائم کی۔ اس واسطے مہمود فوج لے کر اس پر چڑھ آیا۔ جب لاہور کا محاصرہ ہوا
 تو بروز عید ناگاہ مہمود بزرگ مہفاجات مر گیا اور مہمود نے اپنا تسلط پنجاب میں کر لیا۔ ایاز اس کے
 اتالیق کو مہمود مہمود نے چاہا کہ غزنوی کو اس کو ہمراہ لے جائے، مگر اس نے منظور نہ کیا اور تارک الدنیا
 ہو کر صحبت فقر اختیار کی اور بزرگان لاہور سے فیض کامل حاصل کیا اور بے انتہا دولت جو اس کے
 پاس تھی براہ خدا فقرا و غربا کو دے دی یہ بزرگ بانی لاہور کا بھی شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب لاہور
 پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور راجہ انگپال راجہ جے پال کا بیٹا مقوڑے سے مقابلے کے
 بعد ہند کو بھاگ گیا تو مہمود کی فوج نے اس شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھے سب کے سب
 لاہور سے نکل گئے۔ شہر میں کوئی تنفس باقی نہ رہا۔ اس وقت ایاز نے سلطان سے اجازت لے کر
 اس شہر کو پھر آباد کیا اور رعایا کو دور دور سے طلب کر کے اس میں قیام پذیر کیا۔ آخر نہ چار سو پچاس
 ہجری میں وفات پائی اور شہر لاہور کے اندر دفن ہوا۔

لے سلطان محمود کی حلت (۲۱/۱۰۳۶ھ) کے بعد اس کا فرزند جلال الدولہ محمد تخت نشین ہوا تھا جسے شکست دیکر مسعود غزنوی پٹنہ

۵۷۴/۱۰۳۶ء میں ایاز مہمود کے ہمراہ لاہور آیا۔ مہمود ۵۷۳/۱۰۴۲ء تک لاہور میں رہا۔

۵۷۴/۱۰۳۶ء واقعہ ۱۰ ذی الحجہ ۵۷۳ھ ۱۰ جولائی ۱۰۴۲ء کا ہے۔

۵۷۴/۱۰۳۶ء کے ایاز کے بانی لاہور ہونے کی روایت متاخرین کے قیاس کا نتیجہ ہے۔ کنگھم اور ڈپٹی محمد لطیف وغیرہ نے اس قسم کی
 عام قیاس آرائی سے کام لیا ہے۔ محمد لطیف نے اُس دور کی تعمیر کا ایک قطعہ بھی نقل کیا ہے جس سے ۳۷۵ء بآدہ پہلے
 جو صریحاً غلط ہے۔ خود لطیف ہی محمود کے الحاق کے بعد لاہور کو دوبارہ محمود کے ہاتھوں آباد دہنے اور یہاں کی چھپائی
 ایاز کے سپرد کرنے کا ذکر (۵۷۵) پر کر چکے ہیں۔

۵۷۴/۱۰۳۶ء فرشتہ نے مہمود کی وفات کے چند دن بعد ایاز کے انتقال کو جانے کی اطلاع دی ہے۔ لیکن ابن اثیر نے لکھا ہے
 کہ ایاز ۵۷۹ھ/۱۰۵۷ء میں فوت ہوا۔ فرشتہ کے مقابلہ میں ابن اثیر کی دیات درست تسلیم کی گئی ہیں۔ اس لیے ہمارے

نزدیک ابن اثیر کا قول (۵۷۹ھ) معتبر ہے (اشمی فرید آبادی : ماکثر لاہور ۱/۵۷)

۱۳۱۔ شیخ علی مخدوم جلالی غزنوی بجویری المخاطب و اما گنج بخش قدس سرہ

مقدمین اولیاء میں سے یہ حضرت امام طریقت ربہر حقیقت مطلع النوار عرفانی واقف بالسررہانی عالم علوم ظاہر و باطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد و زاہد متقی منظر خوارق و کرامت صاحب ولایت مشہور ہیں حضرت حسنی سید تھے۔ ان کا شجرہ اس طرح پرکتا بول میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش بجویری بن سید عثمان بن سید علی بن عبدالرحمان بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ۔ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی سے حضرت کی بیعت تھی اور ان کی سجدت شیخ حصری اور ان کی سجدت شیخ ابوبکر شبلی کے رحمۃ اللہ علیہم۔ پیر روشن ضمیر نے بعد تکمیل ہند کے لوگوں کی ہدایت کے لیے ان کو رخصت کیا۔ انہوں نے لاہور میں اکبرنگامہ فضیلت و مشیخت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبانِ حق کی تلقین ہوتی۔ ہزاروں جاہل ان کے ذریعہ سے عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں گمراہ رو بہ راہ، ہزاروں دیوانے صاحب عقل و ہوش ہزاروں ناقص کامل و ہزاروں فاسق نیکو کار ہوئے۔ تمام زمانے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ اس وقت لاہور مرجع علماء و فضلاء تھا۔ دور دور سے شیخ حضرت کی خدمت میں آکر مبرہ یا ب ہوئے حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی جواب تک موجود ہے۔ محراب اس وقت اس مسجد کا اور ماسجد کی نسبت سے کچھ ٹیڑھا با طرف جنوب رہ گیا تھا۔ علماء نے اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش

لے ہماری معلومات کی حد تک مفتی صاحب سے پہلے مولوی محمد صالح کہنا ہی نے سلسلہ الاولیاء ۱۶۶۶ء میں سبوالغنی محمدی آپ کا شجرہ نسب نقل کیا ہے (سلسلہ الاولیاء رقمی)

لے لقب گنج بخش بہت بعد میں معروف ہوا ہے۔ ہمارے علم میں اس وقت تک قدیم ترین مصنف جس نے سب سے پہلے گنج بخش لکھا ہے۔ وہ محمد قاسم عبرت لاہوری مصنف عبرت نامہ (دربال ۱۱۳۵ھ) ہے (عبرت نامہ رقمی ذخیرہ) لے بقول نامی مرحوم مفتی غلام سرور نے نید کے ساتھ جملہ شہید لکھا ہے وہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جو زید شہید مشہور ہیں وہ امام زین العابدین بن امام حسین بن علیؑ کے فرزند تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بزرگان لاہور ص ۱۸۴)

لے مسجد کو کشادہ کرنے کے لیے اسے شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی ہے اور اس قدیم محراب کا نشان ایک پتھر کے ذریعہ ظاہر رکھا گیا۔ اب ٹھیکہ اوقاف اس مسجد کو فرید و وسعت دینے والا ہے۔

رہے۔ جب مسجد تیار ہو چکی تو حضرت نے کل ہمار کو بلا کر دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی۔ بعد نماز سب کو رو بہ قبلہ کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے فوراً بحکم خلاق اکبر پر دے اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے بچشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نادم ہوئے۔ تمام عمر حضرت لاہور میں رہے۔ آخر سال ۹۹۵ھ چار سو پینسٹھ میں فوت ہو کر اپنے تعمیر کردہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد بھی اولیائے کرام فیض وافر ان کی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین حسن سبزوئی چشتی اجمیری نے بھی یہاں چلہ پاؤں کی طرف کیا اور سرداری محل کی شاہنشاہ ہند خطاب پایا۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی نے ذوق و شوق کا مذاق بھی ایسی دیباہ سے پایا۔ علیٰ ہذا القیاس تمام بزرگان اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہیں سب نے اس کی آستانہ بوسی کی ہے حضرت شاہزادہ دارا شکوہ فرماتے ہیں کہ چالیس جمعات جو کوئی بہیم ان کے مزار پر جلتے۔ خدا سے جو مانگے سو پائے۔ اب بھی ہر ایک جمعات کو مقتدان شہر لاہور و شہر اتر سرجم ہو کر حضرت کے مزار پر تمام رات بیدار رہتے ہیں۔ شام سے صبح تک درود شریف و نعت شریف کا ذکر ہوتا ہے۔ پھروں کو ہر ایک جمعہ کے روز میلاد ہوتا ہے۔ عام و خاص حضرت کے سلام سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجود یکہ ۹۹۵ھ سو سٹائیس برس ان کی وفات کو گزرے ہیں آج تک گرم ہے، بلکہ روز افزوں ہے شک ات ادلیعہ اللہ لا یموتون (تحقیق اولیائے اللہ کہیں نہیں مرتے ہیں ۱۲) حضرت کے مرتد مقدس پر پہلے گنبد تھا۔ بارہ برس گزرے ہیں کہ حاجی نور محمد سادھو نے تعمیر کیا اور پھر مرتت سفیدی وغیرہ کی میاں محمد جان رئیس امرتسر نے کرائی۔ خدا دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قطعات تاریخ فارسی

عل غزنوی آن شاہ ہجویر	سراپا نور روشن ماہ ہجویر
چو درزید آسند از دنیای فانی	مکان اندر مکان لامکانے
عیان تاریخ او چوں ماہ گفتم	علی ہجویری عالی جاہ گفتم
چو بورداد سرور و سرخیل ابرار	برآمد سال ترحیلش از سرور
چو جسم از حسد و نارنج سالش	عیان شد کاشفت دین ارتحالش

۱۰ سال وفات میں اختلاف ہے۔ آقائی عبدالحی جیسے نے کشف المحجوب کے اندرون (باقی صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ) شواہد کی بنا پر اس کا زمانہ تصنیف ۴۰۰ھ ہجری ثابت کیسے۔ گویا ان سنین تک آپ بقید حیات تھے۔

۲۔ داراشکوہ :

۳۔ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء کے بعد لاہور اور اطراف و اکناف پاکستان نیز افغانستان کے معتقدین کی حاضری ہوتی ہے اور دیگر ممالک کے زائرین بھی حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

۴۔ اب تقریباً سو اسی سال ہو چکے ہیں۔

۵۔ حضرت علی ہجویریؒ کے بارے میں جدید تحقیق کے بعض نتائج یہ ہیں۔

(۱) آپ کا سال ولادت غیر متعین طور پر ۴۰۰ھ ہے (محمد موسیٰ حکیم امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ۱۰-۱۱)

(۲) آپ کا سال وفات ۴۶۵ھ غلط ہے بلکہ کشف المحجوب کے اندرون شواہد آپ کے ۴۰۰ھ تک بقید

حیات ہونے کا ثبوت مہیا کرتے ہیں (عبدالحی حبیبی)

(۳) فوائد الفوائد میں مذکور آپ کے برادر طریقت شیخ حسین زنجانی، معروف شیخ حسین زنجانی فتنہ ہجری

(مدفون چاہ میراں) سے مختلف شخصیت ہیں۔

(۴) کشف الاسرار آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ محض منسوب اور وضعی کتاب ہے (محمد موسیٰ حکیم امرتسری)

مقدمہ کشف المحجوب (۲۲-۵۲)

ملاحظہ ہو :

(۱) عطار فریدالدین: تذکرۃ الاولیاء طہران (۲) امیر حسن سجوی: فوائد الفوائد ۵۷، ۶۰

(۳) علی محمد جانمادر: در نظامی (۴) محمد یعقوب بن عثمان غزنوی خواجہ: رسالہ ابدالی خطی نسخہ برٹش میوزیم

(۵) جامی: نفحات الانس ۲۱۰، ۲۱۱ (۶) احمد زنجانی: تحفۃ الواعیلین غیر موجود

(۷) ابوالفضل: آئین اکبری ۳/۳۷ (۸) عبد الصمد: اخبار الاصفیاء اسلامیہ کالج پشاور

(۹) لعل بیگ بخشی: ثمرات القدس خطی مملوکہ مولانا نصرت نوشا ہی شرق پور پاکستان

(۱۰) غوثی مندوی: اذکار ابراہیم ترجمہ گلزار ابراہیم ۲ (۱۱) داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء کھنڈ ۱۶

(۱۲) زوکوفسکی: مقدمہ تصحیح کشف المحجوب ماسکو، طبع ثانی طہران

(۱۳) عبدالحی حبیبی: تاریخ وفات و تاریخ جنس علی ہجویری غزنوی مقالہ مشمولہ آئین کالمین فروری ۱۹۶۰ء (باقی صفحہ آئندہ)

۱۳۲۔ سید احمد المشہور بسجی سرور سلطان قدس سرہ

قدماے مشائخ و کبرئے اولیائے خطہ ملتان سے ہیں۔ شجرہ آبائی ان کا بقیل صاحب تشریف الشرفا
اس طرح پر جناب علی المرتضیٰ تک پہنچتا ہے کہ سید احمد بن سید زین العابدین بن سید عمر بن سید عبداللطیف
بن سید بہاء الدین بن سید غیاث الدین بن سید بہاء الدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید
عیسیٰ بن سید صالح بن سید عبدالغنی بن سید جلیل بن سید خیر الدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید
عبدالجلیل رومی بن سید اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام
حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے باپ زین العابدین عرب سے بسبب
کسی تفرقہ کے ہند میں آئے اور بمقام کمرسی کوٹ علاقہ ملتان مقیم ہوئے۔ چونکہ مرد عابد و زاہد و شب
بیدار نیک رو نیک خو تھے۔ اس گاؤں کے مقدم مسیٰ پیرانے اپنی لڑکی بی بی عائشہ ان کے نکاح
میں دے دی۔ اس کے بطن سے حضرت سید احمد ولی مادر زاد پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہوئے اور باپ
مرگیا تو ان کی بزرگی کا شرہ جہاں میں ہوا اور لوگ جوق جوق قدم بوس ہونے لگے تو برادران خالہ زاد کو
جن کے ساتھ یہ نصف گاؤں کے مالک تھے۔ حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے اس واسطے
حضرت نے وطن سے ہجرت کی اور بغداد میں جا کر حضرت غوث الاعظم و شیخ الشیوخ شہاب الدین مہرزی
و شیخ مودود چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض باطنی پایا اور کامل ہو کر واپس ہند کو آئے۔ پنجاب میں
پہنچ کر چندے بمقام دھونکل سکونت کی پھر کمرسی کوٹ میں آئے۔ صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی ان کے
نکاح میں دی۔ اس سے ایک بیٹا سراج الدین نامی پیدا ہوا۔ جب اس قدر عزت حضرت کی بظاہر باطن
بڑھ گئی تو وہی حاسد اس ارادہ میں ہوئے کہ حضرت کو قتل کر دیں۔ یہ خبر حضرت کو پہنچ گئی تو بنظر رفع فساد آپ
مع جہائی عبدالغنی و زوجہ سراج الدین، لیس فرود سال گاؤں سے پوشیدہ نکل آئے اور زیر دامان کوہ جہاں
اب موضع نگاہ آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اسی مقام پر ہے۔ اگر عین ویرانے بے آب میں خمیہ برپا
کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قدم کی برکت سے وہاں ریگستان میں پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو اب تک ہے

(بقیہ حاشیہ) (۱۴) محمد موسیٰ امرتسری حکیم: مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری لاہور ۱۳۹۳ھ

(۱۵) محلہ سلم: لاہور میں دامانچ بخش کی آمد مقالہ مشمولہ تاریخی مقالات لاہور

پہچھے ان کے جب حاسد مہمایوں نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو مجمع کثیر کے ان کے پیچھے سو رہے اور اس مقام پر اگر حضرت کو مع لواحقین شہید کر دیا یہ واقعہ سنہ پانسو ستمتر ہجری میں واقع ہوا۔
قطع تاریخ

سید و سرور و سخی احمد بود در ملک سروری والی
رفت چوں از جہاں بنگلہ بریں شد زمین از وجود او خالی
سال تاریخ وصل آں سرور گفت سرور کہ سرور عالی

۱۳۳۔ سید حسین زنجانی لاہوری قدس سرہ

قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب ہدایت و ارشاد و زہد و تقویٰ و شرافت و سنجابت و سیادت تھے۔ شجرہ ان کا حضرت جنید بغدادی کے ساتھ ملتا ہے۔ سید یعقوب زنجانی کے ساتھ یہ لاہور میں آئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا۔ تمام عمر ہدایت خلق میں گزارائی۔ آخر سال چھ سو ہجری میں وفات کی۔

۱۔ شیخ حسین زنجانی لاہوریؒ کے حالات کے سلسلہ میں مفتی صاحب خاصہ الجبھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

خزینۃ الاسفیا، (۲/۲۳۲) میں بحوالہ فوائد القواد لکھتے ہیں کہ شیخ حسین زنجانی حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے پیر بھائی تھے۔ جب ان کے مرشد نے انہیں لاہور جانے کا حکم دیا تو آپ نے کہا۔ ماں تو میرے برادر طریقت حسین

زنجانی موجود ہیں میری کیا ضرورت ہے۔ مرشد نے مکر یہی حکم فرمایا۔ جب آپ لاہور پہنچے تو شیخ حسین زنجانی کا جنازہ جاتے دیکھا تو مرشد کی نظر سا کا علم ہوا۔ حضرت علی ہجویری کا سال وفات باختلاف روایت بعد ۸۰۰ھ ہے گویا

اس مندرجہ روایت کے مطابق شیخ حسین زنجانی کا انتقال ۸۰۰ھ سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اب مفتی صاحب

خود ہی خزینۃ الاسفیا، (۲/۲۵۰) اور حدائق الاولیاء میں شیخ حسین زنجانی کا سال وفات بغیر کسی حوالہ کے ۷۰۰ھ لکھ دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زیر بحث شخصیت فوائد القواد میں مذکور شیخ حسین زنجانی سے مختلف ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جب قریباً ۵۰۰ھ (تاریخ السلف ۹۷) میں لاہور تشریف لائے تو شیخ حسین زنجانی سے ملاقات و صحبت رہی (ابوالفضل: آئین اکبری ۳/۲۰۷، جہاں، سیر العارفین

نونی، گلزار ابرار ۲۵، ۲۶، محمد صالح کنبو: عمل صالح ۵۰/۱، داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء ۱۲) (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۳۴۔ سید احمد توختہ تبریزی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اقل شہر ترمذ کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے باشارہ فیہی ہندوستان کو روانہ ہوئے جب شہر کچھ مقرران میں پہنچے۔ بی بی حاج و تاج دولہاکیاں اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک لڑکی بی بی حاج کا نکاح شاہزادہ بہاول الدین بن سلطان قطب الدین قریشی ہیکاری کے ساتھ کیا۔ وہاں سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اور بی بی تاج کا نکاح شاہ زید اپنے برادر زادے کے ساتھ کیا اور چار لڑکیاں باقی ماندہ بی بی محبت بی بی نور بی بی گوہر بی بی شہباز جو نہایت عابدہ و زاہدہ و رابعہ عصر تھیں ناکندہ فوت ہو گئیں۔ یہ بزرگ سید حسینی تھے۔ شجرہ ان کا اس طرح درج کتب ہے کہ سید احمد بن سید علی بن حسین ثانی بن سید حسنین محمد منی بن سید شاہ ناصر بن سید موسیٰ بن سید علی بن امام علی اصغر (بقیہ حاشیہ ۷) ۵۷۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے خضر خاں کا ذکر وقائع سیالکوٹ ۱۰۷۱ھ مؤلف محمد نعیم

(۵۷۷ھ) میں اس طرح آیا ہے۔۔۔۔۔ سید علی الحق بن سید حسن کی برادر جدی سید خضر خاں کو درمقرران عالی شان و امیران کبند مکان فیروز شاہی بود نواسہ سید حسین برادر سلطان المشائخ والاویا رسید السادات سید یعقوب صدر شاہ زنجانی کو مرقہ مقدس النشان در لاہور گذر بنیاد زیارت گاہ خاص و عام است در قصبہ رودکی کہ جید بزرگواران یہ از کم معتبر آئندہ با کرام و احترام تمام در دارالملک دہلی رسیدہ بود (۵۷۷ھ)

اس اقتباس سے مرعہ ہوا ہے کہ ۵۷۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے بقید حیات تھے۔ اس لیے شیخ حسین زنجانی کا ذکر در سال وفات ۶۰۰ھ قرین صحت ہے۔

۷۔ توختہ کی وجہ تسمیہ پر فرج بخش فرحت نے یہ بتائی ہے کہ ایک مرتبان کے شیخ نے انہیں للیب کیا۔ جب آپ گئے تو کمرے کا دروازہ بند پایا اور کمرے سے باہر ہی کھڑے ہو گئے کہ مبادا شیخ یا دو فرمائیں اور میں نہ ہوا تو۔۔۔۔۔؟ آپ صبح تک حکم کے منتظر رہے۔ جب صبح شیخ نے دروازہ کھولا تو آپ کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا۔ فرمایا: سید احمد توختہ! اس وقت سے توختہ آپ کے نام کا جزو بن گیا جو تک زبان کا لفظ ہے اور جس کے معنی ہیں۔ الیتادہ دکھڑا، (نامی ۱ تاریخ جلیہ ۱۲۶-۱۲۷ بحوالہ اذکار قلندری)

۸۔ ان نساء عارفات کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو۔ نامی و سالوی بیانیہ پادری ان کی نسبت خاصی غلط بیانی کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب ذراحت بی بیان پاکدامن۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شرافت و ولایت و کرامت ان کی موروثی تھی۔ اور توکل خاندان جنیدیہ سے تھا۔ وفات حضرت کی سنہ ۴۰۲ھ ہجری میں ہوئی اور مرشد پنجاب مادہ تاریخ ہے اور مرزا گوہر بار اندرون شہر لاہور محلہ چیل بی بیان طویلہ حضرت غلام محی الدین کے زیارت گاہ خلق ہے۔

۱۳۵۔ سید یعقوب المخاطب صد دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی و مجمع شرافت و نجابت تھے۔ زنجان سے بارادہ سیر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ ہزاروں آدمی طالبان ان کی بیعت میں آکر منازل قرب تک پہنچے۔ ان کے باپ کا نام حمید علی موسوی حسینی زنجانی تھا اور انہیں کے ہاتھ پر ان کی بیعت ہوئی۔ ان کا توکل سلسلہ شہلوئی کے ساتھ تھا و مسمیٰ طفیل صوبہ لاہور جو بہرلم شاہ غزنوی کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا۔ ان کا مرید تھا۔ اس سبب سے قبولِ عظیم ان کو حاصل ہوا۔ دولت ظاہری و باطنی کے خزانے بھر گئے اور لنگہ عام جاری ہوا۔ تمام پنجاب میں حضرت کی مشیت کا آواز تھا۔ دور دور سے لوگ حصول ارادت و توکل کے لیے خدمت میں حاضر ہوتے تھے انہیں ایام میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجوتی حضرت علی مخدوم گنج بخش جویہی کے روضہ مقدس

(بقیہ حاشیہ) یہاں سید حسین مدنی کی بجائے حسن ثانی ہونا چاہیے (تاریخ جلید ۱۲۷)۔
 کے ناصر الدین کے بعد و نام مفتی صاحب چھوڑ گئے ہیں یعنی سید حسینی حمید بن سید حسن (ایضاً ۱۲۷)۔
 اے ملاحظہ ہو،

(۲) نامی : تاریخ جلید ۱۲۷-۱۳۵

(۳) ایضاً : بی بیان پاکدین لاہور

(۴) ایضاً : بزرگان لاہور ۱۹۳-۱۹۷

۵۔ بہرلم شاہ کا عہد ۵۱۲-۵۵۲/۱۱۵۷ء تھا اور اس کے ساتھ ہی خواجہ معین الدین اجیری (وژولاہور حدو ۵۸۸) کے شیخ یعقوب زنجانی کے مہمان ہونے کا ذکر اور پھر شیخ یعقوب کا سال وفات ۴۰۴ھ لکھا۔ خاصاً متناظر نظر آتا ہے اس لیے شیخ یعقوب زنجانی کے وژولاہور کی روایت بعد طفول نائب بہرلم شاہ مشکوک ہے۔
 سچے موجودہ تحقیق سجوتی (س-ج-ز-ی) ہے۔

پر چلنے کے لیے اجیر سے لاہور آئے تو انہیں کے اقل و آخر چپے سے چند روزہ مان ہوئے۔ وفات حضرت کی سولہویں ماہ حبیب سندھ چھ سو چار ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر لاہور شہر میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۱۳۶۔ سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ سادات عظام و مشائخ کرام و علمائے صاحب شریعت و طریقت سے تھے۔ چل ان کا بغداد سے تھا۔ پہلے یہ بغداد سے مکہ شریف کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ میں عبادت حق گزارے اور شیخ کی مشہور ہوئے۔ پھر بایمانے باطنی ہندوستان کو رخ کیا اور سال پانچ سو چوہتر ہجری میں جس سال سلطان شہاب الدین غندی محاصرہ لاہور کا کیے ہوئے تھا۔ لاہور میں داخل ہوئے۔ خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی اس وقت شہر کے اندر محصور تھا۔ جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا چاہی۔ حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی کی جانب سے چھ برس تجھ کو اور امان ہے۔ بعد چھ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اس ملک میں غوریوں کا تسلط ہو جائے۔ پس اس سال میں شہاب الدین لاہور کے فتح کیے بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا۔ باقی ماندہ سلطنت غزنوی بادشاہوں کی نیست و نابود ہو گئی۔ وفات حضرت کی سال چھ سو بارہ واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے

۱۳۷۔ سید مصطفیٰ لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہیں حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خرد و کلاں ہے۔ ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے۔ جب خوارزم کی ولایت پر چنگیز خاں کا دخل ہوا اور شاہان خوارزم کی سلطنت جڑ سے اکھڑ گئی اور وہ ملک ویران و برباد ہو گیا تو انہوں نے ہندوستان کا راستہ لیا اور لاہور میں آکر سکونت اختیار کی۔ چوں کہ مرد عابد و زاہد و دل تھے۔ ہزاروں لوگ ان کے معتقد ہو گئے۔ سید مصطفیٰ بھی اس وقت ہمارے تھے۔ انہوں نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور مقتدائے زمانہ ہو گئے۔ باپ کے مرتبہ

۱۔ ملاحظہ ہو: (۱) لعل بگ لعل، خیرات القدس قلبی مسکوکہ مولانا نصرت نوشاہی شری قیو

(۲) محمد مقیم: وقائع سیکوٹ ۱۰۷۱ھ مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لاہور ۱۹۷۲ء

بعد یہ جانشین ہوئے۔ چوں کہ شیریں زبان اور خوش خلق نہایت تھے۔ سید مٹھ مشہور ہو گئے کہ مٹھا شیریں کو کہتے ہیں۔ ان کا شجر و نسب باقوال صحیح دریافت ہوا کہ سید مٹھ بن سید جمال الدین بن سید محمد بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ اشقری بن جعفر بن سید محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ وفات ان کی سال چھ سو اسی گھنٹہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

۱۳۸۔ مویٰ الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں سے بزرگ صاحب کمال اہل حال و قال تھے۔ صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ نام اصلی ان کا شرف الدین تھا۔ انہوں نے شہر سری نگر کشمیر میں آکر دین اسلام کو رواج دیا اور اسی کی توجہ سے راجہ زرنجن دیو والی کشمیر مسلمان ہوا اور تمام اہل کار اس کے داخل اسلام ہوئے۔ یہ قصہ اس طرح پر تواریخ اعظمی میں لکھا ہے کہ راجہ زرنجن دیو کو اپنے وقت میں خیال ایسا بات کا دامن گیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہو۔ اس کو قبول کرے۔ اس ارادہ پر اس نے ہر ایک دین کے علماء و فضلا کشمیر میں طلب کیے اور ان کی آپس میں بحث کرائی، مگر سبب اس کے کہ ہر ایک صاحبِ ملت اپنے دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا۔ تسلی کامل راجہ کی نہ ہوتی۔ آخر ایک روز یہ بات دل میں قائم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے میرے روبرو آئے گا۔ اس کا دین اختیار کروں گا۔ چنانچہ رات کو اسی فکر میں سو رہا۔ جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا اور باہر کی طرف نظر کی۔ اس وقت حضرت شیخ مویٰ الدین بلبل شاہ ڈل کے کنارے نماز پڑھ رہے تھے چونکہ پہلے اس سے اس کی رغبت دین اسلام کی طرف تھی۔ بہت خوش ہوا اور اسی وقت حضرت کو روبرو بلا کر

لے زرنجن کا مسجد اور پورا نام مہاجن بن مہاجن ڈگوس گرب تھا جو ۱۲۹۰ سے ۱۳۲۰ م تک لایچ کا حکمران رہا پھر ۱۳۲۰-۱۳۲۳ء کشمیر پر حکمرانی کی۔ ۱۳۲۰ء میں وہ کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور تمام شورشوں کو دبا کر ۱۳۲۰ء کے بعد حضرت شرف الدین معروف بہ بلبل شاہ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا اور صدر الدین نام رکھا گیا۔ اس کا سال لاہور چند بھی مشرف باسلام ہوا (محب الحسن) کشمیر سلاطین کے عہد میں (۵۵-۵۶ء)

مشرف باسلام ہوا۔ جب راجہ سلمان ہو گیا تو اکثر اس کے امراء بھی مسلمان ہو گئے اور نور اسلام کشمیر کی سرزمین پر روشن ہوا۔ راجہ نے ان کی خاطر کشمیر میں ایک مکان خالقہ تعمیر کیا۔ جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے۔ ایک مسجد عالی شان حضرت نے خود تعمیر کی اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق میں مصروف رہے۔ آخر سال سات سو تائیس ہجری میں فوت ہوئے اور شہر کشمیر میں مدفون ہوئے۔ مکان مسکن مذہب ان کا اب تک ننگہ بیل شاہ مشہور ہے۔

۱۳۹۔ شیخ سید ابوالاسحاق گازرونی المشہور میراں بادشاہ لاہوری قدس سرہ

لاہور کے قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ مشہور ہیں۔ ۹۱۱ھ ان کا شہر گازرون سے تھا اور شیخ اوصوال الدین اصفہانی کے مرید تھے۔ وہاں سے بطریق سیرتہ کو آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ ہزاروں طالبان حق ان کے حلقہ ارادت میں آئے اور مدت العمر تکمیل و تربیت طالبان میں مصروف رہے۔ آخر سال سات سو چھیاسی ہجری میں فوت ہوئے۔ لاہور کے اندر مدفون ہوئے جب علم الدین حکیم المشہور ذاب وزیر خاں نے جامع مسجد اس جگہ تعمیر کی تو ان کے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک حجرہ خانہ میں رکھا جو اب تک زیارت گاہ خلق ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ان کی تاریخ وفات ہے۔

سہ رچن نے دریائے جہلم کے کنارے اپنے محل کے پاس ہی بابا بیل شاہ کے لیے ایک خانقاہ بنوائی اور اس پر کئی گاہوں وقف کئے۔ جن کی آمدنی سے ملازمین کا خرچ چلتا تھا (ایضاً ۱۵۵)

سہ خانقاہ کے پاس رچن نے ایک مسجد بھی تعمیر کی جس میں وہ پانچ وقت نماز ادا کرتا تھا (ایضاً ۱۵۵)

سہ شاہ شرف الدین معروف بہ بیل شاہ، شاہ نعمت اللہ فارسی کے مرید تھے۔ جن کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا اور آب سہروردیہ کے دور حکومت میں منگولوں کے حملے کے خوف سے کشمیر میں ایک ہزار پناہ گزینوں کے ساتھ ترکستان سے آئے تھے (ایضاً ۱۵۵) علوم و فنون کے عالم تھے (اعظمی ص ۳۱)

لاحظہ ہو ۱

۱۱۔ محمد اعظم، تاریخ کشمیر اعظمی، کشمیر ۱۳۵۵ھ، ص ۳۱، ص ۳۲

۱۲۔ عب الحسن، کشمیر سلاطین کے عہد میں تخریم علی حاد عباسی، دار المصنفین اعظم گڑھ، ۱۹۹۷ء، ص ۵۶، ص ۵۷

۱۳۔ جلالی، نزہۃ الخواطر ۲/۹۹

۴۱۔ شیخ نور الدین ولی کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی مظہر تجلیات صوری و معنوی زہد میں طاق، ریاضت میں یگانہ آفاق، تیس برس کی عمر میں ان کو شوق حق دامن گیر ہوا تو بارہ سال تک بحالت تنہائی بے خور و خواب ویرانہ جنگل میں رہے۔ جب بھوک غالب ہوتی تو تھوڑی سی کامنی کی پتی کھا لیتے۔ پھر بارہ سال تک روزمرہ کی خوراک آپ کی ایک کاسہ دودھ کا تھا۔ پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڑھائی برس تک غلہ جو تھوڑا سا جوش دے کہ اس کا پانی خوراک رکھا۔ غرض چھپیس سال تک حضرت نے روٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت میں کامل ہوئے۔ پھر جب سید میر محمد بن سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے تو ان کی خدمت میں جا کر بیعت کی اور صاحب طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نور الدین بخمدت میر سید حسین سامانی و شیخ بہاؤ الدین و شیخ سلطان کپہل و بابا حاجی ادہم کشمیری کے حاضر ہو کر کامل فائدہ حاصل کیا اور قطب الآفاق خطاب پایا اور صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ شاہ نور الدین مادر زاد ولی تھے۔ جب یہ اپنی ماں کے بطن میں تھے۔ رجال الغیب ان کی والدہ کے پاس آکر سلام کئے اور بی بی لال ودی جو ایک عورت عارفہ تھے۔

سے میر سید محمد بن امیر کبیر سید علی ہمدانی، سلطان سکندر کے زمانے میں کشمیر میں آئے اور کشمیر میں خانقاہ و مدرسہ قائم کر کے تبلیغ و تدریس کا بہت کام کیا (اعظمی ۴۲-۴۴)

سے سید احمد سامانی بن کمال الدین بن محمود، میر سید محمد ہمدانی کے مریدین میں سے تھے۔ تنویر السراج شرح سراجی آپ کی تصانیف میں سے ہے۔ نمونہ مکمل مدفون ہیں (اعظمی ۴۴)

سے شیخ بہاؤ الدین کشمیری، کشمیر کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ خواجہ محمد اعظم نے بابا نور الدین ولی اور ان کے روابط اور بادر طریقت ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ "از صحبت و امل حضرت بہاؤ الدین و شیخ المشائخ شیخ نور الدین ریشی از اقران ایشان۔۔۔ الخ" (اعظمی ۵۵) مولانا عبدالحی نے شیخ بہاؤ الدین کو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری لکھا ہے (نزہۃ الخواطر ۳/۱۸۸) جو درست نہیں ہے۔

سے بابا حاجی ادہم، بعض نے ادہی بھی لکھا ہے۔ آپ کا سلطان ابراہیم ادہم سے نسبی تعلق تھا۔ اکابر وقت اور علوم ظاہر و باطن کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ شاہی قلعہ کشمیر سے باہر مدفون ہوئے (اعظمی ۵۵)

کشمیر میں تھی۔ اس نے بھی ان کی والدہ کے پاس آکر خبر دی کہ خداوند تعالیٰ عنقریب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کرے گا جو قطب وقت ہوگا۔ ولادت حضرت کی سنہ سات سو ستاون اور وفات سال آٹھ سو بیالیس میں واقع ہوئی اور روزہ منورہ ملک کشمیر میں زیارت گاہ خلقِ اللہ ہے اور ظلاً ان کے بابا زین الدین و بام الدین و لطیف الدین و بابا نصیب الدین و بابا نصیر الدین و قیام الدین ان کے بعد صاحب ارشاد مرشد زمانہ ہوئے۔

قطعہ تاریخ

چونو مال الدین والی والی کشمیر زندگی نشیت اندر پردہ ستور
نوشتہ طرفہ سال ارتحالش ولی باصفا نور علی نور

۱۴۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ علمائے تبر دہلوی سے تھے۔ ان کے ذکر خیر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں خداوند متعالیٰ علیہ السلام بابا زین الدین کشمیری کی اصل کشتور سے تھی۔ زیادہ نام تھا۔ بابا بام الدین کی خدمت میں رہے اور ملان ہوئے پرنسپل الدین نام رکھا گیا۔ ۸۵۷ھ میں انتقال کیا (اعظمی ۶۴، نصیب کشمیری: تذکرہ فدائے مسموم دوم قلمی) ۸۵۷ھ قبول اسلام سے پہلے پورہ سادی نام تھا طبقہ برہمن سے لسی تعلق تھا۔ آخر عمر میں تائب ہوئے۔ کشمیر میں مدفون ہیں (نور نامہ قلمی باب دوم، اعظمی ۶۴، ۶۵)۔

۸۵۷ھ بابا لطیف کا قبول اسلام سے پہلے لدی رہنے نام تھا۔ کشمیر میں مدفون ہیں (نور نامہ باب ۱، اعظمی ۶۵)۔
۸۵۷ھ یہاں مفتی صاحب سے تلامذہ ہوئے۔ بابا نصیب الدین کشمیری ف ۸۵۷ھ مصنف نور نامہ، بابا نور الدین ولی کشمیری ف ۸۵۷ھ سے بہت بعد کی شخصیت ہیں (ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا چمن سلسلہ سرور دیہ)
۸۵۷ھ ان کا جمیع نام نصر الدین تھا۔ خود سال میں بابا نور الدین سے منسلک ہو گئے۔ وفات کے بعد اپنے مرشد کے بھائی میں دفن ہوئے (نور نامہ باب ۵، اعظمی ۶۵، ۶۶)۔

۸۵۷ھ بابا قیام الدین نے بکرم مرشد پرگنہ دیوہ میں سکونت اختیار کی۔ ریاضت و تقویٰ میں زندگی بسر کر کے کشمیر میں دفن ہوئے (اعظمی ۶۶)۔

(باقی برصغیر آئندہ)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے کامل مہر بخشا تھا۔ ان کو بخدمت جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور بیعت خدمت سید جمال الدین ابوحنس موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتان غلف الصدق قد وہ سادات کرام زبدہ مشائخ عظام جامع سیادات و نجابت شیخ سید حامد گیلانی تھے۔ ان کی وفات کے بعد مہر یہ شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ علی متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض پایا اور غرور و تبرک حاصل کیا۔ شیخ عبدالحق کو ہر ایک علم میں کمال حاصل تھا۔ خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں وہ کمال تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں سے شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی کتاب حرر الاستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح الغیب و کتاب جذب القلوب (بقیہ حاشیہ) (۱) نعیم الدین بابا : فرمانہ (مفصل حالات بابا نور الدین علی) علمی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم، کراچی میوزیم

(۲) محمد عظم : تاریخ کشمیر عظمیٰ ۶۲-۶۹ عبدالحق : نہایت الخواطر ۳/۱۸۸

۱۔ شیخ عبدالوہاب متقیؒ پاک دہند کے ان عظیم المثال علماء بر حدیث میں سے تھے جنہوں نے مکہ منظر کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر ساری علمی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور اپنے علمی تبحر کا سکہ مجاز، یمن، مصر اور شام سے منوایا تھا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۹۹۶ھ میں مجاز مقدس پہنچے اور ۹۹۹ھ تک وہیں قیام کیا اور قریباً سارا وقت شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں گزارا اور پاک دہند کی کایا پلٹنے کے لیے اس مرد بزرگ نے شیخ محدث کو یہ کہتے ہوئے کہ دہلی واپس جانا چاہیے کیونکہ دہلی تہذیبی جدائی میں ناالاں ہے۔ اس وقت طلبہ میں سے اٹھا دیا تاکہ روانہ ہو جائیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(عبدالحق شیخ : زاد المتقین قلمی، اخبار الاخیار، خلیف احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحق ص ۱۸، ۱۹)

۲۔ شیخ علی متقی بن حام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان قادری شاذلی مدنی چشتی ۸۸۵ھ میں بلن پور میں پیدا ہوئے اور پچھتر سال ۹۷۵ھ میں رحلت فرمائی۔ شیخ علی متقی کو تصنیف و تالیف سے عشق تھا۔ آخری عمر تک یہ کام جاری رہا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سو بتائی ہے۔ زاد المتقین ورق ۸-۹، ملاحظہ ہو (زاد المتقین قلمی۔ اخبار الاخیار، ثمرات القدس، مدارج الولاہ قلمی، مفتاح العارفین قلمی، محمداقبال مجددی، شیخ علی متقی، مقالہ مشمول رسالہ سرحد تاریخ ۱۹۷۷ء ص ۱۹۷) شیخ محدث دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کی عربی و فارسی میں دو شرحیں لکھیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

الی دیا راجہ محبوب و مقبول خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار اکیسویں ہجری میں وقوع میں آئی اور ہزار و بیسویں میں ہے۔

ابن ہاشم علیہ السلام عربی شرح لمعات التبتیہ فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۲۴ رجب ۱۲۲۵ھ کو مکمل ہوئی اور جسے حافظ عبدالرحمان سلفی نے لاہور سے شائع کر دیسے اور فارسی شرح اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ ۱۰۱۹-۱۰۲۵ھ میں چھ سال کی محنت سے مکمل ہوئی۔ فنی ڈکشنر نے اپنے مطبع سے چار جلدوں میں شائع کیا تھا۔

(۱) علامہ المستقیم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

(۲) افیاد الاخیار، پاک و ہند کے علماء و مشائخ کا نہایت ہی مستند تذکرہ ہے۔ اس میں حضرت خواجہ شیخ حسین علیہ السلام جرحش سے لے کر اپنے زمانہ کے معروف مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ ابتدائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر عقیدتاً کیا گیا ہے۔ ۹۹۹ھ میں مکمل ہوئی۔ تکمیل میں ۹۹۹ھ کے بعد کے حالات بھی ملتے ہیں۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

(۳) فتوح الغیب حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے جس کی شرح حضرت شاہ ابوالعالیؒ کے حکم سے ۱۰۲۳ھ میں مکمل کی۔ مفتاح تخریج تاریکین نام ہے۔ لاہور ۱۲۸۳ھ اور کھنڈ ۱۲۹۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

(۴) جذب القلوب الی اخیار الحبیب فارسی زبان میں مدینہ منورہ کی تاریخ لکھی ہے۔ اس کا آغاز مدینہ منورہ میں ۹۹۸ھ میں ہوا اور تکمیل دہلی میں ۱۰۰۱ھ میں ہوئی۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

(۵) یہاں مفتی صاحب سے تسامح برآئے۔ شیخ محدث کا انتقال ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو ہوا و ظیق احمد نظامی، حیات کشین جلد ۱۵۰-۱۵۲،

(۶) مرزا بابک دہلی میں عرض شمس کے کنارے ہے۔ جسے ذاب مہابت خاں نے شیخ محدث کی حین حیات بنوایا تھا (ایضاً ۵۱-۱۵۲)

لاحظہ ہو :

(۱) عبدالحق دہلوی، تالیف قلب الالیف تذکرہ فرس التالیف، مجتہائی دہلی ۱۳۰۹ھ

(۲) ایضاً، زاد المتقین قلمی ملوک مولانا علامہ راشد ضیف مجو جانی لاہور۔

(۳) ایضاً، اخبار الاخیار مکملہ و متعدد مقامات میرٹھ ۱۲۶۸ھ

(۴) طرفی، اذکار اہبار ترجمہ گلزار اہبار ص ۵۹ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۴۲- شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ

یہ بزرگ اکابر علماء و اعظم فضلاء نے پنجاب سے تھار علوم ظاہری و باطنی میں فید الدہر و وحید العصر علم حدیث و تفسیر و فقہ میں طاق یگانہ آفاق و صاحب تصانیف اعلیٰ تھا چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی و کتاب مشور و تنبیہ و تکریم و حاشیہ عبد الغفور ان کی مشہور تصانیف میں سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی میں اس نے حسب الایمانے حضرت شاہ بلاول لاہوری کے لکھا ہے۔ اس بزرگ کو شاہان جغتائی کے دربار میں بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ کی اجازت سے اس نے لاہور میں درس جاری کیا۔ اس کا لکھا ہوا فتوے کل علمائے ہند کو منظور ہوتا تھا۔ اس نے فیض باطنی بھی بہت سے مشائخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجتہد الف ثانیؒ بھی اس کے حال پر بہت مہربان تھے اور انہوں نے بھی اس کو بخطاب آفتاب پنجاب مخاطب کیا تھا۔ وفات ان کی باقوال صحیح سال ایک ہزار اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ) (۵۱) محمد صادق الکلمات الصادقین۔ قلمی ملوکہ پر و فیس قریشی احمد حسین گجرات۔

(۶) عبدالقادر بدایونی : منتخب التواریخ ۳۱۴ - نوکشتور ایڈیشن

(۷) محمد صالح کنبول لاہوری : عمل صالح جلد سوم ص ۲۴۷، ص ۲۴۸

(۸) خلیق احمد نظامی : حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی دہلی ۱۹۵۳ء

سہ غنیۃ الطالبین کی یہ شرح چھپ چکی ہے۔

۱۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت مجددؒ کی حمایت میں ایک رسالہ دلائل التجدید کے نام سے لکھا تھا (مفتی العظیم مولانا محمد انیس کشمیری نے حضرت مجددؒ اور مولانا کی مراسلت کا ذکر کیا ہے (زبدۃ المقامات)

۲۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی پنجاب کے معروف ترین علماء میں تھے۔ عہد مظلیہ میں جن چند علماء کو خلافت کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ ان میں آپ کا نام نامی بھی شامل ہے۔ آپ کے فرزندانوں میں سے مولوی عبداللہ لاہوری بڑے نامور علماء میں سے تھے۔ دیگر صاحبزادے مولوی رحمت اللہ (محدثات) تذکرہ نوشاہی قلمی ملوکہ سید شرفت نوشاہی اور مولوی رحمان قلمی (دشنام لکھنوی) (کلمت نامہ قلمی) بھی قابل ذکر ہیں۔ (باقی بصفر آئندہ)

۱۴۳۔ حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہ

یہ بزرگ صاحب جذب و مکر مستی و استغراق و عشق و محبت تھا۔ پہلے یہودی مشرب تھا۔ کتاب تودیت کمال شوق سے پڑھا کرتا۔ من بعد مشرف باسلام ہوا اور علوم ظاہری میں تحصیل کی پہلی میں لعل و ہنراس نے اشتہار پایا۔ اچانک حضرت عشق اس کے حال پر متوجہ ہوئے اور یہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا۔ مدت تک اس کے عشق کے دام میں مبتلا رہا۔ من بعد بحکم الہماز فطرۃ الحقیقت معشوق حقیقی کے عشق میں ایسا محو ہوا کہ دُنی کی گنجائش عاشق معشوق میں نہ رہی اور یہ بے خود بے ہوش سر و پا برہنہ کشوف العورت کبھی باناروں میں پھرا کرتا اور کبھی ویران جنگل کو نکل جاتا ہوتے ہوتے یہ حالت طاری ہوتی کہ من خدایم من خدایم من خدا بر ملا کہنے لگا۔ جب یہ بات علمائے وقت کو معلوم ہوئی سب نے باتفاق اس کے قتل کا فتوے لکھا اور اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ بادشاہ کے حکم سے سنہ ایک ہزار ستر ہجری میں قتل ہوا اور قبر دہلی میں ہے۔

۱۴۴۔ سید ابوتراب المعروف بشاہ گداحینی شطاری لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اول شیراز میں رہتا تھا۔ وہاں سے بطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام گجرات شیخ وجہ الدین گجراتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ جب وجہ الدین فوت ہو گئے تو لاہور میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجرہ نسب ان کا یہ ہے کہ سید ابوتراب شاہ گداحین سید نجیب الدین بن شمس الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن عبدالواب بن عبدالباری بن عبدالبرکات بن انور علی

(بقیہ حاشیہ علیہ) ملاحظہ ہو :

(۱) عبدالحمید : بادشاہ نامہ

(۲) محمد صالح کنبو : محل صالح جلد سوم

(۳) آزاد غلام علی میر : آثار الکلام دفتر اول ۲۰۴-۲۰۵ (۴) ایضاً : ص ۶۶

(۵) وزیر بن اشرف واکٹر : مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

مقالہ برائے حصول فی ایچ ڈی دانشگاہ پنجاب ۱۹۶۹ء

(۶) شمس العلماء : تاریخ نظام الملکیم اردو مطبوعہ دہلی

(۷) فوق محمد الدین : ملک العلماء سیالکوٹی لاہور ۱۹۲۴ء

بن عبد اللطیف بن محمد شریف بن ابوالمظفر بن عبد الباقی بن ابوالحسن بن عبدالعزیز شیرازی بن عبداللہ بن
 محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موسیٰ بن مسعود بن صادق بن احمد بن سید باقر حسین بن زید بن جعفر بن محمود
 بن مارون بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور شجرہ پیران عظام یہ ہے کہ سید
 ابوتراب مرید و خلیفہ شیخ وجیہ الدین گجراتی اور وہ مرید سید محمد غوث گوالیار سی اور وہ مرید شیخ صفور حاجی
 اور وہ مرید شیخ ابوالفتح المشہور ہدایت اللہ سرمست اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید شیخ عبدالوہاب
 اور وہ مرید شیخ عبدالرؤف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ عبدالغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید
 عبدالرحیم اور وہ مرید سید ابوبکر تاج الدین اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوب سبحانی سید
 عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ۔ وفات حضرت کی چودھویں شمال سال ایک ہزار اکتر ہجری میں واقع
 ہوئی۔ چچہ خلیفہ کامل شاہ گد کے تھے۔ اول قاضی محمد لاہوری دوم شیخ فاضل سوم شاہ جمال چہارم
 لعل گدا، پنجم احمد گدا، ششم شہباز گدا۔

۱۴۵۔ خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں مرد صاحب کشف و تصرف و کرامت و زہد و ورع و تقویٰ جامع
 کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ ان کی تصانیف میں سے ثنوی مخزن عشق و شرح ثنوی مولانا کے مرقم
 ہے۔ جس کو شرح الیوبی کہتے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت نے حق شرح ادا کر دیا ہے۔ صوری و معنوی
 ملے شرح الیوبی، کے کئی خطی نسخے راقم کی نظر سے گزرے ہیں (i) پنجاب یونیورسٹی لائبریری
 (ii) ملوکہ مولانا سید محمد طیب ہمدانی قصور۔

شرح ثنوی ملا عبدالحق کے حواشی میں شرح الیوبی سے بہت استفادہ کیا گیا ہے۔ اس شرح میں ملا
 عبدالحق کا وہ رقعہ بھی منقول ہے جو انہوں نے خواجہ ایوب قریشی کو لکھا تھا۔ ملاحظہ ہو :

منکہ احقر العباد خلیفہ عبدالحق ام۔ این چند بیت ثنوی مولانا روم قدس سرہ۔۔۔۔۔ در خدمت حضرت
 حقائق و معارف دستگاہ حضرت مولانا خواجہ ایوب جو سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودم کہ موافق بیانی کہ در تفسیر مدارک
 و بیضادی و تفسیر حینی و غیرہ تفسیر کردہ اندہی شونہ در جواب این غلام نوشتہ۔۔۔۔۔ الخ۔ تاویل فضلاء
 الٰہیہ بجاگوئی خوانندہ زیادہ چہ تصدیق (شرح ثنوی ملا عبدالحق ۱۱۵۵ھ دفتر پنجم ورق ۳۰۳ قلمی حال بکمل مولانا عبدالرشید لاہور)

معانی ثنوی کے اچھی طرح سے بیان کیے ہیں۔ سلسلہ عالیہ سروردیہ میں خواجہ ایوب مرید و شاگرد ثنوی حافظ محمد ثقی اور داماد ثنوی حافظ محمد ثقی کے تھے اور ثنوی محمد ثقی پانچویں جد مرفعت کتاب ہذا کے ہیں۔ اس طرح پرکرم ثنوی غلام سرور مرفعت کتاب بن ثنوی غلام محمد بن حافظ رحیم الدین حافظ رحمت الدین ثنوی حافظ محمد ثقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت میں سبق ثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا۔ ایک بیت کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اس کی سمجھ میں نہ آئے۔ رات کو اس کے خواب میں مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو اولیٰ ہمارے روحانیت سے پہنچا ہے۔ جو وہ فرماتے ہیں۔ بیت میں وہی منشا ہمارا ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا ثنوی کی شرح لکھنے کے لیے مصمم ہوا تو کتاب ثنوی ہاتھ میں لے کر اجازت مولانا سے چاہی اور کتاب کھولی۔ صفر کے سر پر یہ شعر لکھا دیکھا ہے

ثنوی امی ضیاء الحق صام الدین بیا اسے مقابل روح و سلطان خدا
ثنوی را شرح با مشروح وہ صورت امثال اودا روح وہ

جب یہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمر ہمت تحریر شرح پر باندھ لی۔ اور کئی سال میں ختم کی۔ قطعہ تاریخ اختتام کتاب شرح معنی خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہے: قطعہ:
 سلمہ ثنوی محمود عالم مرحوم نبیرہ ثنوی غلام سرور نے خواجہ ایوب قریشی کو ثنوی محمد ثقی کا فرزند لکھا ہے۔۔۔۔۔
 (ذکر جیل ۵۵)، حالانکہ خود ثنوی غلام سرور نے انہیں صرف شاگرد و داماد لکھا ہے۔ حسنہ زندگی کا کوئی ذکر نہیں (غزنیہ ۲/۳۷۰)

سلمہ ثنوی محمد ثقی ۱۱۳۲ھ بن ثنوی کمال الدین خود لاہور کے جید علماء میں سے تھے (ذکر جیل ۵۳)
 سلمہ ثنوی محمد ثقی بن ثنوی محمد ثقی ۱۱۹۱ھ اپنی آبائی مسجد مغنیاں میں قرآن حدیث وفقہ کا درس دیتے تھے (ذکر جیل ۵۴)
 سلمہ اس شجرہ نسب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا۔
 ۵۵ھ شرح ایوبی کا سال تکمیل ۱۱۲۰ھ ہے (غزنیہ ۲/۳۷۱) ثنوی محمود عالم نے شرح ایوبی کا سال تکمیل ۱۱۱۴ھ لکھا ہے (ذکر جیل ۵۶) جو درست نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو

۱۱۔ محمود عالم ثنوی: ذکر جیل (احوال خاندان ثنوی غلام سرور لاہوری) لاہور ۱۹۹۸ء ۵۵۔ ۵۶

یافت شرح ثنوی معنوی مولوی خلعتِ اتمام از لطفِ خدا
گفت تارِ بخشِ بگوشِ دلِ شنو طرفہ شرحِ ثنوی جانِ فزا
وفاتِ خواجہ ایوب کی جمعرات کے روز اکیسویں جمادی الثانی سال ایک ہزار ایک سو پچپن
ہجری میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۱۴۶۔ شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہ

شاہ لطیف برہان پوری کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجند تھا
شجرہ اس کا بچند واسطہ درمیان حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ شیخ
فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف برہان پوری اور وہ مرید شیخ برہان پوری اور وہ مرید شیخ عیسیٰ زندل
اور وہ مرید شیخ وجید الدین گجراتی اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیاری سات برس کی عمر میں پدر عالی قدر
نے اس کو شاہ لطیف کی خدمت میں حاضر کیا اور اس نے خرد سالی کی عمر میں پیر روشن خمیر کی خدمت
میں تربیت و تکمیل پائی و بسبب غایت جذب و استغراق بظاہر فتح شاہ سرمست مخاطب
ہوا۔ بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور میں بکارِ ہدایت و ارشاد مصروف رہا۔ ایک مرتبہ
دریائے راوی میں اتنی طغیانی ہوئی کہ شہر کے اندر پانی آگیا جو بہ لاہور نے حضرت کی خدمت میں
آکر دعا چاہی۔ حضرت نے ایک اپنا خادم دریا پر بھیجا اور فرمایا کہ دریا کو جا کہ کہ دو کہ جد ہر سے
آیا ہے۔ چلا جا۔ ورنہ قیامت تک خشک کر دیا جائے گا۔ جب یہ پیغام دریا کو پہنچا۔ فی الفور شہر سے
دور چلا گیا۔ وفات اس بزرگ کی سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر
لاہور میں ہے۔

۱۴۷۔ شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان لاہور میں سے صاحب تشریف و طریقت و حقیقت و معرفت تھے۔ صاحب
کتاب تشریف الکشف فرماتے ہیں کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سید محمود بن سید علی حسینی کر دی
سے کتاب تشریف الشرفا کے معتق اور اس کے وجود کے بارے میں اس وقت تک ہمیں علم نہیں ہے۔

سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ ان سے بیعت ہوئی اور شیخ محمد اشرف لاہوری سے سلسلہ اس کا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے اور اجازت سلسلہ نقشبندیہ کی ان کو حافظ سعد اللہ مجددی سے حاصل تھی۔ شجرہ ان کا اس طرح پر بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سید محمود اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید جلال الدین اور وہ مرید سید جمال الدین اور وہ مرید شمس الدین ابوالوفا قادری اور وہ مرید سید شباب الدین احمد اور وہ مرید سید قاسم اور وہ مرید سید عبدالیاسط اور وہ مرید سید بہار الدین العباس

۱۔ شیخ محمد اشرف لاہوری بن شیخ یونس مرید شیخ فرید ثانی و ہومرید والد خود شیخ بایزید ثانی و ہومرید شیخ وجہ الدین گجراتی و ہومرید شاہ محمد غوث گوالیاری۔ آپ لاہور کے نامور علماء میں سے تھے۔ اور نگ زیب عالمگیر سے استی ہزار روپے لاہور میں مدرسہ کی تعمیر کے لیے قبول فرما کر بے مثل مدرسہ بنایا تھا (محدث فیج : قران السعدین قلمی ورق ۱۰۱، اب ۱۰۱، ۱۰۲، آپ کی ایک تصنیف جامع الفوائد (در مسائل تصوف بطور مقدمہ) اپنے حالات بھی لکھے ہیں، قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی اور آپ کے ملفوظات احوال مشائخ کبار جامع سلیمان بن شہین سعد اللہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی یادگار ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۱۰۴ھ میں ہوا۔ حضرت حاجی محمد سعید لاہوری نے نقشبندی سلسلہ میں بیعت و اجازت کے بعد شیخ اشرف سے بیعت کی تھی (قران السعدین ورق ۱۱۰، اب ۱۱۰)

۲۔ حضرت حافظ سعد اللہ وزیر آبادی ۱۱۴۳ھ کا نام اس اللہ بھی معروف ہے۔ معاصر کتب میں اس اللہ ہی تحریر ہوا ہے۔ حضرت شیخ آدم بنوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ سعدی لاہوری ۱۱۴۳ھ کو حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں آپ ہی لے کر گئے تھے (محمد عمر چکنی : ظواہر قلمی ورق) خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد مصوم سرہندی سے بھی تعلیم و مکاتبت تھی (مکتوب خواجہ سیف الدین بنام شیخ اس اللہ، مشمولہ مکتوبات سیفیہ نمبر ۱۷۲، ۱۷۳) ملاحظہ ہو قران السعدین ص ۱۰۱، ۱۱۸-۱۱۹، ۱۲۵-۱۲۶، ظواہر ورق، مہدیین بخشش : نتائج الحزمین قلمی۔

۳۔ میاں نقل کرنے میں منفی صاحب سے دو نام رہ گئے ہیں۔ سید محمود بن سید محمد مرید شیخ عبدالرزاق و ہومرید شیخ شرف الدین لاہوری سید جلال الدین۔ الخ (قران السعدین ورق ۳۲ ب)

۴۔ یہ نام شیخ شباب الدین ابی العباس ہے نہ کہ بہار الدین (قران السعدین ۳۲ ب)

اور وہ عزیز سید بدر الدین حسن اور وہ عزیز سید ملا والدین اور وہ مرید سید شرف الدین یحییٰ نازمی
 اور وہ مرید سید ابوالصالح نصر اور وہ مرید سید آفاق عبدالسحاق کے اور وہ مرید اپنے والد بزرگوار حضرت
 غوث الاعظم علی الدین عبدالقادر جیلانی کے۔ قتل ہے کہ جب اسماء شاہ دہلوی پہلی مرتبہ لاہور
 کی تسخیر کیا اور صوبہ لاہور نے عندالمقابلہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے
 آخر ساکنان محلہ لکھی و عبداللہ واڑھی جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے۔ ان کی خدمت میں گئے
 اور عرض کی کہ شہر لاہور کے سب لوگ بھاگ گئے ہیں اور ہم اب تک اپنے اپنے گھروں میں حضرت
 کی حمایت کے بہرے پر بیٹھے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا محلہ
 غارت سے بچ جائے۔ تم کھلے دروازے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ آخر جب شہر فرج ہوا تو فوج
 نے کل شہر لوٹ لیا۔ سولے محلہ لکھی و عبداللہ واڑھی کے کہ وہ غارت سے بچ گئے۔ سبب یہ ہوا
 کہ جب بادشاہ شاہدہ کے مقام پر آتا تو پوچھا کہ اس شہر میں بزرگ صاحب طریقت کون ہے۔
 لوگوں نے حضرت کا نام لیا۔ بادشاہ فی الغیب باغلام مل حضرت کی خدمت میں آیا اور بعد زیارت
 حکم دیا کہ یہ دونوں محلے غارت نہ ہوں اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لیے مقرر کر دیے۔ نقل ہے
 کہ جب بعد غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کے رہنے والا خدمت میں حاضر
 ہوا اور عرض کی کہ افغانوں نے میرا گھر بار لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو مجھ کو بہت عزیز تھی
 ہمارے گئے۔ اب مجھ کو گھر کے ٹٹ جانے کا تو غم کوئی نہیں، مگر لڑکی کی جدائی نہایت شاق ہے
 اگر جناب کی توجہ سے یہ کام میرا ہو جائے تو نام زندگی مشکور و ممنون رہوں گا۔ حضرت نے
 یہ تقریر سن کر فرمایا کہ آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھول
 جب اس نے کھولیں تو لڑکی کو روہر و کھڑے ہوئے دیکھا۔ ایسی حالت میں کہ ایک ہاتھ میں
 اس کے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ میں تیل کا برتن تھا۔ عندالدریافت لڑکی نے جواب دیا کہ
 میں جب غارت ہو کر کابل میں گئی تو جو شخص مجھ کو لے گیا تھا اس نے ایک اور شخص کے پاس

سید احمد شاہ اہلالی کا لاہور پر پہلا حملہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء کو ہوا۔

۵۔ احمد شاہ اہلالی کے تسخیر ہند سے پیشتر ہی حاجی محمد سعید سے تعلقات تھے۔ چنانچہ اس نے علی سے پیشتر منشاخ
 ہند کے ساتھ خط و کتابت کی تھی۔ ان میں حاجی سعید کا اسم گرامی بھی شامل ہے (عزیز الدین وفلزلئی، تیسرا ڈیڑی ۱۶۷۶ء)

مجھ کو فروخت کر دیا۔ مشتری نے مجھ کو اپنی کینز بنا لیا۔ اس وقت مالک نے مجھ کو چار پیسے اور تیل کا برتن دے کر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آؤ۔ سو میں تیل لینے کے لیے باہر نکلی مگر جب بازار میں آئی تو یہ حضرت جو موجود ہیں۔ مجھ کو بل گئے اور فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کر لیں۔ جب کھولیں تو اپنے آپ کو یہاں موجود پایا۔ وفات حاجی محمد سعید کی سن ایک ہزار ایک سو چھیالیسھ میں ہوئی اور مرگاہ کوہرہ لاہور میں رہ رہ و نیلا گنبد پشت بازار نار کلی ہے۔

۱۰۔ معاصر ماخذ قرآن السعدین میں آپ کا سال وفات ۱۱۹۲ھ درج ہے۔

۱۱۔ حضرت حاجی محمد سعید لاہوری، لاہور کے جید علمائے حق تھے۔ مولانا محمد رفیع لاہوری کے ہم پخت تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حج پر جاتے ہوئے لاہور میں آپ کے مدرسہ میں قیام فرمایا تھا اور جو اہل علم کے اعمال کی اجازت حاجی صاحب سے حاصل کی تھی۔ جس کا شاہ صاحب نے خود ذکر کیا ہے (انتباء) حاجی صاحب کی تصانیف میں سے تفسیر مبین، رسالہ اذکار قادریہ، رسالہ در بیان فہم و تنزیلات، رسالہ ہرولت قائد الانام الی بیت الحرام، مکتوبات اور ملفوظات جامع اخذ محمد رفیع پشاور سے بہ قرآن السعدین کا سرخیل کیا ہے۔
ملاحظہ ہو،

۱۲۔ محمد رفیع اخوند، قرآن السعدین (احوال حضرت حاجی محمد سعید و اخذ محمد سعید پشاور) ۱۱۹۱ھ قلمی

ملک محمد اقبال مجددی،

۱۳۔ سلیمان بن شیخ سعد اللہ لاہوری، احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد شرف لاہوری)، قلمی ملک محمد اقبال مجددی

۱۴۔ محمد شرف لاہوری شیخ، جامع الغدائر قلمی ملک محمد اقبال مجددی

۱۵۔ حبیب اللہ ناسر زادہ حاجی محمد سعید، خلاصۃ النوافل قلمی ملک محمد سعید صاحب لاہور

۱۶۔ سعیدنا، قصائد فارسی و سندھ و مناقب حاجی محمد سعید لاہوری، ملک محمد سعید صاحب لاہور

۱۷۔ فقیر اللہ طوی، مکتوبات لاہور ۱۹۱۹ء (۱)، ولی اللہ دہلوی شاہ، الانتباء فی سلاسل الاولیاء مطبوعہ

۱۸۔ سیف الدین غلام سرہندی، مکتوبات سیفیدہ جامع مولانا محمد اعظم کراچی

۱۹۔ عزیز الدین وکیل و قلندر، تیمور شاہ دہلوی۔ انجمن ترویج کمالی طبع دوم ۱۳۴۹ء، حصہ دوم ص ۶۷

۲۰۔ امین اللہ علوی، شاہ فقیر اللہ طوی شکار پوری۔ مقالہ مشمولہ الرحیم سندھی مئی ۱۹۷۲ء

۲۱۔ محمد اقبال مجددی، حیات حاجی محمد سعید لاہوری۔ زیر طبع

۱۴۸۔ شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہ

بزرگان لاہور میں سے یہ بزرگ عالم اہل علم و عامل کامل تھا۔ باہر لاہور کے متصل ملہ پیر عزیز بزرگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنوایا ہوا تھا اور وہاں ہی سکونت تھی۔ دعوتِ اسمائے الہی کے ذریعہ سے ہر ایک کام میں یہ حاکمانہ حکم دیتا تھا۔ ادنیٰ فیض اس کا یہ تھا کہ جس شخص کو سانپ یا گنگ دیوانہ وغیرہ زہر ملا جانور کاٹتا۔ آپ کے دہن کے ٹٹے سے اچھا ہو جاتا۔ نسبتِ آبائی اس کی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتی ہے کہ سید یعقوب بن سید محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدر الدین بن سید نور الدین بن سید عبداللہ بن سید جعفر بن سید احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قیص قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاؤ الدین محمد بن جلال الدین احمد بن سید علی و جمال الدین قاضی ابو صالح نصر بن سید آفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم علی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اور شجرہ جسی اور پیری کا اس طرح پر مذکور ہے کہ سید یعقوب مرید و خلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم جاٹا اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ مرید سید محمود کدوی کاہی۔ اس سے اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی جہازم محرم سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ میں واقع ہوئی اور مزار متصل موضع مزرگ کے ہے۔ اس بزرگ کے تین فرزند

۱۔ شیخ عبدالرحیم اور مولوی عبدالرحمان حضرت حاجی محمد سعید لاہوری کے دو نواسے تھے جو آپ کے جانشین تھے۔ شیخ عبدالرحیم کے دو تعلقین وارثاد اور مولوی عبدالرحمان خالقا و حاجی سعید میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مفتی صاحب نے (غزنیہ ۱/ ۶۷۶) میں لکھا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مذکورہ دونوں نواسے حاجی صاحب کے حینِ حیات ہی فوت ہو گئے تھے بعدِ رست نہیں ہے۔ بلکہ معاصر تذکرہ قرآن السعدین میں واضح طور پر تحریر ہے کہ صاحبزادہ عبدالرحیم نے اپنی باطنی قوت کو مؤثر ہونے کی دعا حضرت حاجی صاحب کے مزار پر جا کر کی تھی۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ صاحبزادے حاجی صاحب کے وصال کے بعد جانشین ہوئے اور یہ تک بقیہ حیات ہی ہے (قرآن السعدین) ۲۔ یہاں مفتی صاحب سے سوہل ہے۔ ۱۱۶۰ھ میر یعقوب گیلانی کا سال وفات نہیں ہے۔ بلکہ یہ سال وفات توفیر فضل علی یکمل لاہوریؒ کا ہے جبکہ خود مفتی صاحب (غزنیہ ۲/ ۳۷۴) میں لکھ چکے ہیں۔ میر یعقوب کا سال وفات مفتی صاحب نے غزنیہ ۲/ ۳۷۴) ۹ صفر ۱۱۷۹ھ درج کیا ہے۔

کامل و مکمل تھے۔ ایک سید محمد یوسف دوسرے میر سید علی تیسرے میر اسماعیل جن سے مدت دراز تک سلسلہ ہدایت و ارشاد کا جاری رہا۔

۱۴۹۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

دہلی کے علماء سے یہ بزرگ سر دفتر علمائے عظام و فضلاء ذوالکلام تھے۔ علم و فضل و ورع و تقویٰ میں شان بلند و سراج ارجمند رکھتا تھا۔ تمام عمر عزیز و تعلیم و تدریس میں بسر کی اور تفسیر تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمن لکھی جو مقبول و منظور خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار ایک سو اسی میں واقع ہوئی اور مزار دہلی میں ہے۔

۱۵۰۔ خواجہ حافظ عبد الخالق اولیسی قدس سرہ

خاندان اولیسیہ کے یہ بزرگ موجد ہیں اور زمانے میں لعشوق و محبت و جذب و سکر و ذوق و شوق

سہ یہ تفسیر نہیں ہے بلکہ فقط ترجمہ ہے۔

۱۔ شاہ ولی اللہ اسلحہ سال وفات ۱۱۷۶/۱۱۷۳ھ ہے۔ یہاں غلطی صاحب ۱۱۸۰ھ درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔
۲۔ شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم ۳۴ شوال ۱۱۸۴ھ کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام عظیم الدین تھا۔ ۱۱۴۳ھ میں حج کے لیے حرمین شریفین گئے اور ۱۱۴۵ھ کو واپس وطن پہنچے۔ ۱۱۴۳ھ میں اسی سفر کے دوران لاہور میں ان کی حاجی محمد سعید لاہوری سے ملاقات ہوئی۔ تقریباً ۶۰ تصانیف دریافت ہو چکی ہیں جن میں تفسیر فتح الرحمن، حجة اللہ بالغة، ازالة الغفارة، النفاس العارفين اور مکتوبات نیاوہ مشہور ہیں۔ اہل حدیث علمائے بھی چند کتابیں آپ کی طرف منسوب کر دی ہیں بحوالہ تلمیذی: مجموعہ اربعہ ملاحظہ ہو :

(۱) ولی اللہ شاہ : الجزر الطیفاء فی ترجمۃ العبد الضعیف اردو ترجمہ مشمولہ خلیق احمد نظامی : شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات

(۲) ایضاً : النفاس العارفين دہلی ۱۳۲۵ھ

(۳) محمدا شوق بھٹائی : قول الجلی واسرار النفی (سوانح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) مخزن ذوق خانقاہ کاکوری

(۴) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ترتیب و تقدیم خلیق احمد نظامی - ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۶۹ء

(۵) رحیم بخش دہلوی : حیات ولی - لاہور (س۔ن) (۶) ملفوظات شاہ عبدالعزیز میرٹھ

الحمد لله قد قرأت حق کتاب الکتاب صاحب السعرة اخوتنا العالم الشیخ محمد حسن بن
 البی واصل حاله فاجرت در روز صبحی علی ان لم یکن بعض شیخ من اصحابه فی ضبط
 التماسک لاجل اسما الفکار - ایتمم فی بعض صحیفوں من قضا حنفی و من بعض السرائر
 لیس لکشف الهمان استغفر کتیبہ من السطون و نورث فی الفقہ و اللہ اعلم
 الخلدیم ۱۱۶۰ آخرت سرسبز لہجہ و کلمہ سبک اولاد و آواز اولاد

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا اجازت نامہ جو کتاب خانہ خدائیش
 (پٹنہ) کے معصوم و بھائی کے ایک نسخہ سے حاصل کیا گیا ہے۔

معروف تھے۔ فیض ان کو روحانیت خواجہ اولیٰں قرنی عاشق رسول اللہ سے ملا اور انہیں کی روح پر فتوح سے تربیت و تکمیل پائی جو کہ آباد اجداد اس بزرگ کے قدیم سے صاحب علم و فضل چلے آتے تھے۔ ابتدا میں انہوں نے بھی قرآن حفظ کیا اور علم پڑھ کر عالم متبحر ہوئے۔ من بعد شوق الہی دامن گیر ہوا تو بالفاق سید بلھے شاہ اگلشیر محمد اپنے مہاجی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبدالکیم قادری کے بمقام تلنگے۔ شیخ نے بعد مراقبہ گلشیر محمد کو تو اپنا مرید کہلایا اور سید بلھے شاہ کو کہنا کہ تیرے نصیب کا بجز شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور جانے کا تو حصہ پائے گا اور شیخ عبدالخالق کو ارشاد کیا کہ تیرا مرشد و حامی خود تیرے گھر آگے پھری تکمیل کرے گا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ۔ پناہ پر شیخ عبدالخالق اپنے گھر واپس آگئے۔ جب چند روز اس بات کو گذرے تو ایک رات کو شیخ اپنے حجرے میں تنہا بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص باہر طلعت بزدگ صورت نچوہ میں ظاہر ہوئے اور السلام علیکم کہا۔ شیخ نے جواب سلام دے کر ان کے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ تمام رات اور تمام روز بے خود رہے۔ آفتاب کے غروب کے وقت ہوش میں آئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور بدستور اٹھ پہرے ہوش رہے۔ تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور اسے شریف بوجھا۔ فرمایا کہ ہمارا نام اولیٰں قرنی عاشق رسول ہے۔ ہم تیری محفل و تربیت کے لیے خدا کے حکم سے آئے ہیں۔ یہ فرما کر بیٹھے اور بیعت لے کر توجہ کی۔ اس وقت پھر حضرت پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ تین رات تین روز یہی ہوش رہے۔ چوتھے روز ایک اتفاقاً گلخانے والا شخص اس رات سے گذرا۔ جب سرود کی آواز حضرت کے کان میں پڑی۔ بدن کو جنبش ہوئی۔ متطہقین نے اس کو بلالیا۔ راگ کے سننے سے حضرت وجد میں آئے۔ بعد وجد ہوش میں آگئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا۔ صاحب کتاب لطائف نفیسیہ فی فضائل اولیائے کتبہ کہ شیخ عبدالخالق شریف انصاری نے کتاب لطائف نفیسیہ شیخ احمد بن محمد کی تصنیف ہے۔ (غزنیہ الاصفیاء ۲/۳۶۶) میں اس کا حال اور وجد ہے کہ بغداد کے محفل جمشید و غیر مولانا غلام علی الدین قصوری میں بھی اس نام اور موضوع کا ایک مخطوط موجود ہے۔ لیکن اس کے دیباچہ میں مولف کا نام مذکور نہیں ہے۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

لاحظہ ہو

تلج دریا کے کنارے بہتے تھے اور جذب و سکر کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پڑھ کر سوتے ہوتے اور اشد اکبر کی آواز سنتے ہی ہوش ہو جاتے اور پھر جب تک گانے والے نہ گاتے ہوش میں نہ آتے ہزاروں لوگ طالبان عشق و محبت حضرت کے دروازے پر ہجوم رکھتے اور ہزاروں منازل قرب تک پہنچ گئے۔ وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار ایک سو پچاسی میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار قصبہ مبارک پور متصل بہاولپور میں زیارت گاہ خلق ہے اور حضرت کے تین فرزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیائے کامل تھے۔ ایک خواجہ قطب الدین جو خود سالی کی عمر میں ایک روز جماع میں بیٹھا تھا۔ جب حالت وجد طاری ہوئی تو اشد اکبر کہہ کر آسمان کو اڑ گیا اور ایک لمحہ میں ایسا بلند گیا کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر ان کا نشان روئے زمین پر ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے خواجہ عارف جن کا مزار بریلی میں ہے۔ تیسرے شیخ محرم جو قصبہ لیتہ میں مدفون ہیں اور خواجہ حکم الدین المناطیب بھاحب المیران کے خلیفہ تھے۔

۱۵۱۔ شیخ محکم الدین صاحب السیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی و مرید خلیفہ شیخ عبدالخالق اویسی کے تھے۔ استغراق و جذب و بے خودی و بے ہوشی ان کے مزاج پر بہت غالب تھی۔ تمام روئے زمین کی انہوں نے سیر کی۔ ہزاروں کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطائف نفسیہ میں مذکور ہیں۔ جن کا ذکر موجب طوالت ہے، مگر مختصر تحریر ہوتا ہے کہ ایک روز راستے میں چلے جاتے تھے۔ ایک سائل رو بہ و آیا اور عرض کی کہ میرے گھر دختران ناکتہذا موجود ہیں۔ سبب افلاس شادی نہیں کر سکتا۔ اگر پانچ سو روپہ حضرت عنایت کریں تو میری حاجت روائی ہو سکتی ہے۔ چونکہ حضرت کا وقت اس وقت خوش تھا غصے

(بقیہ حاشیہ) ۱۰، ۱۱، احمد بن محمود، لطائف نفسیہ قلمی خزائن کتب خانہ گنج بخش ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوی،

۱۲، محمد جیون داجلی، لطائف سیر یہ لمخص از علی مردان ملکانی اردو ترجمہ لمخص ہذا از مولوی محمد باقر دہلوی و

مولانا محمد اعظم نوشاہی میر دوالوی لاہور ۱۳۳۱ھ

۱۳، محمد فیض احمد اویسی، سوانح خواجہ عبدالخالق و خواجہ حکم الدین اویسی۔ بہاولپور ۱۳۸۶ھ

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ حاشیہ تحت ترجمہ خواجہ عبدالخالق اویسی

سے زمین کو کھود کر پانچ سو روپے کی تھیلی اس کو دے دی اور چل دیے۔ سائل کو طمع دامن گیر ہوئی۔ اس تھیلی کو الگ رکھ دیا اور زمین کھودنی شروع کی۔ وہاں سے ایک اور جبرہ نکلا، بہت پیشان ہوا آخر چاہا کہ وہی تھیلی لے کر گھر کو جائے، مگر جا کر دیکھا تو اس تھیلی کو بھی نہ پایا۔ نار نار روئے لگا اور شیخ کے پیچھے دوڑا۔ جب نزدیک پہنچا تو اپنا حال عرض کیا۔ حضرت ہنسے اور فرمایا کہ وہاں کوئی خزانہ مدفون نہ تھا۔ یہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تھیلی بھی جاتی رہی۔ اب ہم تجھ کو وہ تھیلی مچھو دیتے ہیں۔ چنانچہ پطرس مقام سے جہاں کھڑے تھے۔ زمین کو کھود کر وہ تھیلی نکال دی۔ غرض کہ اخیر زمانہ میں یہ بزرگ اپنے وقت کے قلب تھے اور مرجع خاص و عام اگرچہ خلفاء ان کے بیشمار تھے۔ مگر لوگس کامل مکمل غلیظ تھے۔ اقل حافظ قرء الدین، دوم محمد سلیم قریشی، سوم شاہ ابوالفتح، چہارم خواجہ سلیمان، پنجم محمد انور ملتان، ششم الدواد، ہفتم دیوان محمد نوٹ، ہشتم دوست محمد، نہم حافظ عبدالکریم قدس اللہ سرہم الغزیر۔ وفات ان کی پانچویں ربیع الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو ستائیس میں واقع ہوئی اور مزار بمقام کوٹ بھٹنا متصل بہاول پور ہے۔

۱۵۲۔ سید عبدالکریم المشہور بہ پیر بھاوٹ شاہ بن شاہ بلال لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ بارہکے سادات میں سے تھے۔ سیادت و شرافت و عبادت و ریاضت میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ہر ایک سلسلہ میں سے ان کو بہرہ حاصل تھا۔ سلسلہ قادریہ میں ان کا مشہور حضرت میاں میر بالا پیر کے ساتھ اس طرح پر ملتے ہے کہ سید بھاوٹ شاہ مرید شاہ بلال اور وہ مرید شاہ بلال شہید سلسلہ خاندانی روایت کے مطابق خواجہ حکم الدین سیرانی لا سال وفات ۶ ربیع الاول ۱۱۰۸ھ ہے۔ محمد جیلانی (لطائف سیرہ ص ۷۷)

خواجہ حکم الدین ادیس کی ایک تصنیف تلغین لثنی (زبان فارسی) در مسائل تصوف والا کا طبع ابوالعلائی آگاہ ہے جس پر ملاحظہ ہو۔

۱) محمد بن محمود، لطائف نفسیہ قلمی کتابخانہ گنج بخش راولپسٹنڈی

۲) محمد جیلانی، لطائف سیرہ لاہور (۳) احمدیہ، چارباغ (زبان سرائیکی)، لاہور

۴) ابوالصالح محمد فیض ادیس، سوانح خواجہ عبدالخالق ادیس و خواجہ حکم الدین۔ بہاول پور ۱۳۸۶ھ

لاہوری اور وہ مرید شیخ محسن شاہ اور وہ مرید شیخ عمر المشور ملّا شاہ اور وہ مرید حضرت میاں میر لاہوریؒ کے۔ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد یہ سندرشارت پر متمکن ہوئے اور ہنگامہ شینیت گرم کیا۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔ پہلے یہ موضع مزنگ میں جو متصل لاہور جنوب کی طرف ہے۔ سکونت پذیر ہوئے پھر شیخوپورہ کے جنگل میں جا کر بارہ برس تک عبادت میں مشغول رہے۔ پھر بمقام میر پور جو ایک قصبہ دامن کوہ میں آباد ہے گئے اور سکونت اختیار کی۔ قوم کلمہ تمام و کمال حضرت کے مرید ہوئے اور خوارق و کمالات بیشمار ان سے سرزد ہوئیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگہ بیدی ان کے گاؤں کے لوٹنے کے ارادہ پر آیا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے سب کو منع کیا کہ کوئی گاؤں سے نہ نکلے۔ آخر جس قدر لشکر اس کا گاؤں میں داخل ہوا۔ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ باقی ماندہ مارے خوف کے گاؤں میں نہ آئے۔ سال ایک ہزار دوسو تیرہ میں حضرت فوت ہوئے اور بمقام میر پور دفن کیے گئے۔

۱۵۳۔ مولوی غلام سید لاہوری قدس سرہ

لاہور کے فضلار و علماء سے یہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی و علم عمل و ذکر و شغل و ورع و تقویٰ و صبر و شکر و پر خدا و تسلیم تھے۔ تمام عمر تدریس طالب علمان و تلقین شائقان حق میں مصروف رہے۔ تمام پنجاب کے لوگوں نے ان کی شاگردی کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار دوسو سولہ میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار گورستان میانی میں ہے۔

۱۵۴۔ مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ مجدد بزرگوار بندہ غلام سرور مولف کتاب کے تھے۔ آدمی پر ہیز گار و متقی و عابد و زاہد تھے۔ دن اور رات سوائے عبادت و ریاضت کے ان کو کچھ کام نہ تھا۔ دولت ظاہری سے ان کو کمال نفرت تھی۔ ہمیشہ فقر وفاقہ میں گذراتے تھے۔ ان کا حقیقی بھائی حافظ محمدی اگرچہ صاحب دولت و جاہ تھا اور وہ ہمیشہ ان کو کتا تھا کہ ان کے شامل ہو کر کار تجارت وغیرہ میں مصروف ہوں مگر

اے حکیم مفتی حافظ رحمت اللہ بن مفتی محمد تقی بن مفتی محمد تقی ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ حافظ مفتی محمدی اور مفتی شاہ محمد

رحیم اللہ آپ کے دو فرزند تھے (ذکر جیل ۵۹-۶۵)

ان کو سوائے عبادت کوئی کام مالوف نہ تھا۔ طریق ان کا موروثی سہروردیہ تھا۔ طلباء کو اسی طریق میں تلقین دیتے تھے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو پینس میں واقع ہوئی۔ مدفن لاہور میں موجود ہے۔

۱۵۵۔ شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہ

اس بزرگ نے فرقہ خلافت شیخ عبدالکیم بھلوان شاہ سے پایا اور مقتدا نے زمانہ ہوا کو جب اس کی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز تک ایک مقام پر بیٹھا رہ جاتا اور اپنے آپ سے محض بے خبر رہتا۔ غوامق و کلمات بے شمار ان سے ظاہر ہوئے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو اس ماہ گادھن کی چڑچھا کر لے گئے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ ہماری راساں فلاں گاؤں کے زمیندار چرا لے گئے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ اور کہو یہ راساں نور حسین کی ہیں۔ واپس کر دو۔ خدام جب ان کے پاس گئے اور راساں طلب کیں وہ منکر ہوئے اور شیخ کے حق میں گالیاں دیں۔ اس بات کے سننے حضرت غضب میں آئے اور ایک مٹھی گھاس خشک کی ہاتھ میں لے کر اس میں پھونکا تو اس کو آگ لگا اٹھی وہ جلتی ہوئی گھاس ان کے گاؤں کی طرف پھینک کر فرمایا کہ ہم نے چوروں کے گاؤں کو جلادیا ایسا کہ پھر قیامت تک آباد نہ ہو۔ اسی وقت چوروں کے گاؤں میں آگ لگ گئی اور تمام مکالمہ جل گیا۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو چھتیس ہجری میں واقع ہوئی اور ان کے خلیفوں میں سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جس سال میں فوت ہوئے ہیں۔

۱۵۶۔ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ دہلی میں امام المہدیین مقتدا کے مفسرین جامع علوم حدیث وفقہ و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی و فروع و اصول تھے و عمل و زہد و عروج و تقویٰ میں مراتب بلند و مقامات ارجند رکھتے تھے۔ ہزاروں لوگ دور دراز ملکوں سے آکر ان کی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک پہنچے۔ ان کی ذات بابرکات کو اگر خاتم العلما کہا جائے تو درست و بجا ہے۔ ان کی

لے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

محمد عالم مفتی، ذکر جمیل ۵۹-۶۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله

محمد شفيع المصطفى وعلى آله وأصحابه الطاهرين

أما بعد فيكون فقير عبد العزيز وهادي

عفى الله عنهم كرمه يعلو علمه في الدنيا والآخرة

أحاديث خواتمها في تعليم السالكين

العالمين بشرط مراد في طرقاتهم في العلم

موت تدريس والعلوم أولئك الحارثين

كلام محمد دادم وسند كتاب حديث كرمه

حديث صحيح بحاري است لو ستر وادم وسده بلذا
 اخبرنا شيخنا واستاذنا ووالدنا الشيخ ولي الله
 بن الشيخ عبد الرحيم الدهلوي قال اخبرنا شيخنا
 ابو طاهر محمد بن ابراهيم الكروي المدني قال اخبرنا
 ابي قل نا احمد القشاشي قال نا احمد الشناوي قال
 نا الشمس الرمي قال نا الزين المكي قال نا الحافظ ابن حجر
 لعسقلان قال نا البرهان ابراهيم الشوخي الشامي نا احمد الحجار
 نا الدراج الحسين الزيندي نا ابو الوقب السجزي نا الداد
 نا الحموي نا الفيزي نا الحافظ ابو عبد الله محمد بن
 سميل البخاري



تصانیف بہت ہیں۔ چنانچہ کتاب ستر الشہادتین و لبان الحمدین و تفسیر فتح العزیز و تحفۃ العشرین وغیرہ مقبول مفاہق و منظور کا ذخیرہ نام ہے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو اسیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار دہلی میں ہے۔

۱۵۷۔ سلطان بالادین اولیسی قدس سرہ

یہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن عبدالخالق اولیسی اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کمال خواجہ محکم الدین صاحب الیسر سے پایا۔ بعد وفات اپنے باپ کے یہ مندار شاہ پر بیٹھے اور بہت سی خلقت ان کی ارادت میں داخل ہوئی۔ سنہ ایک ہزار و سو اسیس میں وفات کی ان کے شاہ عبدالعزیز کی ولادت شب جمعہ ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام حلیم ہے (محمد عبدالرحیم ضیاء) مقالات طریقت بحوالہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء ص ۱۸۰، آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تفسیر فتح العزیز، تحفۃ العشرین، ستر الشہادتین، لبان الحمدین، بحالہ النافذ، حاشیہ قول الجلیل، رسالہ علم معانی، حاشیہ صدہ، حاشیہ میرزا دہ زیادہ مشہور ہیں۔

ملاحظہ ہو :

- (۱) عبدالرحیم ضیاء، حیدرآبادی : مقالات طریقت (در احوال شاہ عبدالعزیز) ۱۲۹۱ھ مطبوعہ حیدرآباد ۱۲۹۲ھ
- (۲) ملاحظہ ہو : مقالہ تعارفی محمد عضوالدین خاں : مقالات طریقت مشمولہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء
- (۳) ملفوظات شاہ عبدالعزیز : (۳) احمد رضا سرسید : آثار الصنادید
- (۴) ظہیر الدین : مجموعہ حالات عزیزی
- (۵) بشیر الدین احمد میرٹھی : تذکرہ عزیزیہ
- (۶) محمد حرم بخش : حیات عزیزی، دہلی ۱۸۹۹ء
- (۷) مبارک علی خاں نواب : کمالات عزیزی
- (۸) شوق : تذکرہ کا ملان لم پور ۲۰۳-۲۱۲
- (۹) عبدالقادر لم پوری : علم و عمل ۲۳۵/۱-۲۳۷
- (۱۰) عبدالحمید حسنی : دہلی اور اس کے اطراف ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰
- (۱۱) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴
- (۱۲) محمد عضوالدین خاں : شاہ عبدالعزیز کی ایک نایاب تصنیف متعلق برہنہ بیانی، مقالہ مشمولہ معارف دسمبر ۱۹۶۳ء
- (۱۳) ایضاً : تفسیر فتح العزیز حقائق کی روشنی میں مقالہ مشمولہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء

دو فرزند شیخ شہاب الدین و غلام اولیں موجود ہیں۔

۱۵۸۔ مولانا عبد القادر بن ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ عالم عامل فقیہ کامل اپنے وقت کا یگانہ تھا۔ خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں ثانی نہیں رکھتا تھا و کمال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمن ہندی زبان میں کیا کہ مقبول و مطبوع خاص عام ہے۔ کسی کو اس پر جانے اعتراض نہیں۔ وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو بیالیس میں واقع ہوئی۔

۱۵۹۔ میراں سید غلام محی الدین قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ میں مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد تھے۔ اول چند پشت سے ان کا قیام لاہور میں تھا۔ پھر جب بوقت تشریف آدری احمد شاہ بادشاہ و رانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سنا تو ان کے چچا بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم متبحر و فاضل اجل و طبیب حاذق تھے۔ بہنرا التجا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا۔ اس وقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس کی عمر میں اپنے عم بزرگوار کے ساتھ کابل میں گئے اور چند سال وہاں قیام رکھا۔ پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہنرا مشکل رخصت لے کر وطن کو آئے تو راستہ میں سے راجہ رنجیت دیو والی جموں نے

لے حضرت شاہ عبد القادر دہلویؒ ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تفسیر بنام موضع قرآن آپ کی یادگاہ ہے۔ موضع القرآن کے نام سے جو تفسیر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے، وہ علمائے اہل حدیث کا کارنامہ

ہے (محمد اویب قادری، مجموعہ وصایا اربعہ ۲۶)

لاحظہ ہو :

- | | |
|--|--------------------------------------|
| (۱) احمد خاں سرسید : آثار الصنادید ۵۵-۵۴ | (۲) عبد القادر : علم و عمل ۲۴۹/۱ |
| (۳) صدیق حسن : اسجد العلوم ۱۵۵ | (۴) عبد الحمی : نزہۃ الخواطر ۲۹۵-۲۹۶ |
| (۵) محسن ترہٹی : ایانہ الجنی ۷۵ | (۶) فقیہ محمد جلی : حدائق المغنیہ ۴۷ |
| (۷) عبد اللہ جونیوری : مفید المفتی ۱۳۷ | (۸) رحیم بخش : حیات ولی ۳۴۹، ۳۵۲ |

(۹) رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ۲۱۵، ۲۱۶

ان کو اپنے پاس بلالیا۔ چچا ان کے دہاں ہی فوت ہوئے اور حضرت جہول سے گوجرانوالہ میں گئے۔
 مہمان سنگھ رکنیت سنگھ کے باپ نے ان کی توقیر کی اور چچا کو حضرت اس کی ریاست گاہ میں قیام
 رکھیں، مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ لاہور میں آئے ہی سر صاحب سنگھ
 کنہیہ نے حضرت کو اپنے پاس بلالیا اور یہ قصبہ کیریاں میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔ دہاں کے اعتقاد
 مند لوگوں نے ان کو نہ چھوڑا کہ یہ پھر لاہور میں آ دیں۔ بلکہ حسب التجا نے جو دھری پہنچی خاں بابک
 دوسو ہزار روپے دیا خاں رئیس میانی و بھڑاتش رئیس غلایان شادی حضرت کی بمقام کوٹلہ خاندان سید
 معروف سبزوار ہی میں ہو گئی اور مدت العرواں ہی سکونت رکھی اور اسی مقام پر ایک ہزار دوسو
 چالیس ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت کی اولاد کی زبان مذکور ہے کہ جب سید علی اکبر کابل تشریف
 لے گئے تو طوائف شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کی اور ایران سے علما اپنی مدد کو بلائے مگر یہ سب
 پمغالب آئے اور بلو شاہ نے خوش ہو کر ان کو میرزا بہادر کا خطاب دیا اور انعام اس قدر بخشا کہ یہ
 مال مال ہو گئے۔ جب عندالبحث علما نے شیعہ عاجز ہو جاتے تو یہ کہتے کہ آرم تار فیع را کہ با سید علی
 اکبر مباحثہ نماید اور تار فیع ایک عالم حیدر ایرانی تھا جو اسی زمانہ میں حُرچکا متانیر یہ بھی ثابت ہوتا
 ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سید عمن ان کا فرزند جموں سے لاہور کو آئے لگا تو سردار غلام محمد
 چٹھہ جس کی ریاست رسول نگر میں تھی ان کو ملت سے بلا لے گیا۔ جب مہمان سنگھ نے رسول نگر
 پر یورش کی اور ریاست غلام محمد کی درہم برہم ہو گئی تو سید عمن نے موضع مندراں والد میں قیام کیا۔
 اس کا بیٹا سید علی اصغر اب تک وہاں موجود ہے اور سید غلام محی الدین کے پانچ فرزند ولندہئے
 ایک میراں سید غلام غوث دوسرے سید غلام المشور شاہ صاحب تیسرے سید غلام رسول چوتھے
 میراں حافظ سید محمد شاہ پانچویں میراں سید غلام گیلانی۔ یہ پانچوں اپنے وقت کے یگانہ، شجرہ نسب
 ان کا حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب تبتانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر گیلانی
 کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت میراں غلام محی الدین بن سید محمد طاہر بن سید عبدالشار بن
 سید محمد شاکر بن سید محمد آدم بغدادی بن سید اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسیٰ بن سید صوفی
 بن سید بلال الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید عبداللہ بن غوث محمد اوجی بن شمس الدین بن سید علی
 بن شاہ مسعود بن سید احمد بن سید صوفی بن سید نصر بن سید سیف اللہ بن عبدالوہاب بن حضرت محبوب

بھائی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہم الغزنیہ
قطعہ تاریخ وفات :

چل سبیل بریں زد دنیا رفت
گنج فضل و ہنسہ بگو تاریخ
شاہ عالی غلام محی الدین
نیز مادی غلام محی الدین
۱۲۸۴ھ

۱۶۰۔ مولوی غلام رسول خاں لاہوری قدس سرہ

لاہور کے علما و فضلا میں سے یہ بزرگ جامع علوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے تدریس و تلقین میں حضرت اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خالق حقیقی نے ان کی ذات بابرکات کو چشمہ فیض و دریائے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب میں کوئی شخص ان کے وقت میں علمائے وقت سے فیض رسانی میں ان کے ہمتا نہ تھا۔ چار گھڑی رات رہے جب حضرت نماز تہجد سے فراغت پاتے تو خاص شاگردان کے حضرت میں حاضر ہوتے۔ فجر کی نماز سے اول اقل ان کی تعلیم سے فراغت ہو جاتی پھر ایک انبوه و هجوم شاگردوں کا جمع ہوتا۔ اس قدر کہ مسجد میں بیٹھنے کو جگہ نہ رہتی اور حضرت نہایت محبت و خلقت کے ساتھ ہر ایک کو تعلیم دیتے۔ دوپہر تک یہی حال رہتا۔ پھر طعام تناول فرما کر بعد ایک ساعت کے قیلولہ کرتے۔ اتنے عرصہ میں اور طلباء جن کے پڑھنے کا وقت بعد نماز ظہر مقرر ہوتا حاضر ہوتے اور حضرت قیلولہ سے اٹھ کر نماز ظہر پڑھتے اور سبق شروع ہو جاتے اسی طرح پہر رات گئے ہنگامہ تعلیم و تدریس جاری رہتا۔

۱۶۱۔ شیخ لدھے شاہ مونسہ ساز لاہوری قدس سرہ

لاہور کے متاخرین بزرگوں میں سے یہ بزرگ عابد و زاہد و متقی و خدا دوست تھا۔ حصول قوت حلال کے واسطے گھوڑے کے بالوں کی چپلیں بنا آتا تھا۔ اس میں سے جو حاصل ہوتا۔ نصف خدا کے نام خیرات کر دیتا۔ قادری خاندان میں اس کی بیعت تھی۔ اکثر لوگ اس سے روپیہ قرض لے جاتے اگر وہ شخص از خود روپیہ لے کر آتا تو بعد انکار لے لیتا۔ ورنہ اس سے کبھی طلب نہ کرتا۔ وفات اس کی سال ایک ہزار دو سو تریس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

۱۶۲۔ مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہ

یہ بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے تھے۔ علوم حدیث و تفسیر میں طاق یکانہ آفاق تھے۔ فقہ میں ان کا فتوے مقبول خاص و عام تھا۔ وفات ان کی سال اکہ ہزار دو سو بائیس ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۶۳۔ سید منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف و کرامت و زہد و ورع و عبادت و ریاضت تھے۔ بیعت ان کی بخدمت میر عبدالرزاق والد بزرگوار اور ان کی بخدمت میر عبدالرحیم اور ان کی بخدمت میر صدر الدین اور ان کی بخدمت میر حیدر اور ان کی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور ان کی بخدمت بابا داؤد خاکی اور ان کی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور ان کی بخدمت شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہ۔ سید منور علی نے اور سلاسل کرام سے بھی فائدہ تام حاصل کیا۔ رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور مریدوں کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے۔ وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو چونسٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور منقولہ

۱۔ مولانا شاہ محمد اسحاق بن شیخ محمد افضل فاروق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے جانشین تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد مسلمان ہندو پاکستان کی مذہبی قیادت سنبھالی۔ ۱۲۵۰ھ / ۱۸۴۱ء میں جب ہندوستان کے حالات موافق نظر نہ آئے تو حجاز کو ہجرت کر گئے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مفتی عنایت احمد کا کردہ فی صدر این بریلی، مولانا عبدالحمید کوٹلی علی گڑھ، مفتی صدر الدین آذرہ، شاہ ابوسعید مجددی وغیرہ نے بحیثیت علماء اس تحریک میں حصہ لیا۔ مولانا شاہ محمد اسحاق نے شکوۂ شریعت کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مائتہ مسائل اور مسائل اربعین بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

ملاحظہ ہو :

۱۔ احمد خاں سرسید : آثار الضادید ۵۹ (۲)، نواب قطب الدین : مقدمہ مظاہر حق ص ۱ جلد اول

(۳)، ممن ترہشی : الیالغ الحق ۶۰

چار دیواری شیخ طاہر لاہوری کے اندر رہے۔ ان کے مریدوں میں سے سید حسن شاہ بخاری اور فرزند ان کے سید احمد شاہ دونوں بزرگ صاحب علم و ریاضت و عبادت لاہور میں موجود ہیں۔

۱۶۴۔ مولانا جان محمد فاضل لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ اپنے وقت میں کیتے زمانہ و فریالہ ہر تھا۔ تدریس اس کی جاری تھی ہزاروں طالب علم خدمت میں حاضر رہتے۔ آٹھویں دن جمعہ کے روز ہنگامہ وعظ و نصیحت گرم ہوا۔ محل ان کا الیاموڑ تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا وظیفہ فرمادیتے۔ اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ باطنی تلقین بھی ان کی جاری رہتی۔ تمام عمر ان کی تلقین و تعلیم و تدریس میں گذر گئی اور تمام پنجاب میں نام نیک حاصل کیا۔ لاہور میں حبيب عبادی انگریزوں کی ہوئی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت میں موقوف ہوا۔ پند گواہ اس کی بادی کے جو اس کے جانی دشمن تھے۔ اس بات پر مستعد ہونے کو کسی طرح وہ قید میں چلا جائے۔ آخر پیشی مقدمہ کے روز وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اپنی انگلی سے اس کی پیشانی پر اسم ذات لکھ دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم کو کچھ اندیشہ نہیں۔ جب وہ عدالت میں گیا حاکم نے فی الفور جرم سے رہا کیا۔ وفات ان کی سال ایک ہزار و سو اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔! افحس ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی لائق پیدا نہ ہوا اور جو ہوا۔ اس نے خاندان کی بزرگی پر خیال نہ رکھا۔ خزار ان کا لاہور میں ہے۔

۱۶۵۔ مولوی غلام احمد فاضل لاہوری قدس سرہ

علماء و فضلاء نے لاہور سے یہ بزرگ استاد و کامل و معذوم زمانہ تھے۔ دین و دنیا کا فیض ان کے وجود و برکت آمود سے جاری ہوا۔ لاکھوں آدمیوں نے ان کی ذات بابرکات سے بہر علم و کل پلایات دن ان کی اوقات عزیز تدریس و تعلیم میں گذرتی۔ بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے طلاق تدریس ان کے متعلق ہوا اور انہوں نے وہ بڑا کام کمال دیانت و امانت و سعی و کوشش کیا اور ہر ایک طالب علم سے کمال خلق و شیریں نمانی پیش آتے۔ گویا غضب و غصہ خالی حقیقی نے ان کے جسم میں پیدا ہی نہیں کیا تھا۔ ہر چند طالب علم بار بار تنگ کرتے، مگر ان کی پیشانی پر چین نہ پڑتی

پنجاب میں ہر ایک امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھ دعویٰ نیاز مندی و شاگردی رکھتا ہے۔ سنہ ایک ہزار دوسو بہتر میں ان کی وفات ہوئی۔ مدفن مقدس لاہور میں ہے۔ ان کی اولاد میں خلیفہ نظام الدین بمبئی میں درس پڑھاتے ہیں اور خلیفہ احمد الدین و حمید الدین لاہور میں کاتدریس میں مصروف ہیں۔ خدا سلامت باکرامت رکھے۔ احقر المحقر غلام سرور مؤلف کتاب بھی اسی خاندان کے کمترین شاگردوں میں ہے۔

۱۶۶۔ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ احقر غلام سرور مؤلف کتاب کے والد ماجد تھے۔ نسبت آبائی ان کی حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ساتھ ملتی ہے۔ اس طرح پر کہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین بن مفتی عبد السمیع بن مولانا عقیق اللہ بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبد السلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم المشور میاں کلاں جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور میں آئے۔ اتفاقاً پر ممتاز ہوئے۔ بن شیخ قطب الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ قدس سرہ۔ یہ سب بزرگ مذکور الصدر علوم ظاہری و باطنی میں طاق و یگانہ و آفاق تھے۔ ذکر و شغل ان کا طریق آبائی سرور پر پختہ۔ اول سب سے مخدوم میاں کلاں لاہور میں اگر قیام پذیر ہوئے اور محلہ علاول خاں کوٹانی میں بہت سے مکان زر خرید کیے کہ اب تک وہ کوچر ٹولی مفتیان کہلاتا ہے۔ جس میں اب بھی مؤلف کتاب قیام پذیر ہے۔ مفتی غلام محمد میرے باپ عابد و زاہد شب بیدار طبیب حافظ تھے۔ تمام روز تدریس و تعلیم و معالجہ مریضیاں میں مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے میں صرف کرتے۔ رات کو بعد نماز عشاء دو ساعت تک استراحت کر کے اٹھ بیٹھتے اور بعد اداۓ نماز تہجد صبح تک درود شریف کا ذکر و زبان رہتا۔ تمام عمر میں کوئی نماز حضرت کی فوت نہ ہوئی۔ سوائے تین وقت کی نماز کے جو قبل وفات فوت ہوئیں۔ وفات حضرت کی سال ایک ہزار دوسو چھتر میں واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الہی میں ملنے رہے اور انگلیاں بغیر رشتہ تسبیح کے جنبش کرتی رہیں۔ حضرت کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں تین

لڑکے اور لڑکی تو خرد سال فوت ہو گئیں اور تین لڑکے اور دو لڑکیوں نے حضرت کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ ایک مفتی سید محمد جو سنہ ایک ہزار دوسو اسی میں فوت ہوئے۔ ان کی اولاد مفتی چراغ دین جلال دین اور ایک دختر موجود ہے۔ دوسرے حافظ غلام احمد جو سنہ ایک ہزار نوے میں فوت ہوئے۔ ان کی اولاد ضیاء الدین و مظفر دین و فصیح الدین و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے۔ تیسرے یہ گنہگار عاصی شرمسار غلام سرور میری اولاد غلام حیدر و غلام صفدر و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک دختر موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر دہرا کرے اور دین و دنیا میں بہرہ مند کرے۔ آئین میرے باپ کے بلاد حقیقی ایک مفتی غلام رسول جو سنہ ایک ہزار دو سو اسی میں فوت ہوئے۔ ان کا فرزند غلام محی الدین مع اپنے فرزند غلام یاسین اور ایک لڑکی کے زندہ حیات ہے۔ خدا سلامت رکھے۔ ایک ہمیشہ بندے کی اس کی اولاد سید علی و برکت علی قریشی موجود ہیں اور خود وہ سنہ ایک ہزار دو سو اٹھاسی میں فوت ہو گئی اور دوسری ہمیشہ مع اپنی اولاد فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیوں کے موجود ہے۔ خدا زندہ رکھے۔ تاریخ وفات حضرت کی مادہ نور شید دین محمد سے حاصل ہوتی ہے۔ اور مدفن گورستان بی بی پاکدل انسان کی مادہ تائید ہے۔

۱۶۷۔ شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہ

یہ بزرگ اس ناز کے اولیاء میں سے قطب وقت تھے۔ شہر سری نگر کشمیر میں ان کی سکونت سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت ان کی خدمت اکبر شاہ المشہور اکبر شاہ کے متقی حضرت دن اور رات عبادت و ریاضت و درود و وظائف میں مصروف رہتے۔ کوئی دم بے یاد الٰہی خالی نہ جاتا۔ اہل دین و دنیا جو ان کے دروازے پر جاتا۔ خالی نہ جاتا۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بڑھت گاوٹشی عدالت کشمیر میں ماخوذ ہوا۔ اس کا بھائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی رہائی کی استدعا کی۔ اس وقت میاں لال دین جو ایک مصاحب مہاراجہ جوں کا ہے۔ خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت اس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اس کے بھائی کے مقدمے میں سنی کرو۔ اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہندوؤں کی عملداری میں کس کی طاقت ہے کہ گاوٹشی کے بارے میں عرض کرے۔ یہ سن کر حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار

میں اس کی رٹائی کے لیے عرض کریں گے۔ چنانچہ وہ ماخوذ اسی روز مواخذے سے بری ہو گیا۔ وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو ستتر میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں ہے۔

۱۴۸۔ میرا سید غلام امین شاہ صاحب قدس سرہ

یہ بزرگ منجھلی بیٹے سید غلام محی الدین قادری کے تھے۔ ابتداء عمر میں بھی ان کا خیال ترک و تجرید عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیا داروں سے نفرت تھی۔ عبادت کے سوا اور کوئی شغل لفظ خاطر نہ تھا۔ چنانچہ سچاس برس تک حضرت موضع ہرود متعلقہ ضلع ہوشیارپور میں خلوت نشین رہے۔ اکثر اوقات مات کو جھگل میں نکل جاتے اور رات بھر تنہا خدا کی یاد میں مصروف رہتے۔ آخر سنہ ایک ہزار دو سو اٹھتر میں وفات پائی اور موضع مکن اپنے میں مدفون ہوئے۔ ان کے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ نادر الدین، طالب المولے، عابد نادر حافظ قرآن شہرامت سر میں بمقام باغ رمانند تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ میں تنہا رہتے ہیں۔ مولف کتاب بھی ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے۔ بے شک بہت خوب آدمی خدا پرست ہے۔ حلیم و خلیق و بزرگ ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا عنقا ہو گئے ہیں۔ ان کی ذات بابرکات مغفمتا وقت سے ہے۔

قطعہ تاریخ

شہنشاہ اسلام سید غلام
وگر طالب نام سید غلام

چورفت از جہاں در مشیت بریں
گو سال وصلش چہ ۱۴۴۸ ھ

۱۴۹۔ سید غلام غوث قدس سرہ

یہ بزرگ بڑے صاحبزادے سید غلام محی الدین گیلانی کے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے ظاہری و باطنی ان کے نصیب کیے۔ اعتقاد مند لوگوں کا ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا۔ تمام زمانہ باادب پیش آتا۔ بڑے بڑے رئیس اور حکام وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بل و جان کرتے تھے۔ کمال عزت و حرمت کے ساتھ حضرت نے عمر بسر کی اور ہمیشہ خدا کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ آخر سنہ ایک ہزار دو سو اناسی میں دنیا سے فانی ہوئے۔

رہبرائے عالم جادوانی ہوئے۔
قطب تاریخ وفات :

چونکہ سید غلام غوث دلی رفت در قرب ایزد متعال
بہر تاریخ آں دلی زمان ششوار بہشت آمد سال ۱۲۶۹ھ

ان کے دو فرزند تھے۔ ایک سید محمد بخش جن کے دو فرزند ہیں۔ ایک سید محمد علی شاہ سرشتہ دار
محکمہ رکھ پنجاب۔ دوسرے سید علی الحق شاہ ہیں۔ جن سے مولف کتاب کو بھی نیاز حاصل ہے دوسرے
صاحبزادے سید گنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہیں۔ ان کے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک شریف حسن
دوسرے شریف حسین تیسرے عزیز الحسنین، اللہم سلمہم۔

۱۰۔ سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ کیش غلام حسین کامرید تھا۔ حصول قوتِ حلال کے واسطے جولاہوں کا کام کرتا تھا۔
اگرچہ فقیر تھا مگر ہرگز ہرگز طبع نہ رکھتا۔ طبیعت اس کی باطنی عبادت و ریاضت کی طرف بہت مائل تھی۔
کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگوں سے کم ملتا۔ زبان سے جو کتا۔ اکثر اوقات وقوع میں آجاتا۔ چنانچہ
مولف کتاب کے دو فرزند غلام صنفد و اکبر آنکھوں کے عارضہ سے سخت بیمار ہو گئے اور بیماری
دو سال تک دراز می کھنچ گئی۔ آخر ایک دوست کے کہنے سے بندہ ایک آثارِ قدسیہ اور ایک پاؤ
تیل لے کر حاضر ہوا۔ لڑکوں کی حالت دیکھ کر حضرت نے افسوس کیا اور دستِ مبارک ان کے منہ پر
پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج نہ کرنا۔ یہ کہہ کر رخصت کیا۔ دوسرے روز لڑکوں کی آنکھوں سے
بہت سی غلاظت بہتی رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا۔ تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے
ہوئے اٹھے بالکل تندرست تھے۔ گویا کبھی ان کو آنکھوں کا عارضہ نہ تھا۔ یہ حضرت سید ایک ہزار دو
سولہ ہجری میں فوت ہوئے اور موضع کھوئی میراں میں دفنائے گئے۔

چھاپیں مجاہد مجازیب کے ذکر میں

۱۷۱۔ میاں سرنگا مجذوب ہانسوی قدس سرہ

یہ مجذوب شہر ہانسی میں سکونت رکھتا تھا چونکہ شیخ فرید الدین گنج شکر بھی چند سال ہانسی میں قیام پذیر رہے تھے حضرت کی صحبت میں اکثر وہ حاضر رہا کرتا۔ پھر جب خواجہ فرید لہذا فوت ہوا جب قطب الدین بختیار کے دہلی میں آئے تو یہ بھی دہلی میں آگیا اور حضرت کے روبرو اگر زائرانہ روئے لگا اور کہا کہ ہانسی میں میں اکثر اوقات خدمت میں حاضر ہوں کہ فیض یاب ہوا کرتا تھا۔ اب جو آپ منہ ارشاد و ہدایت پر متمکن ہیں بسبب ہجوم خلق کے مجھ کو زیارت بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یہ تقریر مجذوب کی سن کر حضرت متاثر ہوئے اور اس کی خاطر دہلی چھوڑ کر ہانسی کو روانہ ہو گئے۔ سال پچھ سو چھیالیس میں اس کی وفات ہوئی۔

۱۷۲۔ سوہن مجذوب ابو دھنی پاک پٹنی قدس سرہ

یہ مجذوب مرد صاحب حال و جذب و سکر تھا۔ پہلے یہ ہندو تھا۔ جب شوق الہی اٹھ گیا ہوا تو بخدمت شیخ علاؤ الدین بنیرہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے حاضر ہوا کہ مسلمان ہوا اور مرید ہو کر بہرہ یاب شوق الہی ہوا۔ چند روز کے بعد مجذوب ہو گیا۔ عادت اس کی یہ تھی کہ کبھی دو دو تین ماہ کچھ نہیں کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ سیر طعام کھا جاتا۔ ایک روز اس کو کسی نے دیکھا کہ چوڑے انبار کے پاس بیٹھ کر چوڑے پیمانے پر کھا رہا تھا۔ اس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفس حریص کا پیٹ نہیں

لے قوم کو ردہ سے تعلق رکھتے تھے (اخبار الاخبار ۲۷۵)

لاحظہ ہو :

عبدالمنشہ شیخ : اخبار الاخبار ۲۷۵-۲۷۶

بھرتا۔ اس واسطے چاہتا ہوں کہ اس کاسیٹ پتھروں سے بھردوں۔ وفات اس کی نہ سات لکھائیں
بھری میں واقع ہوئی۔

۱۴۳۔ شیخ الدین مجذوب نارنولی قدس سرہ

یہ مجذوب نارنول میں رہتا تھا۔ عادت اس کی یہ تھی کہ کوچہ و بازار میں اکثر مچھ کر آتا اور جس
جگہ بیٹھ جاتا۔ کئی روز تک وہاں سے نہ اٹھتا۔ ہر وقت اپنے آپ کے ساتھ باتیں کیا کرتا۔ کبھی رٹنے
کبھی ہنسنے لگ جاتا۔ پرانی پھٹی گودڑی کے بغیر کچھ نہ پہنتا۔ ہاتھ پاؤں میں لوہے کے حلقے رکھا کرتا
خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوتے اور جو شخص روبرو جاتا۔ اس کے دل کا حال بات
بات میں کہہ دیتا۔ وفات اس کی بقول صاحب اخبار لاخیاں پندرہویں شعبان شب برات کے
روز سال ۱۲۹۹ھ چھالیس بھری میں ہوئی اور مجذوب صادق تاریخ وفات ہے۔

۱۴۴۔ میاں معروف مجذوب دہلوی قدس سرہ

یہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی
گنبد میں جو مقبرہ شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہے۔ ٹاکر آتا تھا۔ ظاہری علم میں بھی اس کو کمال
دخل تھا۔ جب شیر شاہ بادشاہ نے قلعہ دہلی کو سال ۱۵۵۶ء نو سو سینتالیس میں دیران کیا تو یہ مجذوب گم
ہو گیا۔ نہ معلوم کسں گیا۔

لے ملاحظہ ہو : عبدالحق شیخ ، اخبار لاخیاں ۲۴۴-۲۴۵

۱۵ شیر شاہ نے دہلی علانی اور کوٹنگ سیری کو برباد کر کے اندر پت کے پاس دریا کے کنارے پر ۹۴۸ھ / ۱۵۶۱ء میں
ایک شہر آباد کیا جسے شیر شاہ کی دہلی کہتے ہیں (اصحاح سرسید : اخبار الصداۃ ۹۵)

۱۶ میاں معروف مجذوب کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں : مجذوبی بود در مقام حضرت خواجہ
قطب الدین و گنبد قدیمی کہ نزدیک مقبرہ شیخ برہان الدین بلخی است می بود۔ باوجود حال سکھ و جذب و علم تکبر
آیتی بود از آیات الہی در وقت کہ شیر شاہ قلعہ دہلی را ویران کرد و بجزو شندین غائب شد کہ بیچ نشانی از و پیدا نہ شد
(اخبار لاخیاں ۲۴۱)

۱۷۵۔ شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہ

یہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا۔ جب یہ مجذوب ہوا تو اکثر سراپا بہنہ مچھرا کر تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قائل تھا۔ اکثر بزرگان وقت نے اس کو خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں دیکھا اور اکثر لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے۔ وہ کہتے کہ ہم نے اس کو مکہ مدینہ میں دیکھا تھا۔ باوجودیکہ وہ کبھی دہلی سے باہر نہ گیا تھا۔ سال نو سو چونسٹھ میں اس کی وفات ہوئی اور قبر دہلی میں ہے۔

۱۷۶۔ شاہ ابوالغیث بخاری مجذوب قدس سرہ

فرزند بلند سید حاجی عبدالوہاب بخاری تھا۔ جن کا ذکر خاندان سہروردیہ میں تحریر ہو چکا ہے ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق محبت تھا۔ ابتدا عمر میں جب یہ مدرسہ میں پڑھا کرتا تو اور طالب علموں سے اول سبق پڑھتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھ پر کون سی حالت آئے گی۔ یہ وقت غنیمت ہے۔ جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بسبب جاذب حقیقی مجذوب ہو گیا۔ جذب و سکر کی حالت میں اکثر خوارق و کرامت بے اختیار اس سے سرزد ہوتیں۔ ایک روز بتقریب عرس ان کے گھر میں تمام روز تو گرم رہا اور روٹیاں پکتی رہیں یہ آہنی توستے گرم کے اوپر دونوں پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ اڑ بجنے کا پاؤں میں ظاہر نہ ہوا۔ سال نو سو سرسٹھ ہجری میں وفات کی۔

۱۷۷۔ میاں مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب لاہور میں رہتا تھا۔ حالات اس کے عجیب و غریب تھے۔ شیخ حاجی محمد قاسم

سے قبرا و دربانہ دہلی نزدیک روضہ خواص خان است دایں خواص خوان از موالی شیر شاہ بود و در سخاوت و صلاح از افراد وقت بود اوصاف و احوال زائد الوصف دارد۔ شہرت بکثرت برہیں قدر اختصار لقا و وادرا سلیم شاہ بن شیر شاہ شہید ساخت۔ در سنہ نہ صد و پنجاہ و ہشت رحمتہ اللہ علیہ (اخبار الاخیار ۲۷۲)

۱۷۷۔ ملاحظہ ہو : عبدالحق کشیغ : اخبار الاخیار ۲۷۰

ہے کہ ایک مرتبہ ہم دہلی سے لاہور میں آئے۔ میاں حسن بودلہ مجذوب بھی ہمارے ساتھ چلا آیا۔ جب ہانڈا شناس میں پہنچے۔ میاں مڑنگ دلاں آپہنچا اور حسن کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تجھ کو لاہور سے کیا غرض ہے۔ ابھی چلا جا۔ چنانچہ وہ اسی وقت دہلی کو اٹھ کر چلا گیا۔ منہ میں اکسن کی وفات ہے۔

۱۷۸۔ جیٹی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ مجذوب صاحب کشف و کرامت و جذب و سک کشمیر میں رہتا تھا جو کوئی اس کے رو بہو جاتا۔ فی الفور اس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا۔ شیخ مخدوم حمزہ کشمیری و شیخ بابا دادو خاکی کی خدمت میں اکثر اس کی آمد و رفت تھی۔ جب ان کے پاس جاتا۔ شیخ خلوت کر کے اس سے اسرار الہی کی تقریریں کرتے۔ وفات اس کی بقول صاحب تواریخ اعظمی نو سو اکیاسی سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں شیخ ہر وی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے۔

۱۷۹۔ شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بادی شاہ قدس سرہ

یہ بزرگ سرست جام محبت و مدہوش شراب حشوق تھا۔ سمالت تجرید و تغرید زندگانی کرتا۔ سردی کے موسم میں جب برف برستی تو یہ جنگل میں تمام رات گزرتا ایسی حالت میں کہ سوائے ایک تہ بند کے کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہ ہوتا۔ زبان ترجمان اس کی سے جو کلمہ سنا یہاں ہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ محمد اعظم نے یہ نام فیض تحریر کیا ہے (اعظمی ص ۱۱۱)۔

لاحظہ ہو :

محمد اعظم : تاریخ کشمیر (اعظمی ص ۱۱۱)

۱۔ خواجہ محمد اعظم نے لکھا ہے "از مجذوبان مشہور الہذب بود بنائش حکم کشمیر زبان داشت۔ ہر چہ می گفت می شد با صفت غلبہ جذب عرف توحید و معرفت راضا و منتہی می گفت و را ظہار مغیبات و عرف جذبات گویا کی بود۔ بیرون قلعہ در مد کوہ آسودہ است۔ بعد وفات ہم جلال از قبر او ظاہر بود و بر کمر دروغ می خورد۔ در

ساعت بسزای رسید (اعظمی ص ۱۱۲)

نکل جاتا۔ اسی طرح وقوع میں آتا اور باوجود حالت جذب و سکر کے کلمہ اُست بر ملا کرتا۔ علمائے کشمیر نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مگر حاکم کشمیر نے حکم المجنون معذور اس فتویٰ پر عمل نہ کیا۔ وفات اس کی سال نو سو بانو سے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پر انوار کشمیر میں ہے۔

۱۸۰۔ خواجہ داؤد مجذوب کشمیری قدس سرہ

یہ بزرگ کشمیری مجذوبوں سے صاحب جذب و استغراق و مستی و بے خودی و بہوشی تھا۔ کھانے پینے پہننے کے بھی اس کو چنداں حاجت نہ تھی۔ کبھی اس نے اپنے ارادے سے لقمہ منہ میں نہ رکھا۔ جب کوئی لقمہ اٹھا کر اس کے منہ میں ڈالتا تو کھالیتا۔ پہلے یہ چند سال تک خاموش رہا اور کسی سے ہمکلام نہ ہوا۔ جنگل ویرانے میں اس کا مقام تھا۔ آخر جب سال ایک ہزار چھپیس میں کشمیر میں دبا آئی اور ہزاروں لوگ مر گئے تو شہر کے لوگ جمع ہو کر بطلب دعا دفع دبا کے اس کے پاس گئے۔ جواب دیا کہ اچھا آئندہ دبا کے صدمے سے کوئی نہ مرے گا۔ سب کے غوص میں ہم ہی مرے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر زمین پر لیٹ گیا اور جاں بحق تسلیم کی۔ اس روز سے کشمیر سے دبا دفع ہو گئی۔

۱۸۱۔ شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کامریہ تھا۔ حالت جذب و استغراق اس پر ایسی غالب ہوئی کہ ہمیشہ ویرانے جنگل میں پھرا کرتا اور وحش و طیور سے ہم کلام ہوتا اور جس شخص پر توجہ کرتا۔ وہ بھی مجذوب ہو جاتا۔ تمام عمر اس کی اسی حالت میں گزر گئی۔ آخر سال ایک لے خواجہ داؤد مجذوب کے بارے میں خواجہ محمد اعظم لکھتے ہیں: درائے طلب شورش بہم رسانیدہ بدو غیبت و بے خودی زدہ در حقیقت از عقل بود چوں علت و با شیعہ یافت و عالم عالم مردم براہ فاشافت بغیر آمدہ بخیرت خواجہ حبیب اللہ نوشہروی و میر یوسف قادری و لد میہ نازک ببازی پیغام کرد کہ چہ ابدل عالم خود را فدا نہ سازیم این گفت و مختصر یہ رحلت نمود و دبا دفع شد در محلہ بودہ گیر آسودہ (اعظمی ۱۲۸)

ہزار ایک سو پندرہ میں فوت ہوا۔

۱۸۲۔ سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس ستر

یہ شخص نواب میر مرتضیٰ خاں کا بیٹا منصف دار بہت ہنراری و بار عالم گیری میں محتاج بہ جاذب حقیقی نے اس کو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اس کے دل میں ارادہ ترک دنیا کا پیدا ہوا۔ مگر خاگی و بادشاہی تعلق یک قلم اس سے چھوٹنے محال تھے اس لیے وہ خدمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاجی محمد بیارہ تھے اور ایک روز ان کی وفات میں باقی تھا حضرت نے اس کی بیعت قبول کی اور ذکر و شغل کی اجازت دی۔ اس نے عرض کی میرا ارادہ ترک دنیا کا ہے۔ سو وہ مجھ سے عمل میں آنا ممکن نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ مجذوب ہو جاؤں۔ حضرت نے جواب دیا کہ تعلق میں بے تعلق چنا مردوں کا کام ہے۔ مجذوب ہونا آسان ہے۔ اس نے زمانا اور مجذوب ہونے پر اصرار کیا۔ میان تک کہ خدا کا واسطہ درمیان لایا۔ ناچار حضرت نے ایک کرتہ جس کو آپ چند روز پہن چکے تھے اس کو دیا اور کہا کہ اس کو پہن لے۔ بجز و پختے کے عالم ملکوت اس پر تکشف ہو گیا اور ایسی مستی و بے خودی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہل دنیا سے بے خبر ہو گیا۔ دن رات دیراز جنگل میں پھر کر آتا۔ آخر ۱۱۳۱ھ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں وفات کی۔

لے شیخ مسما مجذوب نوشاہی ۴۰ سال وفات ۱۱۱۵ھ غلط ہے۔ جبکہ ۱۰۷۶ھ خاندانی روایات کے مطابق صحیح ہے (شریعت التواریخ جلد سوم ص ۴۳۲ قلمی)

ملاحظہ ہو

شرفت نوشاہی ۱ شریعت التواریخ جلد سوم ص ۴۳۲-۴۳۵ قلمی

لے شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی ۴۰ سال وفات خاندانی آخذ کے مطابق ۱۰۹۲ھ درست ہے۔ اس لیے معنی صاحب کا مندرجہ سال وفات ۱۱۳۱ھ غلط ہے (شریعت التواریخ جلد سوم ص ۴۳۲ قلمی)

ملاحظہ ہو

شرفت نوشاہی ۱ شریعت التواریخ جلد سوم ص ۴۳۱-۴۳۲ قلمی

۱۸۳۔ نانوجندوب نوشاہی قدس سرہ

یہ حضرت بزرگ حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کامریہ تھا۔ ابتدائے حال میں بے خودی و ہوشی و استغراق کی حالت اس پر طاری ہوئی۔ یہاں تک کہ کھانے پینے پھیننے کی ہرچیز اس کو نہ تھی۔ ایک مرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب مرد بے ریش ہوں گے۔ یہ سن کر اس نے سوچنا خریدا اور تمام ریش و برت کے بال اکھاڑ ڈالے اور کہا کہ جرات قیامت کو ہونے والی ہے وہ ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے۔ بعد وفات پر روشن ضمیر کے یہ شخص جگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا۔ وہاں اس شخص کو قطاع الطریقوں نے سال ایک ہزار ایک سو پینتیس میں شہید کیا۔

۱۸۴۔ حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہ

کتاب تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حصول علم بالہن کے لیے حضرت ملا شاہ قادری میاں میر بالا پیر کے خلیفہ کے پاس چند سال حاضر رہا۔ مگر وہاں اس کو کچھ بہرہ نہ ملا اور سخت بے اعتقاد ہو کر اسلام سے بھی برگشتہ ہو گیا۔ رشتہ زنا رگر دن میں ڈال لیا اور فقرائے ہندو میں مل کر جا بجا گدائی کرنے لگا۔ ایک روز ان کا گذر حضرت نوشاہ کے دولت خانے پر چلا حضرت نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غلہ گندم دے دو۔ چنانچہ سب کو مل گیا۔ مگر حافظ طاہر کو کچھ نہ ملا غلہ ختم ہو چکا تھا۔ یہ غلہ کے نہ ملنے سے عروم و مالوس ہو کر پھرنے لگا تو حضرت نے اسے نانوجندوب کا اصل نام نامک تھا۔ تمام علوم میں نالوں معروف ہو گئے۔

اسے میان مفتی صاحب نے سال وفات ۱۱۳۵ھ اور خزینۃ الاعیان ۲/۴۲۶ھ میں ۱۱۳۶ھ لکھا ہے۔ یہ دونوں میں غلط ہیں۔ بلکہ خاندانی ماخذ میں سال شہادت ۱۰۹۹ھ مندرج ہے۔ جو ہمارے نزدیک معتبر ہے (شریف التواریخ) جلد سوم ص ۵۵، شیخ نانوجندوب کا دفن موضع کلاہکے پیر ضلع گجرات پاکستان ہے۔

ملاحظہ ہو :

اس کو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر مہارے پاس آئے کہ حصہ تیل چارے پاس ہے۔ اپنا نام سن کر یہ متعجب ہوا کہ یہ میرے نام سے کیونکر واقف ہیں۔ جب پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اس کا کرتا مار کر اس کے گلے میں جو زنا ہے توڑ دے۔ اس نے توڑ دیا۔ من بعد بعداً مسلمان ہوا اور ایک نظر فیض اثر سے اس کو واصلِ بخت کیا۔ اس مدد سے حالت جذبِ استغراق وبے خودی وبے ہوشی طاری ہوئی۔ میانِ تک کہ سراپا برہنہ جنگل میں پھرا کرتا کسی سے تعلق نہ لکھتا۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو چھتیس میں مر گیا۔

۱۰۵۔ معصوم شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ مجذوب صاحب جذب و استغراق وبے ہوشی وبے خودی جامع خارق و کرامت لاہور کا رہنے والا تھا۔ علمِ سیدِ مٹھ میں ایک پرانی حویلی کے دروازے پر اس کا قیام تھا۔ آگ ہمیشہ اس کے در و درویش رہتی تھی۔ اگرچہ اس گھر کی چوہی دہلیز پر بارہ برس تک اس نے آگ جلائی مگر اس دہلیز کی لکڑی نہ جلی۔ شیخ و اب الدین جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا۔ اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا حال اس طرح پر بیان کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے لائی تھی۔ اتفاقاً گذر اس کا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا۔ معصوم شاہ اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اس سے چھین کر آگ میں ڈال دیا۔ چنانچہ جل گیا۔ چونکہ فقیر مجذوب تھا تاہم عورت روتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی اور یہ حال سہی نور محمد مقدم محلہ کے آگے بیان کیا۔ عورت کو ساتھ لے کر معصوم شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت یہ عورت بیوہ ہے۔ کشیدہ نکال کر اور اجرت حاصل کر کے اپنا گزارہ کرتی ہے۔ آج یہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اجرت پر لائی

۱۔ حافظ طاہر نوشاہی کو سال وفات میں ۱۱۳۶ھ قلعہ سے پنجاب سید شرافت نوشاہی کی تحقیر کے مطابق مہینہ سال وفات ۱۰۹۷ھ ہونا چاہیے (شرعیہ التاریخ جلد سوم حصہ اول ۲۶۵)

لاحظہ ہو۔

۲۔ شرافت نوشاہی، شریعت التاریخ جلد سوم حصہ اول ۲۶۴-۲۶۵

۳۔ محمد حیات نوشاہی، تذکرہ نوشاہی قلی ملوک سید شرافت نوشاہی بکرات

تھی۔ آپ نے وہ کپڑا جلادیا۔ اب یہ عاجز اپنی اجرت سے بھی محروم ہوئی۔ از دست قیمت کپڑے کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی۔ یہ نقدی کماں سے لائے گی۔ آپ نے یہ ظلم اس عاجز پر کس واسطے کیا۔ یہ بات سن کر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھ دور کر کے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکال کر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی جو کام تم سے کئی روز میں ہونا تھا۔ وہ ہم نے ایک روز میں کر دیا۔ وفات اس کی سنہ ایک ہزار دوسو اکیس میں واقع ہوئی اور مزار لوہاری دروازے کے باہر ہے۔

۱۸۶۔ مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب قدس سرہ

یہ شخص قوم کا جام تھا۔ ایک روز ایک زمیندار کی حجامت اس کے چاہ پر جا کر کر رہا تھا اتفاقاً ایک فقیر روشن ضمیر کا گذر اس طرف ہو گیا اور اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے حجام نیک نام میں پیاسا ہوں۔ سرد پانی پلاؤ تو خدا سے اجر پائے مستقیم یہ بات سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی بھر لایا اور فقیر کو پلایا۔ فقیر نے جب سرد پانی پیا۔ ایک گرم نگاہ سے اس کی طرف دیکھا۔ بجزو دیکھنے کے مستقیم پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ فی الغور زمین پر گر پڑا۔ تین دن تک بے ہوش رہا۔ پھر جب ہوش میں آیا۔ تارک الدنیا ہو کر موضع فیض پور میں قیام کیا اور باقی کی عمر سستی و مجذوبی میں گذاری۔ خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئیں۔ ایک ہزار دوسو چالیس میں اس کی وفات ہوئی اور قبر موضع فیض پور میں ہے۔

۱۸۷۔ فقیر تاج شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا۔ کبھی شہر میں اور کبھی جنگل میں بھٹا کرتا۔ متنازعات میں اکثر اس کی زبان سے نکلتی۔ کبھی حاضرین کے روبرو ان کے دل کی باتیں بھی بیان کر دیتا۔ لاہور کے لوگ اکثر اس کے معتقد تھے۔ سکھوں کی سلطنت کی خرابی کا حال پہلے ہی اس نے بیان کر دیا تھا۔ یعنی جس روز راجہ رنجیت سنگھ مرا تھا۔ اسی روز کہہ دیا تھا کہ نو برس اور یہ سلطنت رہے گی پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہو جائیں گے اور یہ بھی بہت تذکرے مشہور ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نور قوم بنجار جس کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ ان کے پاس آکر مستدعی دعا کا ہوا۔ فرمایا کہ اب کے تیرے

گھر عمر دراز بٹیا ہوگا۔ اس کا نام بوڑا رکھنا۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سمالت بیماری و آخری وقت کے ان کو بلایا اور اپنی صحت کے لیے عرض کی۔ جواب دیا کہ مناسب کے واسطے ہے۔ جس طرح تیرا اور میرا باپ مر گیا ہے۔ تو بھی مرنے والا ہے۔ چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے لیے لانی چاہیے۔ یہ سن کر وہ ناامید ہوا۔ جب تاجے شاہ قلعے سے نکلا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جان دے دی۔ آخر سال ایک ہزار دو سو اسیٹھ ہجری میں فوت ہوا۔ قبر لاہور میں باہر موچی دروازے کے ہے۔

۱۸۸۔ نظام شاہ لاہوری مجددی قدس ترہ

یہ مجددی صاحب جذب شوق و ذوق و سکھ لاہور کا رہنے والا تھا۔ شہر اور جھل میں پھرا کرتا تھا۔ شراب کے نشہ میں ہر وقت مستغرق رہتا۔ لوگ اس کے بہت متعقد تھے جو بدیہ لوگ دیتے حاضرین وقت کو تقسیم کر دیتا۔ اس کے خواص بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ جس روز راجہ ہیر سنگھ مہاراجہ ولیپ سنگھ کا وزیر قتل ہوا تھا۔ علی الصباح مسجد عمدہ سادھواں میں آیا اور امام مسجد کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج عید اضحیٰ کا روز ہے۔ پرانے بوریے لپیٹ کر نئے بوریے بچھا دو۔ لوگ اس بات سے متعجب ہوئے۔ رجب پھر دن چڑھا۔ راجہ ہیر سنگھ بہانہ شکار بھاگ نکلا۔ سکھوں نے اس کا تعاقب کر کے اس کو مار ڈالا اور جواہر سنگھ کو وزیر بنایا۔ اپنی مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان قبستان میانی میں بنایا۔ وہاں ایک کاٹھ چوبی جس میں حکام مجرموں کے پاؤں ڈال کر قتل لگا دیتے تھے۔ تیار رکھا تھا۔ جس پر غصہ ہوتا۔ اس کو کپڑا کر اس میں قید کر دیتا۔ جب ایک دو ساعت گزرتی پھر چھوڑ دیتا۔ ایک روز ایک شخص قوم جوگی مسلمان پر غصہ ناک ہوا۔ جس نے اس کے پانی پینے کا گلی کوڑہ توڑ ڈالا تھا اور حسب العادت اس کو بھی کاٹھ میں مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی چھوڑ دیا۔ اس شخص نے ناراض ہو کر استغاثہ اس بات کا بحضور میجر میگلر صاحب حاکم ضلع لاہور پیش کیا۔ وہاں سے خدا بخش کو توال کے نام حکم جاری ہوا کہ مدعا علیہ کو مع کاٹھ کے حاضر کرے۔ چونکہ اس روز شنبہ کا دن تھا۔ دوسرے روز یک شنبہ کی تعطیل ہو گئی۔ چونکہ خدا بخش کو توال بھی اس کا متعقد تھا۔ دوسرے روز خود اس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب

ضلع کی کچہری میں ہے۔ کل آب کو دہاں گرفتار ہو کر جانا ہو گا اور میں نوکر و محکوم سرکار ہوں حکم کی تعمیل میں معذور ہوں۔ یہ بات سن کر نظام شاہ ہنسا اور کما کر ہمیں کل اپنے حاکم کی کچہری میں حاضر ہونا ہے۔ ہم کو فرنگی کی کچہری میں کون لے جاسکتا ہے۔ پس اس رات قوالوں کو بلا کر تمام رات سماع میں مشغول رہا۔ علی القباہ قوالوں کو رخصت کیا اور خود بستر پر ستراحت کی اور جاں بحق تسلیم کی۔ جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی۔ ہزاروں لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے دفن کیا دیا۔ نظام شاہ کی سال ایک ہزار دو سو انتہر میں واقع ہوئی اور قبر گورستان میانی میں ہے۔

۱۸۹۔ متان شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہ

مجذوبان بالکمال و مرستان اہل حال سے تھا۔ دنیا سے کمال بے نار تھا۔ کسی کے ساتھ کسی کی گفتگو تک نہ تھی۔ خود دلوش و لباس سے کمال استغنا تھا۔ گرام و سرا میں برہنہ بدن پھولتا کسی سے ہم کلام نہ ہوتا۔ البتہ اپنے منہ سے کچھ کہتا رہتا۔ لوگ ہزاروں قسم کے کھانے اور لباس و زینہ نقد اس کے رو برو لا کر رکھتے۔ وہ نظر قوت سے ان کی طرف نہ دیکھتا۔ کوئی رکھ جانا اور کوئی اٹھا کر لے جانا۔ کبھی کسی کو خود اٹھا کر دے دیتا۔ کماروں اور جہلاہوں کے کارخانوں میں جب کبھی گذرتا انہیں کا کام نہایت غریبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا۔ جب بھوک غالب ہوتی تو درختوں کی پتی کا کر پیٹ بھر لیتا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کو کمال اعتقاد اس کی نسبت تھا۔ ہزاروں روپیہ دے دیتا۔ مگر یہ نہ لیتا۔ ایک مرتبہ رنجیت سنگھ اپنے ہمتی پر بیٹلا کر قلعے کو لیے جاتا تھا۔ یہ ہمتی کے لوہے سے کو دپڑا۔ ہزاروں خوارق و کرامت اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ جن کا تذکرہ مخلوق کی زبان پر ہے۔ جب کوئی اہل حاجت اس کے رو برو جاتا۔ گفتگو گفتگو میں یہ اس کے مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا۔ آخر سال ایک ہزار دو سو انتہر ہجری میں فوت ہوا۔ قبر لاہور میں ہے۔

۱۹۰۔ جیلے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہ

یہ شخص سرت صاحب جذب و استغراق تھا۔ سُر بہت بھاری گپیں کہتا اور زبان سے بہت بولتا۔ اس کا کلام اکثر سمجھا نہیں جاتا تھا۔ جب کوئی اس کے رو برو جاتا۔ اس کی طرف متوجہ

نہجوا۔ بعض اوقات لوگوں کے دل کا حال پر ملاحظہ کیا کرتا۔ لاہور کے گلی بازاروں میں اکثر اس کی گردش ہوتی۔ کوئی قیام گاہ اس کا نہ تھا۔ اسی حالت سے اس کی عمر گزرتی۔ آخر نہ ایک ہزار دوسو پینٹھ میں مر گیا۔

ساتواں حصہ

عورتِ صالحہ کے ذکر میں پنجاب میں گزری چکی ہیں

۱۹۱۔ بی بی حاج بی بی تاج بی بی نوز بی بی حوز بی بی گوہر بی بی شہباز خاندان اہل بیت سے یہ بیبیاں عقیل بن علی کی پانچ لڑکیاں تھیں۔ واقعہ کربلا کے وقت یہ شام میں تھیں۔ امام حسین علیہ السلام کی آمد سن کر یہ کربلا میں آئیں۔ مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس واسطے یہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بحرف خاندان بنی امیہ کے جند کو روانہ ہوئیں اور لاہور کے باہر آکر قیام کیا۔ بہت سے لوگ ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے۔ یہ خبر جب مسیحی بساؤ راجہ لاہور کو پہنچی۔ اس نے اکثر اپنے دیوار کے امیر ان کی خدمت میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں، مگر جو شخص جاتا۔ وہاں ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا۔ آخر راجہ کا بیٹا گیا۔ اس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا۔ راجہ نے جب یہ حال سنا۔ کمال غضب ناک ہوا اور لشکر کے ساتھ ان کے قتل پر آمادہ ہو کر چلا۔ جب نزدیک پہنچا تو بیبیوں نے خدا کی جناب میں عرض کی کہ ہم کو ناخرعوں کی نظر سے بچالے اور پیوند زمین کر لے۔ چنانچہ سب بیبیاں مع خدام کے پیوند زمین ہو گئیں۔ صرف

اور ضعیفوں کی کئی قبروں کے نشان کے لیے باہر رہ گئی۔ راجہ کا بیٹا جس کا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا سلامت رہا۔ راجہ اس کو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدیم دین کی طرف عود کرے، مگر اس نے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر مجاور ہو بیٹھا۔ یہ عام روایت لوگوں کی زبانی ہے اور کتاب تحفہ الاولیاء میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے۔ مگر قیاس نہیں چاہتا کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں آئی ہوں، مگر ان حضرات کی بزرگی و پُر فیض ہونے میں شک نہیں کہ مکان نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمید یہ میں جو مضمون مولف کی نظر سے گزرا ہے۔ اس کا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں۔ اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ بندہ میں درج نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ سید احمد تحفہ ترمذی جو لاہور کے بزرگوں میں سے قطب یگانہ و غوث زمانہ تھے۔ ان کے پانچ لڑکیاں بی بی حاج دہلی بی بی تاج دہلی بی نور دہلی بی حور دہلی بی گوہر دہلی بی شہناز تھیں اور پانچوں عابدہ و نابدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھیں جب چنگیز خاں مغل سے شہزادہ جلال الدین خوارزمی نے شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا تو چنگیز خاں کی فوج اس کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی۔ تمام ملک پنجاب انہوں نے غارت کر لیا۔ شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک ان کے ساتھ لڑتے رہے۔ جب شہر فرج ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں۔ بلکہ کوئی ذی جان حیوان بھی جائز نہ ہو۔ چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے۔ اس وقت یہ پانچوں بیبیاں شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہاں ان کا باپ رہتا تھا۔ موجود تھیں۔ جب مخالفین نے ان کو قتل و غارت کرنا چاہا تو انہوں نے دعا کی کہ الہی ہم کو پیوند زمین کر لے اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے ان کو اپنے آپ میں چھپا لیا۔ جب مخالفین دیوار توڑ کر مکان میں گئے۔ کوئی ذی جان موجود نہ پایا۔ البتہ زمانے کپڑوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے۔ چند آدمی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے مجاور می اس مزار کو گھر بار کی اختیار کر لی۔ یہ تقریر جو مشہور نہیں ہے، شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا۔ مگر عجیب نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور

لے واقعی یہ قیاس اور زبانی روایت ہے جس کا تاریخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لے تحفہ الاولیاء کی حیثیت پر ہم شیخ اسماعیل محدث لاہوریؒ کے تحت مفصل بحث کر چکے ہیں۔

واقعہ غارت و قتل لاہور کا چھ سو چودہ ہجری میں واقع ہوا تھا اور سید احمد تختہ کی وفات سنہ چھ سو دو میں ہوئی تھی۔

۱۹۲۔ بی بی سارہ قدس سرہ

یہ بی بی شیخ نظام الدین ابوالموید دہلوی کی والدہ محی۔ نہایت بزرگ حافظہ و عابدہ و زاہدہ و صائمہ دن اور رات اس کو سوائے عبادت و ریاضت کے کوئی کام نہ تھا۔ اخبار الانبیاء میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں اس کا بارش ہو گیا۔ جب مخلوق نہایت تنگ ہوئی تو شہر کے اکابر مل کر شیخ نظام الدین ابوالموید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ شیخ نزولِ بارانِ رحمت کے لیے دعا کریں۔ ان کی التجا شیخ نے قبول کی اور ممبر پر چڑھ کر ایک پرانا نانہ کپڑا بغل سے نکالا اور ساتھ اٹھا کر دعا کی کہ الہی میری والدہ کے پسنے کی یہ اوڑھنی ہے جس کی تمام عمر میں ناظر میں کی نظر سے اس کو تو نے محفوظ رکھا ہے۔ پس اگر وہ مخفیہ پاک دامنہ و محفوظ تھی تو اس کی پاک دامنہ کے طفیل سے اپنی مخلوق کی دعا قبول کر اور بارانِ رحمت برسا۔ پھر داس دعا کے ابرا آسمان پر نمودار ہوا اور

سنہ ۹۱۳ھ خط ہے۔ بلکہ یہ واقعہ ۹۲۹ھ/ ۱۲۴۱ھ میں ہوا دامنہ ۱۲۴۱ھ/ ۱۲۴۱ھ میں ہوا (۱) بی بی پاک دامنہ (۲) بی بی پاک دامنہ کے بارے میں بیان کے مجاہدوں نے جلالین روایات مشہدہ کر رکھی تھیں۔ مولوی نور محمد شہتی مفتی غلام سرور لاہوری اور کنہیا لال کی بے اعتدالی اور سامی روایات کے ظلم بند کرنے کی وجہ سے صرف دکان سے حقیقت ہی جانی تھیں۔ پھر خود مفتی صاحب کو ۱۲۹۲ھ میں جب تذکرہ حمید یہ دستیاب ہوا تو ان روایات کو کچھ شبہ کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ پہلی مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے تاریخ جلیلہ اور رسالہ بی بیان پاک دامنہ لکھ کر انہیں حضرت سید احمد روضۃ ترمذی دف ۶۲ھ/ ۱۲۰۵ھ کی اولاد ثابت کیا اور ہمارے نزدیک بھی یہ روایت قسریں قیاس معلوم ہوئی ہے۔

لاحظہ ہو

- (۱) شخص سائنسد : تذکرہ حمید یہ مرتبہ نامی (۲) نامی : (رسالہ) بی بیان پاک دامنہ لاہور ۱۳۶۳ھ
(۳) ایضاً : تاریخ جلیلہ (۴) نامی فرید آبادی : لاہور جزدوم ص ۱۰۰

۵۰ کلیم محمدین : (رسالہ) بی بیان پاک دامنہ لاہور

بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیلاب ہو گیا۔ وفات اس پاک دامنہ کی سنہ چھ سو اڑتیس ہجری میں ہوئی اور مزار پُر انوار دہلی میں متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے۔

۱۹۳۔ بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہا

یہ عورات صالحات و قانات و عارفات شہر دہلی سے تھیں۔ سلطان المشائخ اکثر اوقات اس بی بی کے مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ رہتے تھے اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام بظاہر محبت اور باطن میں مردہ ہے اور شیخ نجیب الدین متوکل شیخ فرید الدین کے بھائی کو یہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی۔ کتاب اخبار الاخبار میں بھی تعریف اس بی بی کی بہت لکھی ہے۔ یہ بی بی صاحب علم و فضل و شاعرہ بھی تھی۔ چنانچہ یہ شعر اس بی بی کی تصانیف میں سے ہے۔ شعر ہم عشق طلب کنی ہم جان غمھی ہر دو طلبی دے میسر نشود وفات اس بی بی کی سنہ چھ سو تینتالیس میں ہوئی اور مزار دہلی میں ملے ہے۔

۱۹۴۔ بی بی قرسم خاتون والدہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہا

یہ بی بی عارفہ زبان و مستجاب الدعوات تھی۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیتی، وہی وقوع میں آجاتا۔ صاحب سیر الاولیاء و اخبار الاخبار و معارج الولاہیت لکھتے ہیں کہ جب خواجہ فرید الدین گنج شکر ہانسی سے بمقام اجداد صحن قیام پذیر ہوئے تو شیخ نجیب الدین متوکل کو اپنے بھائی کے لانے کے واسطے ہانسی کو بلا دیا۔ چنانچہ شیخ نجیب الدین ہانسی کو پہنچے اور والدہ کو پہچان لے کر اجداد صحن کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک بیابان بے آب میں پہنچے۔ بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین لے اخبار الاخبار (۷۶۹) میں بی بی سارہ کا سال وفات مرقوم نہیں ہے۔

۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں :

”بھائی کہ مردم آن را اینہائی بی بی شام گویند و بعضی علوم اناس بی بی صائمہ گویند۔ ہر دو لغتاً غلط است نام ایشان بی بی فاطمہ سام است“ (اخبار ۲۷۷)

لاحظہ ہو : عبدالحق شیعہ ، اخبار الاخبار ۲۷۷

کو حکم دیا کہ پانی لائے۔ نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے سائے میں بٹھلا گئے جب بعد دو ساعت کے پانی لے کر آئے تو اس درخت کے نیچے والدہ کو موجود نہ پایا۔ تمام جنگل میں تلاش کی، مگر کہیں سراخ نہ ملا۔ آخر باپوس ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ فرید الدین کی خدمت میں تلم سرگزشت بیان کی۔ حضرت نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا کھا کر درویشوں کو کھلاؤ اور بی بی حنا کے لیے دعائے مغفرت مانگو۔ دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گزشتہ شیخ نجیب الدین کا اسی جنگل میں ہوا تو دوبارہ تلاش میں مصروف ہوئے کہ شاید کہیں سے اُس معصومہ کے استخوان مل جائیں اور کچھ عجیب نہیں ہے کہ اس کو کسی جنگلی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو۔ آخر بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ استخوان انسان لے کر لے گئے۔ احتیاطاً انہوں نے وہ استخوان ایک کیسہ میں ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا۔ جب خواجہ فرید کی خدمت میں حاضر ہوئے، تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا۔ حضرت نے جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا۔ کوئی ڈھبی اس میں موجود نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی اسرار الہی میں سے تھا۔ واقعہ گم شدگی اس حنیفہ کائنات میں سوتینا لیس ہجری طبعی واقع ہوا۔

۱۹۵۔ بی بی زینبہ قدس سرہا

یہ بی بی حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی نظام الدین بایزنی و ہوسر جیشی کی والدہ فرماتے ہندک و صلاط صاحب عفت و حصمت عابدہ و زائدہ و محققہ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے، کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی و دنیاوی پیش آتی۔ خداوند تعالیٰ اس کو خواب میں اس کے انجام سے آگاہ فرمادیتا تھا اور ہر حاجت جو مجھ کو پیش آتی۔ والدہ کی قبر پر جا کر میں خدا کی جناب میں دعا کرتا۔ وہ دعا کبھی مسترد نہ ہوتی۔ چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلیجی نے جب میرے بزرگ خان ہو کر مجھ کو اس بات پر مجبور کیا کہ میں ہر چاندنات اس کے پاس ماہ نو مبارک کہنے کے لیے جایا کرتا تو میں والدہ کی قبر پر گیا اور رفع حضرت سلطان کے لیے دعا کی۔ آئندہ چاندنات کو وہ خسرو شاہ اپنے مصاحب کے ہاتھ سے مارا گیا۔ وفات اس بی بی کی سال چھ سو اڑالیس میں واقع ہوئی اور

لے لے لے لے لے

مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ السلام ہے۔

۱۹۴۔ بی بی اولیاء قدس سرہا

یہ بی بی پاکدامن دہلی میں رہتی تھی۔ کمال بزرگ و صاحب عبادت تھی۔ صاحب اخبار الاخبار تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ بی بی عبادت کے جلد میں بیٹھتی۔ چالیس عدد لونگ اور ایک لونا پانی کا ہمراہ لے جاتی اور حجرہ میں بیٹھ کر دروازہ معمر کر دیتے۔ بعد چالیس روز کے جب نکلتی ہنوز ان چالیس لونگ سے چند لونگ باقی ہوتے۔ سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی اس کا کمال معتقد تھا۔ وفات اس کی چھ سو پچھپن ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۹۵۔ بی بی راستی قدس سرہا

یہ بی بی زوجہ شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور والدہ شیخ زکریا الدین ابوالفتح سروردی کی تھی۔ عابدہ و زاہدہ و حافظہ و متقیہ کہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاؤ الدین زکریا کے ساتھ رکھتی تھی۔ بہت سی عورات کو فیض نسبت بہرہ فرمایا۔ اس کی ذات بابرکات سے پہنچا۔ وفات اس کی سنہ چھ سو پچانوے ہجری میں واقع ہوئی۔

۱۹۸۔ عارفہ کاملہ بی بی لکھنوی قدس سرہا

یہ بی بی صاحب جذب و استغراق و عشق و محبت و زہد و ریاضت خاص شہر سری نگر

لے ملاحظہ ہو :

اخبار الاخبار ۲۷۸-۲۷۹

لے بی بی اولیاء کی اولاد اخبار الاخبار کی تدوین ۹۹۹ھ تک دہلی میں مقیم تھی۔ شیخ عبدالحی کہتے ہیں : شیخ احمد مدنی بود از اولاد اوم مدنی کچھ و کار کردہ و بسیاری از مشائخ را دریا فرمود (اخبار ۲۷۹)

لے ملاحظہ ہو :

۱) جمالی : سیر العارفین (۲) نور احمد فریدی : تذکرہ حضرت صدر الدین عارف ۲۶-۳۴

کشمیر کی رہنے والی ممتی۔ والدین اس کے علاوہ راجہ نرنجن دیو والی کشمیر کے ساتھ رکھتے تھے۔ جب راجہ تہجہ موجب شیخ مرید الدین بیل شاہ مسلمان ہو گیا تو وہ بھی مسلمان ہو کر شیخ بیل شاہ کی مرید ہوئی۔ شیخ اس کو اپنی لڑکی کتے تھے۔ جب بالغ ہوئی۔ توجہ اس کی دنیا کی طرف کم تھی۔ آخر ایک شخص کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ بسبب عدم توجہ کرنے یا مورات خانہ داری کو اشتغال بعبادت و ریاضت اس کو ہرگز نہ چاہتا تھا۔ ایک روز یہ پانی کا گھڑا بھر کر لیے آئی تھی اور گھڑا سر پر اٹھائے ہوئے تھی۔ شوہر اس کا پیچھے سے آیا اور چوب دستی اس کو ماری۔ وہ گھر سے کو لگی لہ گھڑا ٹوٹ گیا۔ خدا کی قدرت سے گھر سے گھر کے ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برف کی صورت جم کر اس کے سر پر موجود رہا۔ اسی طرح یہ گھر میں آئی اور وہ پانی اس لے اور برتن میں ڈال لیا اور باقی ماندہ زمین پر پھینک دیا۔ دہان سے نیا چشمہ جاری ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر خاوند نے آزاد کر دیا اور تمام کشمیر کے لوگ اس کی بزرگی کے معتقد ہوئے۔ چنانچہ بنماطرح جمع عبادت ریاضت میں مصروف ہوئی۔ تمام رات اور دن دیرانہ جنگل میں پھرا کرتی اور ایسی مجذوب ہوئی کہ محبت تک بھی اس کو پروا نہ تھی۔ ایک روز یہ برہنہ تن بازار میں چلی جاتی تھی۔ دوسرے دیکھا کہ شیخ بیل شاہ چلے آتے ہیں۔ بولی کہ مر د آگیا اور دوڑ کر ایک تنور میں گر آگ اس میں روشن ممتی جا بھپی۔ لوگوں نے شور مچایا کہ کل دوسری تنور میں پڑ کر جل گئی۔ اتنے میں بیل شاہ دہان آ پہنچے اور پکار کر کہا کہ کل دوسری کیسا شور تو نے مچا رکھا ہے۔ باہر نکل۔ بجزو سننے اس بات کے پوشاک پہنے ہوئے تنور سے باہر نکل آئی۔ اس کے خالق و کرامت کے تذکرے اور بھی بہت ہیں۔ جن کے اندماج سے خوف طوالت ہے۔ واقعہ اس کی وفات کا اس طرح پر درج تواریخ اٹھلی ہے کہ جب آخری وقت اس کا قریب آیا۔ حاضرین کو ارشاد کیا کہ سب کے سب چلے جائیں اور اس کو تنہا چھوڑ جائیں۔ چنانچہ سب لوگ دہان سے دور جا ٹھہرے۔ جب تنہا رہ گئی تو جسم غفری اس کا مانند روح آسمان کو پرواز کر گیا اور طرفۃ العین میں لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا اور یہ واقعہ سات سو تھپتہن میں وقوع پزیر ہوا۔

لے ملاحظہ ہو :

محمد عظیم ، تاریخ کشمیر جلد ۱

۱۹۹۔ بی بی فاطمہ سیدہ المشہورہ بی بی بڑی مقدس سترہ

یہ بی بی حضرت میراں محمد شاہ موج دریا بخاری کی زوجہ اور حضرت سید عبدالقادر ثالث بن سید عبدالوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی۔ نہایت بزرگ عابدہ و زاہدہ و متقیہ و ذاکرہ خوارق و کرامت اکثر بے اختیار ان سے سرزد ہوتیں۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عصر کی نماز کے واسطے وضو کیا۔ اتفاقاً ٹلے مبارک بغل سے نکل کر کیمڑ میں جا پڑی اور پلید ہو گئی۔ بی بی نے اس کو اسی وقت دھویا اور چاہا کہ دھوپ میں ڈال کر اس کو سکھائیں چونکہ دھوپ اس وقت بیر کے درخت کے اوپر کی شاخوں پر تھی جو ان کے گھر کے صحن میں تھا۔ بسبب پردہ داری کے بی بی اوپر نہ چڑھ سکیں اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جا۔ درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے اس پر چادر ڈال تو پھر اونچا ہو گیا۔ اس وقت میراں محمد شاہ خاتون کے صحن میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے۔ بی بی خود اس پر چڑھی ہوگی۔ اس بات سے غضب ناک ہو کر گھر میں گئے اور حال دریافت کیا۔ بی بی نے تمام حال ماست ماست کہہ دیا۔ فرمایا کہ جس طرح پر چادر تھنے درخت پر ڈالی ہے۔ اسی طرح میرے سامنے اتارے تو مجھ کو یقین آتا ہے۔ بی بی پھر درخت کے روبرو گئی اور پست ہونے کے لیے ارشاد فرمایا۔ درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے چادر اتار لی۔ یہ حال دیکھ کر میراں محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت تجھ کو کہاں سے ملی۔ کہا کہ یہ دولت موروثی آبائی میری ہے۔ وفات بی بی کی ایک ہزار سولہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار بیرون مزار میراں محمد شاہ کے ہے۔

۲۰۰۔ بی بی جمال خاتون قدس سترہ

یہ بی بی کمال بزرگ کبار عارفات سے تھی اور ترک و تجرید میں رابعہ وقت نسبت عالیہ سلسلہ قادریہ اس کو اپنے برادر حقیقی میاں میر بالا پیر لاہوری اور والدہ ماجدہ سے حاصل تھی۔ تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اس کو کچھ کام نہ تھا۔ کتاب سکنۃ الاولیاء و سفینۃ الاولیاء میں حضرت دادا شکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر لکھنا اور حال لکھنا ان زیارات کا متعلق مقابر اور ذکر خیر بزرگان دین و مشائخ اہل یقین نہیں، مگر صرف اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سندی اور سچی زیارات کا ذکر کسی کو معلوم نہ تھا۔ اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ شریع بھی اس کتاب میں درج کی جاوے اور اس فیض خاص کو عام کیا جائے اور واضح رہے کہ یہ زیارات عالیات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھی ہیں۔ ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری دھڑے خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ میں رکھی ہیں۔ اصل حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قرآن نے لبال سنہ آٹھ سو تین ہجری میں عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کو محاصرہ میں لیا تو اس شہر کے علماء و فضلا و سادات کرام بہت سے تحائف و تبرکات لے کر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی کچھ تو تبرکات اس وقت امیر تیمور کو ملے اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لے کر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ میں بحضور امیر حاضر ہوا اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں۔ آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ لایا۔ اس روز سے یہ برابر دہلی میں رہیں اور شاہان چغتائی پشت بر پشت ان پر قابض چلے آئے۔ احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی۔ تو وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھ کر کے منگوانی کو کابل لے گیا۔ کابل میں جا کر مغلانی بیگم بیمار ہو گئی اور اس کی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمار داری کے واسطے کابل کی سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی۔ اس وقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہ کل زیارات بھی آپس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لیں تھیں۔ کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آئے اور جب تک زندہ

رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے جب کہ ملکہ زمانی بعد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہنچی تو سکھان کفن دزدنے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکار مال تصور کر کے چھوڑ گئے۔ بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیوالی جموں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہاں پھر سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہو۔ لیکن تھیں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مرنے اور نعرش ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی اور وہ چندے جموں میں ٹھہری رہی۔ جب نعرش مغلانی بیگم کی معاش کے کل مال و اموال کو سبھلے سیالکوٹ میں آئی تو گوجر سنگھ وغیرہ سکھوں نے مل کر وہ مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردے کے پاس سوائے کفن کے باقی نہ چھوڑا۔ جب نعرش جموں میں گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی و بے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور راجہ رنجیت دیوالی نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستے کا خرچ مجھ سے لیں، مگر منظور نہ ہوا۔ آخر اس نے ان زیارات کو لبوض اسی ہزار روپے کے ایک سوداگر کے پاس رہن رکھا اور روپیہ لے کر بحفاظت فوج راجہ جموں کے پہاڑ سے اتری جب قصبہ جٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم جٹی وچو دہری پیر محمد حاکم رسول نگر مع شیخ سوہنہ اور غلام محمد سپہ سالار اپنی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہم کو بخشن دیں۔ ملکہ زمانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سولے زر رہن کے لینا کر کے اس بات پر راضی ہوئی اور روپیہ لے کر سند عطایات بمہر خود ان کو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرہن کو دے کر زیارتیں لے لیں۔ پس شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں تقسیم کر لیں اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتیں دو مقام پر رکھی ہیں جن کا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے۔

اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ حال ہے کہ یہ زیارتیں اس کے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ میں رہیں اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا غلام محمد قابض ہوا اس کے وقت ۱۸۴۰ء میں جب رنجیت سنگھ کے باپ مہمان سنگھ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو قید کر لیا اور اس کے کھانا پر قابض ہوا تو صرف موضع سنجر اس کے گزارے کے واسطے بجالا رکھا تو غلام محمد اپنے عیال و اطفال و زیارات کو لے کر موضع سنجر چلا گیا۔ مگر مہمان سنگھ نے وہاں بھی اس کو چین نہ دیا اور تھوڑی مدت کے بعد سنجر بھی اس سے لے کر زیارات بھی چھین لیں۔ پھر یہ زیارات گوجر اٹوالہ کے قلعہ میں

لاکھ رکھی گئیں۔ مہمان سنگھ کے مرنے کے بعد ۱۲۱۱ ہجری میں جب بادشاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتیں گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کو رکے پاس بقلعہ کیریاں بھیج دیں۔ وہاں یہ تبرکات ایک بالاخانے میں رکھے گئے۔ اتفاقاً قلعے میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا۔ مگر جس بالاخانے میں یہ تبرکات تھے اور اس کے نیچے منزل میں بارود بھرا ہوا تھا۔ آگ وہاں تک پہنچ کر خود بخود منطفی ہو گئی۔ اس روز سے سدا کو رکہ ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ باوجودیکہ چند بار ان کے لینے کے واسطے بصد ہوا۔ مگاس نے ندیں جب سخت تاکید ہوئی تو اس نے یہ زیارات قلعہ کیریاں سے نکلوا کر قلعہ چوٹڈہ کو بھیج دیں۔ آخر جب کل مال سدا کو رکہ راجہ رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اس نے یہ زیارات شیر سنگھ اپنے دوہتے رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دے دیں اور وہ اپنے قتل کے دن اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب وہ مارا گیا تو راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات اپنی حویلی میں رکھیں۔ وہاں کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جس قدر مرنے مبارک نلکیوں میں تھے۔ وہ سب گم ہو گئے اور نلکیاں خالی رہ گئیں۔ جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ وزیر نے یہ زیارات ہیرا سنگھ کی حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں۔

دوسرا حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا چٹی کے پاس تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تاجین حیات ان پر قابض رہا۔ پھر شیخ سوندھا و شیخ فضل الہی و شیخ جیون کے قبضے میں آئیں۔ ان کے وقت میں حکم رنجیت سنگھ فقیر نور الدین مرحوم چٹی کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے۔ انہوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار ہوئے۔ اس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الہی سے چندم تبرک کر کے خریدیں اور سندیں دتا وینیں لکھا لیں۔

تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور

ان زیارات عالیات میں آٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے باندھا ہوا۔ دوم جبہ مبارک بزرگ سبز قسم ملق

مبارک بخطوط سفید و سرخ، چہارم پانچواں ہنگ سفید، ششم نقش قدم شریف ہنگ ہنگ ہنگ منڈلی
ششم نعل مبارک چہرے بقدر چارہ انگشت، ہفتم عصائے مبارک چوٹی ڈیڑھ گز لمبا، ہشتم پرچم
علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تین ہیں۔ اول پہلا سپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخط بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسرے
و تار مبارک مع تاج حضرت کے ہاتھ کی بندھی ہوئی۔ تیسرے تعویذ عدد عدد خاص دستخط بجناب
کا اور زیارات متعلقہ بغاٹہ الزہراء والی قیامت نبوت النبی علیہ السلام دو ہیں۔ اول ایک دال
جس پر بی بی صاحب کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے۔ دوسرے ایک جائے نماز اس پر بھی کشیدہ
چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہیں۔ ایک سورۃ یاسین و سورۃ صافات
دستخط حضرت کے بخط کوفی لکھے ہوئے۔ دوسرے و تار مبارک حضرت کی منڈلی رنگ تہ کی
ہوئی اور تبرکات متعلق بتید الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہیں۔ اول تیسرا سپارہ قرآن کا حضرت
کے دستخط لکھا ہوا بخط کوفی و قطع بیاضی و کاغذ سفید، دوسرے و تار مبارک ایک تہ کی ہوئی منڈلی
رنگ تیسرے تاج مبارک منڈلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم علی الدین ابو محمد
عبدالمعز جیلانی النعمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ہیں۔ اول سناکی بریشی نمائندگی ہوئی۔ دوسرے رضائی پاج
قصیب مصری کی ابریشی نما، تیسرے جائے نماز دوہری جن کا برہ سرخ اور استر زرد رنگ مائل بہ سرخی
ہے اور تبرک متعلق بطاؤس مہینی اولیس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ میں رکھا ہوا ہے اور
تبرکات متفرق سات عدد ہیں۔ ایک اول صندوقہ جس میں موسے مبارک کی نیاں خالی رکھی ہیں
دوسرے بیت اللہ کے خلاف کاکڑا ب رنگ سیاہ تیسرے خلاف روضہ مطہرہ امام حسن امام حسین
علیہما السلام دو عدد چوتھے خلاف روضہ عالیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، پانچویں خاک کو بلا
معلیٰ عنہ آلودہ۔ ایک ڈبہ چٹھی نقش نعلین سرور کوئین علیہ الصلوٰۃ والسلام بر کاغذ کتہ، ساتویں خلاف
کسی روضہ نامعلوم الاسم کا ریکل انتیس زیارتیں قلعہ لاہور میں بقبضہ سرکار انگریزی علیحدہ مکان
میں بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تولیدار رکھے ہیں۔

مفصل زیارتِ احمد دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں

ان کل زیارات عالیات میں سے گیارہ تو متعلق بسر و کائنات خلاصہ موجودات علیہ الصلوٰۃ ہیں۔ اول مومے مبارک حضرت کا بنگ سیاہ دوم جبہ مبارک سوم نقش پنجہ دست مبارک کالے پتھر پر بعد ہر مہر و سالی شوق صدر کے وقت کا، چارم تاج مبارک بنگ سیاہ پنجم نعل چرمی ایک پاؤں جن کے ساتھ کا دوسرا قلعہ کی زیارات میں ہے، ششم قدم مبارک پتھر پر ہفت مومے مبارک حنائی رنگ، شہتم شانہ مبارک نسیم آغی، دہم مسواک یا زودہم پانی پینے کا جام اور زیارات متعلقہ بکلیفہ عالی جناب عمرہ ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک تیسع شریف ہے اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہیں۔ اول مومے مبارک، دوسرے جبہ مبارک تیسرے تاج مبارک چوتھے عصائے مبارک پانچویں پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرات فاطمہ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام صرف ایک ردائے مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہیں۔ اول مومے مبارک دوم کمر بند تیسرے زلف شریف چوتھے اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچویں دو ٹوٹے زلفین حضرت کی ساتویں تمام و کمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہیں۔ اول کمر بند دوم زلفین مبارک، سوم قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھے ہوئے۔ چوتھے تیسع اور زیارات متعلق بابام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ہیں۔ ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھے ہوئے دوسرے فرہ علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق بابام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک تیسع جامع جعفر حضرت کی لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق بہر دو امام حسن و حسین علیہما السلام دو تو حضرات کی دونوں زلفین جو یکبار لکھی ہیں اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسموات عمی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ ہیں۔ اول حضرت کا مومے مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخط بغدادی لکھا ہوا۔ تیسرے تیسع چوتھے جانماز یا پنجویں پانی پینے کا کاسہ،

علاوہ ان کے متعلق زیارتیں سات عدد ہیں۔ اقل عظم مبارک خاص کربلا کی جنگ کا، دوسرے تسبیح خاک شفا کی، تیسرے ایک ڈبر خاک کربلا سے سمرا ہوا۔ چوتھے ایک مشجر کپڑا، جس پر سورۃ اتافتحنا لکھی ہے۔ پانچویں بیت اللہ کا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، ساتویں غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل پینتالیس زیارات بڑے ایک عالی شان علیحدہ مکان میں جن کو دربار شریف کہتے ہیں رکھی ہیں اور حافظہ وظیفہ خوان دہاں ہمیشہ قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہیں۔ مکان عالی شان عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کی ٹلکیوں میں بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہیں۔ فقیر شمس الدین مرحوم و مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سارے پیچھے کوچ کر کے وہ چاندی سونے کی ٹلکیاں بنوائی تھیں۔ خدا ان کی سعی جمیلہ کا اجر قیامت میں بخشے۔ آمین

حالات بزرگان پنجاب جن کی وفات کا سن و تاریخ بیا یہ ثبوت نہیں ہے

۲۰۵۔ حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور میں میدان چوک رو بروئے دروازہ مسجد وزیر خاں ہے۔ مکان نہایت پر فیض و بار عجب ہے۔ پہلے حضرت کے مرقد مقدس چار دیواری کے اندر تھے۔ اب حضرت محمد سلطان شہیدہ داندے اس پر گنبد بنوایا ہے۔ اکثر یہ بات مشہور ہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر کئے نہیں پاتا۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے دل کی مراد کا حاصل ہونا تقدیر ربانی میں ہو اور جو شخص محروم ازلی ہوتا ہے۔ اس کو چلنے کے اندر ہی ایسی دہشت دکھلائی

۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳

دیتی ہے کہ پھر وہ اس مزار پر نہیں جاتا۔ ہر ایک مینے میں چند رات مند لوگ یہاں جمع ہو کر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حضرت کب اور کس زمانے میں ہوا۔ مگر سالہ تحفۃ العاصلین سے آتا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میل بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ حقیقی بھائی حضرت میل بادشاہ کا ہے۔ شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہیے نہیں ہے۔

۲۰۶۔ سید سر بلند قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کے شمال کی طرف طویلہ کلاں کے اندر ہے۔ مکان نہایت متبرک و پر فیض ہے۔ ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ چار دیواری کے اندر مزار بچتہ بنا ہوا ہے۔ یہ بزرگ بھی سید تھے اور متقدمین بزرگوں میں سے صاحب جذب و تاثیر گذر ہیں۔ اصل زمانہ ان کا پایا نہیں جاتا کہ کب اور کس زمانے میں ہوئے۔ لوگ ان کی نسبت بھی مشہور کرتے ہیں کہ میراں بادشاہ کے بھائی تھے۔

۲۰۷۔ حضرت پیر ذکی قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام سے دروازہ شہر کا مشہور ہے۔ تحفۃ العاصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلوں کی لڑائی میں شہید ہوا تھا۔ حالت زندگی میں بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر تھا۔ جب تہ فرج ہوا اور مغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جو ان فردی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ آخر شہید ہوا۔ جب سرتاڑ چکا۔ جسم بے سر بھی کفار کے ساتھ لڑا تا رہا۔ حضرت کے سر کی قبر عین دروازے میں ہے اور جسم کی قبر اندر شہر کے متصل دروازہ ایک طویلہ میں زیارت گاہ خلعت ہے۔

۲۰۸۔ حضرت پیر بلخی قدس سرہ

اصلی نام ان کا تحفۃ العاصلین میں تحریر نہیں۔ مرث پیر بلخی لکھا ہے۔ مزار ان کا کشمیری

بازار کے سربراہ ایک مکان کے اندر پختہ چونکے بنا ہوا ہے۔ یہ بزرگ لاہور کے شہدار میں سے ہے جو مغلوں کی لڑائی میں قتل ہوئے اصل وطن ان کا بلخ تھا۔ جب بلخ پر تصرف چنگیز خاں منل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت وہاں سے ہند کو آئے اور لاہور میں آکر قیام کیا۔ جب چنگیزی فوج شہزادہ جلال الدین خوارزمی کی گرفتاری کے لیے لاہور کو آئی اور وہ بھاگ کر دہلی کو چلا گیا تو کفار نے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ مدت تک لڑائی رہی۔ آخر شہر فتح ہوا اور شہر کے اندر پیر بلخی بھی اپنے مریدوں و شاگردوں کے ساتھ کفار کے زرخ میں آگئے اور شہید ہوئے۔

۲۰۹۔ پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہ

یہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگوں میں سے بہت مشہور بزرگ ہے۔ محلہ جوڑی میں ان کا مزار ہے۔ محمد سلطان محمد تغلق میں سجدار کی طرف سے یہ لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ ظاہری علم میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ باطنی علم میں بھی یہ طاق و یگانہ آفاق تھے۔ بادشاہ نے ہر چند تکلیف دی کہ عمدہ قضا منظور کریں حضرت نے منظور نہ کیا۔ اس بات پر بادشاہ کمال غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ یہ بات سن کر لاہور کے عہدہ دار کان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کر لائی۔ اس روز سے حضرت نے ظاہری تدبیریں کا کام بند کر دیا۔ مریدوں کو بھی جا بجا رخصت کیا اور گوشہ تنہائی میں ہو بیٹھے۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

۲۱۰۔ پیر مہولال لاہوری قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے مست و مجذوب صاحب جذب و سکرو کشف و کرامت تھا۔ سوائے خرد سال لڑکوں کے کسی سے اس کو محبت نہ تھی۔ ہزاروں روپیہ کی اس کو فتوحات ہوتی اور یہ خرد سال لڑکوں کو تقسیم کر دیتا۔ جب کوئی لڑکا اس کے پاس آتا تو بغل سے بزدل کرامت شیرینی نکال کر دیتا۔ لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے۔ مزار ان کا لاہور کے اندر محلہ چہیلہ کے حمام کے اندر پختہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہ مشہور ہے کہ آٹھویں دن خرد سال لڑکے جمع ہو کر گلی یا چوٹی حضرت کی قبر اپنے اپنے کو چہرے میں بناتے ہیں

اور چراغ - دشمن کرتے ہیں۔ پھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیر محمد لاکی خانقاہ ہے۔ شہر لاہور میں یہ رسم عام ہے۔

۲۱۱۔ مزار شہید گنج واقعہ غلہ سادھواں

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے، مگر ہزاروں شہید دفنائے ہوئے ہیں۔ اس کا واقعہ اس طرح پر درج تحفۃ الاولیاء میں ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب میں ہو گئی اور لاہور دارالکوت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت بجزی پنجاب میں رہی۔ آخر جب شاہ بہرام کے وقت آپس میں سلاطین غزنویہ کے فساد ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہو گئی۔ اس وقت راجہ انگپال راجہ جے پال کا بیٹا راجگان ہند کا لشکر لے کر لاہور پر چڑھ آیا۔ چھ عیسائی مک شہر والے لوگ لڑتے رہے۔ ہر چند غزنی سے مدد طلب کی۔ کوئی لشکر نہ آیا۔ آخر شہر فتح ہوا اور بہت سے مسلمان ہندوؤں نے موقع پا کر قتل کر ڈالے۔ اس محلہ میں بھی قتل عام ہوا اور بقدر دودھزار نعش کے مسلمان اس جگہ پر دفنائے گئے۔ اس وقت ہندوؤں نے دخل پا کر مسجدیں گرا دیں۔ بہت خانے دوبارہ قائم کر دیے۔ چندے عملدار ہی ہندوؤں کی رہی۔ پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور پر آیا تو راجہ انگپال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندوؤں کا قتل عام ہوا یہ مزار نہایت متبرک ہے۔

۲۱۲۔ دان شہید قدس سرہ

یہ مزار ایک گوشہ میں سرراہ مسقف مکان کے اندر شہنواز کے طویلہ کے پاس ہے۔ اصل نام ان کا معلوم نہیں۔ دان کر کے بہت مشہور ہیں، ہر سال اعتقاد مند لوگ مل کر عرس کرتے ہیں۔

۲۱۳۔ حضرت سلطان باہو قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگان پنجاب میں سے صاحب جذب و سکندر و عشق و محبت و صدق و صفات تھے ان کے قول و ابیات و اشعار پنجابی زبان میں بہت مشہور ہیں۔ جن کے اخیر میں بڑے کالفاظ آتا ہے۔ ان کی شہرت پنجاب میں کمال پہنچے اور کوئی ایسا شخص نہیں جو ان کی بزرگی کا فاعل نہ ہو ان

کی تصانیف عربی و فارسی میں بمضامین توحید بہت ہیں۔ چنانچہ تین چار کتابیں مولف کی نظر سے گزری ہیں۔ کتابوں کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ حضرت بڑے عالم قیمر تھے۔ غرض کہ ظاہرِ باطنِ علم کے حضرت جامع تھے اور فیضِ طریقت اس قدر جادی تھا کہ ہزاروں لوگ مستفید ہوئے بلکہ اس جنگل کے جس قدر پرند ہیں۔ وہ بھی یا ہو گا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت کا ردضہ جنگ کے علاقہ میں پندرہ کوس مقام سے جہاں دیسائے راوی و چناب ملتے ہیں۔ واقع ہے۔ ان کا فارسی دیوان بھی نہایت مطلوب ہے۔ قادر یہ سلسلے میں یہ حضرت بڑے مرتبے کے فقیر ہیں۔

۱۔ حضرت سلطان باہو کا سال وفات ۱۱۰۲ء ہے۔

آپ نے اپنی ایک تصنیف کلید التوحید میں اپنے والد کا نام باہو عرف احوان تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں :
 ابا عبدی گویہ مصنف تصنیف لطف اللہ لطائف نکات مشربات مصنف تصنیف مرقا نص و حدیث و آیات لطیف شریفہ مجید قیمر باہو ولد باہو عرف احوان ساکن قلعہ شور کوٹ در زمان محی الدین غلام محمد تلمذ بہت علم البیقین شریعت شرف راسخ الدین شاہ اورنگ زیب بادشاہ اسلام باہو ابا باہو ہجرت النون والصاد ایں کتاب را نام کلید التوحید نهاد۔۔۔۔۔ الخ (کلید التوحید غلطی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری عزیز کتاب خانہ ممبئی بخش راولپنڈی)

کلید التوحید کے اس غلطی نو کے خاتمہ پر ایک اہم یادداشت ہے۔ جس میں حضرت سلطان باہو کا شجرہ طریقت اور سال وفات درج ہے۔ ملاحظہ ہو :

”ایں شجرہ ملقین حضرت قطب العالمین نوٹ الواصلین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مصنف ایں کتاب حضرت سلطان باہو بتلقین از سید عبدالرحمان و سید عبدالرحمن تلقین از سید عبدالجلیل و سید از سید عبدالقادر و سید عبدالسار و سید عبدالفتاح و سید نجم الدین بران پوری و سید محمد صادق و سید از سید عبدالجبار و سید عبدالذائق و سید از حضرت کشیج عبدالقادر جیلانی۔۔۔۔۔۔۔ وفات فردوس مکانی جنت آشیانی مرحوم۔۔۔۔۔۔۔ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سیم پس شب مجید شہر مجوسی الثانی ۱۱۰۲ ہجری، فرمودہ“
 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) سلطان حامد، مناقب سلطانی (اعمال و مناقب سلطان باہو)، قلمی ذخیرہ

(باقی برصغیر آئندہ)

شیرازی نمبر ۲۴۷/۲۲۵۶

۲۱۳۔ پیر سید کمال المشہور پیر جہانیاں قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار قصبہ چوینیاں میں زیارت گاہ خلق ہے۔ مکان نہایت متبرک ہے اور قبر بہت لمبی ہے۔ حضرت سادات بخاری میں سے کمال سید تھے۔ ان کی اولاد بھی قصبہ چوینیاں میں رہتی ہے۔ دور دور سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔

۲۱۵۔ شیخ فتح شاہ امرت سہری قدس سرہ

یہ بزرگ بھی امرت سہری صاحب کمال مست و مجذوب گذر رہے۔ کشف و کرامات اکثر خلقت کے زبان زد ہیں۔

۲۱۶۔ شیر شاہ قادری ملتانی قدس سرہ

یہ بزرگ مشہور ترین بزرگانِ ملتان سے ہیں۔ خاندان قادریہ عالیہ میں حضرت کشف و کرامات و مظہر خوارق و کرامت تھے۔ ہزاروں لوگ اس خاندان کے مرید ہیں۔ حضرات سادات گیلانی صاحبانِ ادب کے ساتھ ان کا پیری شجرہ ملتا ہے۔ سید حامد گنج بخش اوجی سے انہوں نے فیض حاصل کیا۔ سجادہ نشین اس مزار شریف کے بھی ظاہری و باطنی عزت رکھتے ہیں۔ کنارے دریا پر ملتان سے پانچ کوس پرے ان کا مقبرہ معلیٰ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

۲۱۷۔ پیر محمد شیرازی حشتی قدس سرہ

مقبرہ اس بزرگ کا موضع مزننگ کے پاس ہے۔ خاندانِ حشتیہ میں ان کی بیعت تھی۔ موضع مزننگ میں جو بلوچ کی قوم رہتی ہے۔ سب کی بیعت حضرت کی خدمت میں تھی۔ فیض آپ کا

(۲) مناقبِ سلطانی اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور

(۳) بلال زہیری : تذکرہ اولیائے جہنگ ۱۱۶ - ۱۲۶

بہت جلدی تھا۔ حضرت ملک خوشاب کے سید تھے۔ شاہ پوران کا اصلی وطن تھا۔ سنہ ایک ہزار
ایک سو میں ان کی وفات ہوئی۔

۲۱۸۔ پیر لادھی رہنما قدس سرہ

یہ بزرگ شمس سید اولاد شاہ شمس الدین ترویہی سے تھے۔ ان کے والد کا نام سید عبدالقادر
تھا۔ مقبرہ ان کا لاہور کے باہر اب سرک جو میاں میر کوٹا مارکلی سے جاتی ہے۔ بہت پرانا پختہ
مسقف بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک تو ان کی قبر اور دوسری اور تیسری عمن شاہ اور عبداللہ
شاہ ان کے بھائیوں کی ہے۔ یہ مقبرہ بابر شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا۔ پہلے اس مقبرہ کی عمارت
سنگین تھی۔ سکوں کے وقت میں رنجیت سنگھ نے اس کا پتھر اکٹرا لیا اور قبریں دوہری
ہیں یعنی اصلی قبریں تو تہ خانے میں ہیں اور اوپر نقلی قبریں بنائی ہوئی ہیں۔ سنہ چھ سو اکیاسی میں
ان کی وفات ہوئی۔ ان کی اولاد سادات نار و حال وغیرہ سب اب شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔

۲۱۹۔ شرف شاہ لاہوری قدس سرہ

قادر پر سلسلہ میں یہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے اور محمد فاضل قادری کے یہ مرید تھے۔
ایک سو برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ مقبرہ ان کا پرانے پڑاؤں کے درمیان لاٹ صاحب
کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے۔ اس بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم و فاضل مرد تھے۔ تمام عمر
انہوں نے تدریس جلدی رکھی۔ پانی مسجد ان کی اب تک موجود ہے۔ اگرچہ قائم نہیں مگر نشان باقی
ہیں۔

۲۲۰۔ حضرت شاہ درگاہی قادری قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شاہ چلای گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف و کمالات و صدق و صفات و زہد
ریاضت تھے۔ دعا ان کی حاجت روائی حاجت منان کے لیے اکسیر اعظم محقق۔ دن رات اہل حاجت
کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا۔ مزار حضرت شاہ اسماعیل محدث کے درل طرف ان کا مزار

ہے اور ایک چاہ جس کو لوگ پانی دلاتیاں والا چاہ کہتے ہیں حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے۔ اس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے۔ اتفاقاً اس زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے جس کو زبان پنجابی کی اصطلاح میں پانی دانے کہتے ہیں۔ زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت میں لے آیا اور التجا کی کہ اس کی شفا کے واسطے دعا کریں حضرت نے فرمایا کہ اس مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دھا ہے۔ اس کو اس چاہ کے پانی سے منلا دو۔ چنانچہ اس نے منلایا تو لڑکا فی الفور اچھا ہو گیا۔ اس روز سے آج تک اتوار کے روز لوگ اپنے بچوں کو یہ مرض ہونے سے اس چاہ پر لے جا کر منلاتے ہیں۔ خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔ بعض اس چاہ کے حوض سے ٹھیکری لے جاتے ہیں اور گھس کر پھوڑے پر لگاتے ہیں۔

۲۲۱۔ شاہ ضیاء الدین شروانی قدس سرہ

اس بزرگ کا روضہ موضع مرنگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے۔ اصلی وطن ان کا ملک شیروان تھا۔ وہاں سے یہ بطلبِ حق بندہ کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک چشتی پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی۔ بعد وفات ان کے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایت و ارشادِ طالبانِ خدا میں مصروف رہے۔ بعد وفات یہاں مدفون ہوئے۔

۲۲۲۔ مخدوم شاہ عالم صدر جہاں قدس سرہ

یہ بزرگ بزرگانِ دین متین سے صاحبِ عشق و محبت و زہد و ریاضت و کشف و کرامت دہلی کے علاقے میں گذرے ہیں۔ ظاہر و باطنِ علوم میں ان کو کمال حاصل تھا۔ ہزاروں لوگ ان کے وسیلہٴ سعادت منزل مقصود تک پہنچے۔ تمام عمر انہوں نے زہد و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گذرانی۔ مزار ان کا قصبہ وزیر آباد میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ وفات ان کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھتیس میں واقع ہوئی اور مخدوم شاہ عالم مادہ تاریخ وفات ہے۔

۲۲۳۔ سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں قدس سرہ

یہ بزرگ مندوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے خاندان قادریہ چشتیہ القشندریہ میں حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تھی۔ مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر دہلی میں ہنگامہ شینت گرم رکھا اور ہزاروں لوگوں کو خدا تک پہنچا دیا۔ اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے اندر محلہ روشن پورہ میں ہے اور سجادہ نشین شاہ بہاء الدین عرف عبداللہ شاہ تخلص شیریں جس کی زیارت سے مولف کتاب بھی بہرہ یاب ہوا ہے۔ سنہ ایک ہزار ایک سو بیاسی میں حضرت فوت ہوئے۔

۲۲۴۔ ایوب صابر میراں خلیفہ سید مبارک حقانی گیلانی قدس سرہ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحب شریعت و طریقت گذرے ہیں۔ باہر لاہور کے ان کا مزار گورستان میانیاں میں ہے۔ ان کے خاندان میں اب تک فیض طریقت جاری ہے۔ چنانچہ حضرت سید پیر نظام الدین المشور بودیاں والد ان کی اولاد سے اب تک لاہور میں موجود ہیں۔ ان کا سترہ اس بزرگ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید نظام الدین بن سید احمد شاہ بن سید قائم شاہ بن سید جانی شاہ، بن سید احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید المشور بالوشاہ بن سید عبدالواحد بن سید نظام الدین حسن بن سید ایوب صابر میراں رحمہ اللہ علیہم جمعین۔

۲۲۵۔ شاہ عبید الرزاق ملی قدس سرہ

یہ بزرگ شاہ موج دریا بخاری کے مرید تھے۔ اول شہر سبزدار سے یہ لاہور میں آئے اور اکبر بادشاہ کی لوکری اختیار کی۔ پھر تارک الدنیا ہو کر فقر اختیار کیا اور حضرت میراں محمد شاہ موج دریا سہروردی لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہو گئے۔ بازار انارکلی میں ان کا مقبرہ بزرگ نیلگوں مشہور ہے اور پاس اس کے ایک مسجد عالی شان بنی ہوئی ہے جس کو منشی محمد نجم الدین مرحوم نے دوبارہ مرت کر کے آراستہ کیا۔ سنہ ایک ہزار چوراسی میں انہوں نے وفات کی۔

۲۲۶۔ پیر زہدی لاہوری قدس سرہ

نام اصلی اس بزرگ کا وجہ الدین تھا پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مقتدیہ شیخ سعدی بخاری لاہوری سے پایا۔ جب شیخ سعدی فوت ہو گئے۔ اس نے شیخ جان محمد سروردی لاہوری سے فیض طریقیہ عالیہ سروردیہ حاصل کیا۔ پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہ لاہور سے نکل گیا اور روئے زمین کی سیر کی۔ بہت سے بزرگوں سے طرائق مختلفہ کا فیض پایا۔ مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلا معلیٰ و نجف اشرف وغیرہ مقامات میں پہنچ کر تکمیل اپنی آخر بند مت حضرت میاں شاہ بھیکہ شپتی کے پہنچ کر خرقہ خاندان چشتیہ کا لیا۔ پھر لاہور میں آیا اور شاہ محمد غوث لاہوری سے کلاہ سلسلہ قادریہ حاصل کی۔ غرض کہ ہر طریق میں یہ بزرگ شیخ کامل تصدق کیا جاتا ہے اور کمال زہد و ریاضت سے زہدی کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ آخر سال ایک ہزار ایک سو چالیس میں مر گیا۔ موضع نرنگ کے پاس ان کا مزار زیارت گاہ خلقِ اشد ہے۔

۲۲۷۔ پیر غازی المشہور بہ پیر از غیب قدس سرہ

علی مددوم گنج بخش جویری کے پرلے طرف یہ مزار بلند جو ترے پر ہے۔ اس بزرگ کا اصل حال کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ مشہور اس طرح پر ہے کہ زینب النساء شہزادی میاں کوئی عمارت بناتی تھی۔ خدا کی قدرت سے اس مقام کی دیوار گر جاتی تھی۔ جب زمین کھدوائی تو ایک پرانی قبر وہاں سے نکلی اس نے اس کو بلند کر کے بنادیا۔ کرامت اس کی یہ مشہور ہے کہ جس کے گلے میں درم پڑ جائے۔ وہ میاں سے ایک سنگریزہ اٹھالے جاتا ہے اور اس درم پر پھیرتا ہے۔ جب شفا ہو جاتی ہے تو اس ٹھیکے کے بار بار مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے اور ڈھیلا پھر میاں ہی چھوڑ جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو آتے ہیں۔

۲۲۸۔ حضرت پیر برہان قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازے کے باہر واقع ہے۔ اصل ان کا شہر بنجام تھا۔ وہاں سے بعد اکبر بادشاہ ہند کو آئے۔ لاہور آکر قیام کیا۔ لاہور کے بزرگوں میاں میر شاہ بلاطل سے قادریہ فیض پایا۔ جب فوت ہوئے تو میاں دفن کیے گئے۔ پہلے یہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا، مگر

جب بعد سلطنت کھرک سنگھ و نونہال سنگھ اس کے بیٹے نے چاہا کہ لاہور کے باہر دور دور مکانات صاف کر کے میدان بنادیں۔ اس وقت یہ مکان بھی گرا دیا گیا۔ بعد گرانے کے خدا کی قدرت سے کھرک سنگھ و نونہال سنگھ باپ بیٹے ایک روز مر گئے اور وہ تجویز موقوف رہی تو اعتقاد مند لوگوں نے پھر یہ مزار تعمیر کر دیا۔

۲۲۹۔ حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس سرہ

یہ بزرگ حضرت شیخ مہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور میں آیا۔ چونکہ مرد عابد و نازد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا۔ بہت سے لوگ اس کے مرید ہو گئے اور اب بھی ان کی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال میں موجود ہیں اور مریدوں سے تدریس کر گزارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بہادر شاہ نام مولف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے۔ ملتانی ولاہوری و امرتسری جولاہے دیوانی باف اس خاندان کے مرید بہت ہیں۔ یہ مزار فرشتوں کا ہزار کھلتا ہے۔ اس سبب سے کہ اس گھر کے معمار مرید بہت تھے۔ جب شاہ رحمت اللہ فوت ہو گئے تو دن کو ان کی کار کھلا شاہی سے فراغت نہیں ہوتی تھی۔ رات کو انہوں نے جمع ہو کر ایک رات میں مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہوا کہ رات کو فرشتے نہا گئے ہیں۔ پہلے یہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا۔ سکھوں کے وقت میں سکھ اس کو گرا کر چلے گئے اب پھر مریدوں نے بنایا ہے۔

۲۳۰۔ مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول ﷺ

یہ مکان ریل کے پٹاؤ کے شمال کی طرف غیر آباد پڑا ہے۔ اصلی نام اس بزرگ کا حاجی جمیل تھا اور بہت بخدمت شاد رنگ بلادل حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کی خدمت میں تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے۔ وہ قدم رسول کا ایک پتھر سرخ جواہر لائے تھے حاجی جمعیت نے یہ پتھر اس مقام پر رکھا کہ اوپر قدم شریف کے گنبد بنوایا۔ پہلے یہ گنبد کانسی کا رہتا اور یہ عبارت درباب حال قدم شریف روضہ کے تین طرف لکھی ہوئی تھی اور مولف کتاب ہر آنے خود اس کی نقل اپنے قلم سے کی تھی۔

عبارت : انہ مسعود ومن مسعود الی ابنہ سالم ومن سالم الی ابنہ مسلم ومن سلم الی ابنہ عاقل ومن عاقل الی ابنہ جہر ومن جہر الی ابنہ باقر ومن باقر الی ابنہ اسعد ومن اسعد الی ابنہ نصیر ومن نصیر الی ابنہ ظاہر ومن ظاہر الی ابنہ طیب ومن طیب الی ابنہ مجیب ومن مجیب الی ابنہ حبیب ومن حبیب الی ابنہ جمیل۔

اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اڑ گئے تھے، مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہ قدم شریف اتنی لپیٹ حاجی جمیل کے خاندان میں رہا۔ مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کا کانس کا رنگ اڑا کر سفید سترکاری کر دی ہے اور قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھ گنبد میں رکھا ہے۔

۲۳۱۔ فضل شاہ مجدد وب نوشاہی قدس سرہ

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھوں میں بہت ہوا۔ بہاراج اور امیر و وزیر سب اس کے پاس آتے اور صد روپیہ نذر کا دیتے جو اس کا بیٹا بلند شاہ اٹھا کر لے جاتا تھا۔ یہ متنازعہ حالت میں پھرتا۔ لوگوں کو گالیاں دیتا۔ خصوصاً راجہ دنیا ناتھ اس کا کمال مقتدر تھا۔ یہاں تک کہ ایک منشی اس کی طرف سے اس کے پاس حاضر رہتا جو کلام یہ منہ سے کرتا۔ کاغذ پر لکھ لیتا۔ ہزاروں روپیہ نقد و جنس راجہ دنیا ناتھ اس کے بیٹے بلند شاہ کو دیتا۔ نوشاہیہ قادر یہ خاندان میں بیعت اس بزرگ کی بخدمت رحمان شاہ کے اور اس کی بخدمت محمد صدیق کے اور اس کی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور اس کی بخدمت پیر محمد سچیار کے اور اس کی بخدمت حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھی۔ یہ مکان راجہ دنیا ناتھ نے حضرت کی زندگی میں بنوایا تھا۔ پچیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ بزرگ مرنے لگا اور یہاں دفن ہوا۔

۲۳۲۔ حضرت شاہ کنٹھ نوشاہی قدس سرہ

نوشاہی خاندان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب کشف و کرامت مشہور ہے۔ چوبیس

ربیع الاول ۱۲۱۹ھ میں یہ فوت ہوا۔ پہلے یہاں صرف چار دیواری قبر کی چاروں طرف تھی۔ اب اراکمند لوگوں نے گنبد بنا دیا ہے۔ موچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے۔ اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہر میں ہیں۔

۲۳۳۔ شیخ موسے کھوکھر قدس سرہ

اس بزرگ کا نزار محکمہ ججی کے روبرو بھائی دروازے کے باہر ہے۔ آدمی بہت بزرگ تھے شیخ بہلول دریائی سے ان کو فیض پہنچا۔ شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے ان کا کمال ادب کرتے تھے۔ تمام عمر ان کی ریاضت و مجاہدہ میں گزری۔

۲۳۴۔ شیخ محترم قدس سرہ

اس بزرگ کا روضہ بدھو کے پڑاے کے غرب کی طرف ہے۔ گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ اندر گنبد کے آیات قرآنی و درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے۔ اب غیر آباد ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کس خاندان کا یہ بزرگ تھا۔
قطعہ تاریخ یہ ہے،

قطب حق شاہ محترم ز جہاں رفت در بزم اولیائے سلف
سال تاریخ حلقش جستم گفت طبع سلیم نیک خلف

۲۳۵۔ حضرت شاہ سید نوشاہی قدس سرہ

یہ شخص نوشاہی بزرگ صاحب کمال گذرے۔ قوم سے سید تھا۔ پہلے یہ امرائے بادشاہی لے شاہ گنڈہ نوشاہی کا سال وفات ۱۲۱۹ھ غلط ہے۔ نور احمد چشتی ۱۱۱۹ھ دیا ہے جو سید شرافت صاحب کے نزدیک درست ہے۔

ملاحظہ ہو :

(۲) فوق لاہوری ، یاد فستاں ص ۹۵

(۱) نور احمد چشتی ، تحقیقات چشتی ص ۳۴

(۳) عبدالحی صدیقی ، تاریخ احسن یادکرۃ الصغار ص ۲۷۲ (۴) شرافت نوشاہی ، شریف التواریخ جلد سوم حصہ اول ص ۱۳۳ قلمی

میں سے صاحب منصب و جاگیر گنا جاتا۔ ناگاہ جاذب حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ پیر محمد سچیار کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ ذکر الہی نے ایسی لذت بخشی کر دولت و مال تمام کمال براہِ خدا محتاجوں کو دے دیا اور فقیر ہو کر تکمیل نسبت میں مصروف ہوا۔ بعد تکمیل خرقہ خلافت پاکر لاہور آیا۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے۔ اب بھی اس سلسلہ کے مرید لاہور میں بہت ہیں موضع ڈھولن وال کے قریب لاہور سے تین میل یہ مزار جنوب کی طرف ہے۔

۲۳۶۔ سید عبدالفتاویٰ لاہوری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موضع مزنگ سے مشرق کی طرف ہے۔ یہ حضرت سید گیلانی تید جلال الدین بغدادی کے بیٹے تھے۔ اکبر بادشاہ کے عہد میں انہوں نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے۔ ان کی بزرگی کا شہرہ سن کر نواب میر کفایت خاں نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دے دی اس میں سے تین فرزند ہوئے۔ ایک سید حاجی و دوسرا سید سلطان تمیز سید غیاث الدین المشہور سید دولت شاہ سید حاجی کے گھر سید فتح محمد پیدا ہوا۔ اس کا فرزند سید حمید اس کا بیٹا سید سعید اس کا بیٹا سید شاہ حسین اس کا بیٹا سید زندہ علی اس کا بیٹا سید شہسوار حجاب سجادہ نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا مہار بن چراغ شاہ جو مہر کنی کا کام کرتا ہے۔

۲۳۷۔ مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا موجودہ شہر لاہور

اس احاطہ میں دو چار دیواریاں اور تین چبوترے کچھ چوڑے کچھ چوڑے ہیں۔ ان پر مزارات حضرات سادات گیلانی سید محمد خوث اوچی حلی گیلانی کی اولاد کے ہیں جن کا ذکر خیر پہلے چین میں

لے مفتی صاحب نے شاہ فرید لاہوریؒ کا سال وفات خزینۃ الاصفیاء ۱۰۵۸ھ میں بحوالہ تذکرہ نوشاہی ۱۱۵۸ھ لکھا ہے

بقول صاحب شریعت التواریخ تذکرہ نوشاہی میں شاہ فرید نوشاہی کا نام تک نہیں آیا۔ چہ جائیکہ سال وفات

مذکور ہو۔ ملاحظہ ہو :

شرافت نوشاہی : شریعت التواریخ جلد سوم حصہ دوم ۳۱۵ - ۳۲۲ قلمی

۱۔ یہاں شجرہ نسب درست نہیں ہے۔ بلکہ یوں ہونا چاہیے۔ شیخ عبدالقادر شانی بن سید حاجی ابوبکر بن سید فتح محمد بن سید حمید بن سید حمید بن سید عبدالقادر بن شاہ حسین بن سید زندہ علی بن سید شاہ سوار بن سید مبارک علی شاہ مرحوم بن پیر شیرچین درہی طاہری مظلہ اس وقت سجادہ نشین درگاہ حضرت شیخ طاہر بندگی ہیں۔

مذکور ہو چکا ہے۔ ایک چبوترے پر مزار سید صفی علی کا ان کے باپ کا سید بدر الدین بن سید اسماعیل نام تھا۔ علاوہ اس کے سید عمر و سید ہاشم و سید عبدالقادر المشہور شاہ گدامی اسی چبوترے پر مدفون ہیں اور چار دیواری میں مزار سید قاسم بن سید صفی اور ان کی اولاد کی قبور ہیں۔ دوسری چار دیواری میں مزارات حضرت سید میراں شاہ و میر میراں و سید ابوالبرکات شاہ اس کے پاس کے چبوترے پر مزار سید اسماعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار حضرت پیر محمد شاہ گیلانی جن کے فرزند دل بند پیر شاہ سردار زندہ و حیات ہیں۔ خدا سلامت رکھے۔

۲۳۸۔ مزار چنانچہ شاہ قدس سرہ

دوستانی دروازہ لاہور کے باہر یہ مزار ہے۔ پہلے یہاں ایک بزرگ سید علی نام گیلانی ملک دکن سے آئے۔ وہ سال ایک ہزار دو سو تالیس میں فوت ہو کر یہاں مدفون ہوئے۔ ان کے بعد ان کا جانشین چنانچہ شاہ یہاں مقیم ہوا۔ یہ شخص صاحب عبادت و ریاضت تھا۔ اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہاں رہ کر خدا پرستی و ہدایت و ارشاد میں مصروف ہوا۔ سلسلہ اس بزرگ کا قادر یہ تھا قبر چنانچہ شاہ کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے۔

۲۳۹۔ مزار مرگ نینی قدس سرہ

اصل نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا۔ چونکہ آنکھیں اس کی نہایت خوبصورت تھیں اس واسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ شجرہ اس کا خاندان قادریہ عالیہ میں اس طرح پڑاؤ ہے کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا وہ مائل شاہ کا وہ ملا شاہ کا وہ سلیمان شاہ کا وہ حضرت نور جہاں کا اور وہ محمد شفیع قادری کا اور وہ محمد حیات علی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوی کا۔ جن کا ذکر خیر پہلے چین میں تحریر ہو چکا ہے اور ان حضرت حل معلوم نہیں ہوا۔

۲۴۰۔ گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد مشہور امام کاموں بن محمد صدیق قدس سرہ

یہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کی جنوبی دیوار کے پاس ہے۔ یہ بزرگ چنداں پست مسجد

وزیر خاں کا امام تھا۔ ظاہری علم میں فاضل اجل تھا۔ وعظ بھی اس کا پرتا شیر تھا۔ طریقت میں بیعت اس کی بندہ مت عبد اللہ شاہ قادری بلوچ کے تھی۔ جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم میں پایا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو المہ کنش اس کے صاحبزادے امام مسجد بنے اور اب بیٹا ان کا امام محمد امام ہے۔ حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے۔ ان کے عاشقانہ ابیات اب تک زبان زد خلق ہیں۔

۲۶۱۔ حضرت پیر ڈہل مجذوب قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔ بلکہ وہ تمام مقلد اس بزرگ کے نام سے ڈھل ملکہ کہلاتا ہے۔ یہ بزرگ اکبری عہد میں صاحب کشف و کرامت و سکرو جذب تھا۔ بہت سے لوگ اس کی بزرگی کے قائل تھے۔ اب بھی لوگ جمعرات کے روز اس مزار پر جاکر فاتحہ کہتے ہیں۔

۲۶۲۔ حضرت شاہ گردیز ملتانی قدس سرہ

ملتان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی و مدارج صوفی و مخفی قطب زمانہ فردیگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے۔ حضرت کا قیام مدت مدید تک ملتان میں رہا اور وہاں ہی حضرت کا مزار ہے۔ بعد وفات اظہر کرامت ان کی یہ تھی کہ جو طالب زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا۔ حضرت کے دونوں دست مبارک اس بلاستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعمید میں رکھا گیا تھا۔ قبر سے باہر آتے اور طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا۔ یہ کرامت مدت مدید تک جاری رہی۔ آخر ایک شخص نالائق نے جو کوئی ایسی بے ادبی کی تو دست مبارک کا باہر آنا موقوف رہا اس خاندان کے مرید لوگ اب تک ہزاروں موجود ہیں اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت و حرمت ملتان میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگلینڈ کے دربار میں بڑا معزز تھا۔ اس سال ۱۲۹۲ھ میں فوت ہوا ہے۔

۲۶۳۔ مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہ

لاہور کے بزرگوں اور علماء و فضلاء میں سے یہ بزرگ صاحب شریعت و طریقت و علم و فضل

واقف علوم فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے۔ اخیر علمداری بادشاہ چٹائی میں انہوں نے لاہور میں بڑا عروج پایا۔ عہدہ افتاد قضا و نول ان کے سپرد تھے۔ جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہو گئی اور احمد شاہ دہانی نے لاہور فتح کیا تو اس نے بھی اسی بزرگ کو عہدہ افتاد قضا کا دیا اور فرمان خاص و خطی خاص محترمہ ماہ رمضان ۱۲۷۰ھ لکھ دیا جو مولف کتاب کے پاس موجود ہے۔ یہ بزرگ ہم جدی غلام سرور مولف کتاب تھا۔ اس طرح ہر کہ مفتی محمد تقی قریشی جدِ غمِ راقم الحروف کے دو بیٹے تھے۔ ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد علی، محمد تقی کے بیٹے مفتی رحمت اللہ اور ان کے مفتی رحیم اللہ اور ان کے مفتی غلام محمد اور ان کا فرزند غلام سرور مولف کتاب ہے۔ اور محمد ولی کے بیٹے محمد اعظم اور محمد اعظم کے بیٹے یہ بزرگ محمد مکرم تھے جو اپنے زمانے میں سرفہرہ علمائے زمانہ ہو گئے۔ مگر افسوس کہ ان کی بھی اولاد اب نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ دولت ظاہری، صرف ذات قریشی ضرور ہیں۔ علم ان کے خاندان سے جا آ رہا۔ مفتی محمد مکرم کے بعد ان کا بیٹا شیخ عمر بخش اور داد علی بخش باپ کے بعد خود سال رہ گئے۔ گذارہ ان کا بہ سبب بے علمی کے باپ کی جائداد کے فروخت پر رہا۔ پھر عمر بخش کا بیٹا قادر بخش اور قادر بخش کا بیٹا نبی بخش جو امی بخش نے لاہور کا رہنا ترک کر کے موضع منج میں سکونت اختیار کی۔ لاہور کی حویلی میں فروخت کر ڈالی نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدہ میں ایک مسجد کا امام ہے اور علی بخش پسر ثانی کشین مکرم کا بیٹا فیض بخش کا بیٹا امام بخش، امام بخش جذباتی راقم الحروف کا تھا۔ اس کا بیٹا کریم بخش اور کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور میں موجود ہے۔ جلد سازی کا کام کرتا ہے۔

۲۲۴۔ شیخ علی رنگ ریز قدس سرہ

یہ بزرگ لاہور میں بڑا مشہور بزرگ ہے۔ سید جان محمد حضوری کے گوشہ باب کی طرف اس کا

لے یہ سزا ہے۔ احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۶۱ھ میں پنجاب پر شملت حملہ شروع کیا اور ۱۱۸۶ھ میں فوت ہو گیا

لے ملاحظہ ہو، مہینہ

لے ایضاً لے ایضاً

لے ایضاً لے ملاحظہ ہو، مقدمہ کتاب ہذا

مزار ہے۔ تمام لاہور کے رنگ ریز اس کو اپنا مقدس و پیشوا تصور کرتے ہیں۔ ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ یہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی تغلقیہ سلطنت کے وقت عرب سے لاہور میں آئے اور دکان رنگریزی کی جاری کی۔ چونکہ ولی کامل تھے۔ تمام لوگ رنگریزان حضرت کے مرید ہو گئے۔ قبول عظیم پایا۔ بعد وفات یہاں دفن ہوئے۔

۲۴۵۔ شیخ حامد قاری سہروردی قدس سرہ

عہد محمد شاہ بادشاہ میں یہ بزرگ لاہور میں بڑے فقیر اور عالم و فاضل و پرہیزگار تھے۔ ایک کتاب ملفوظ (ملفوظات) ان کے ایک مرید نے جمع کی اور ایک رسالہ حقہ و تما کو کی حرمت میں انہوں نے خود لکھا۔ بابر شہر کے جہاں ان کی قبر ہے۔ وہاں شہر آباد تھا۔ اسی جگہ حضرت در کس پڑھاتے تھے۔ مولوی تیمور کی خدمت میں ان کی بیعت تھی اور ان کی خدمت شیخ عبدالکریم اور ان کی خدمت مخدوم طیب اور ان کی خدمت مخدوم برہان اور ان کی خدمت مخدوم جین اور ان کی خدمت شیخ میکو اور ان کی خدمت حسام الدین متقی اور ان کی خدمت شیخ صدر الدین اور ان کی خدمت شیخ بہاؤ الدین بن زکریا ملتانی بنہ ایک ہزار اکثر میں یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودہ جہادی الثانی سنہ ایک ہزار چھیاسٹھ میں فوت ہوا۔ لاہور کے باہر مزار ہے۔

سے مولوی تیمور لاہوری، لاہور کے فقہار و مدرسین میں سے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جب حضرت مجدد الف ثانیؒ پر علمائے عرب و ہند نے فتویٰ صادر کیا تو اس پر تیمور لاہوری نے بھی دستخط کیے (عبد اللہ غوثی شکی: معارج الولاہیت قلمی ذخیرہ آذر) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین قلمی مملوک محمد اقبال مجددی۔

لکھ شیخ حامد قاری بارہویں صدی ہجری کے اجل علماء میں سے تھے۔ کتبوبات حامد قلمی مملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ مسائل مهم قلمی مملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ جواز نماز جنازہ قلمی مملوک محمد اقبال مجددی، رسالہ دیگر مسائل مهم قلمی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری حمزہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی، شیخ حامد قاری کے سخنان کا ایک اور مجموعہ ان کے لائق شاگرد مولانا محمد عاقل لاہوری نے تحفۃ المسلمین کے نام سے مرتب کیا تھا جس میں انہوں نے شیخ حامد سے لے کر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی تک پنجاب کے اکابر علماء کے حالات بھی لکھے ہیں۔ اس کا نام خطی نسخہ راقم الحقر محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۲۴۶۔ شیخ گھلن شاہ سمرست قادری قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار موری دروازے کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے۔ یہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے اور متانے طریق پر ناکرتے تھے۔ شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے ایک ابو عمر قادری دوسرے تید صوفی تیسرے شیخ آدم بنوری چوتھے شاہ گھلن سمرست۔ جن کا مزار لاہور میں ہے۔

۲۴۷۔ حضرت شاہ حسن ولی کامل قدس سرہ

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن میں بہ محلہ موچی دروازہ ہے۔ جو مسجد بٹیر والی کہلاتی ہے۔ موجود ہے۔ طریق اس بزرگ کا سہروردیہ ساجاتا ہے، مگر یہ نہیں معلوم کہ یہ بزرگ کس زمانے میں ہوئے ہیں۔ مکان نہایت متبرک اور پر فیض ہے۔

لاحظہ ہو

(۱) محمد مقل لاہوری، تحفۃ المسلمین قلمی محلہ کرمہ اقبال مجیدی

(۲) ایضاً، شرح شمال ترمذی قلمی محلہ مولانا امیر شاہ قادری۔ پشاور

(۳) فوق محمدین، تذکرہ علماء و مشائخ لاہور ۱۶-۱۷

خاتمہ تالیف کتاب منجانب مولف

الحمد لله واللہ کہ یہ حدیقہ بے خار و گلزار قمازہ بہار بفضل کردگار یعنی تذکرہ ابرار فی اخبار حضرات
الافیار میں موسم کے وقت اپنے پھل پھول پڑ آیا۔ مولف نے اپنا دلی مطلب پایا۔ مقام شکر و تسلیم
ہے کہ خداوند کریم نے محمد عاصیؐ کو سیاہ گناہ گار کو اپنے دوستوں کا شائق بنایا ہے۔ محبت کا راستہ
کھلایا ہے اور یہ توفیق دی ہے کہ میں کسی اپنے وقت عزیز کو حضرات اولیاء کے ذکر میں مشغول
کردوں اور ان کی الفت سے بہرہ پاؤں۔ اگرچہ میں ناکارہ کجا اویکا رکھا، مگر یہ شوق محمد کو صرف حضرت
نور الثقلین محبوب سبحانی قطب ثنائی سید سلطان محمد الدین عبدالقادر جیلانی کی محبت میں حاصل
ہوا اور محض یہ حضرت محبوب کی توجہ ہے کہ محمد بے کار آدمی ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے، بلکہ
ایک عاجز ناتوان کو یہ قوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے اسی جزد کی کتاب خزینۃ الاصفیاء نام بزرگوں
کے حال میں اس نے لکھی اور ہر ایک بزرگ کے ذکر کے خاتمے پر تاریخی مادے بھی لکھے، مگر وہ کتاب
فارسی میں اور بہت بڑی تھی اور شائقین ملک پنجاب کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ
پنجاب کے ملک میں صاحبِ طریقت گذرے ہیں۔ اب اس مختصر اور دو زبان کی کتاب لکھنے میں
وہ وقت رفع ہو گئی۔ خداوند تعالیٰ محمد کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو اولیائے اللہ کی محبت کا شائق
کے اور خدا کرے کہ اس زمانے میں کوئی ایسا آدمی ہر طریقت بل جائے کہ اس کی رہنمائی سے
میرے جیسے گمراہ راہ پر آئیں۔ خدا کی محبت کا راستہ پائیں۔ کیونکہ اب یہ لوگ فوج ہو گئے ہیں اور محبت
کا حرف لوگوں کے لوحِ سینہ سے حک ہو گیا ہے۔ بالہنی تو کہا ظاہری محبت کا بھی نام و نشان
باقی نہیں رہا جو مسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ ذرا سے اپنے فائدے
کے لیے دوستوں سے ایسے روگرداں ہوتے ہیں کہ منہ دکھانا اور دیکھنا نہیں چاہتے۔ خیر!

قطعہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ

مردانے کہ اندرین چین اند

کہ لاک گئے شیا طین اند

بہمیں مردان بیاید ساخت

چہ توان کرد مردان ایند

حضرات اہل محبت و عرفان کی محبت ہے۔ ایسے ناپرساں وقت میں جس کو خداوند تعالیٰ نصیب کرے غنیمت ہے۔ گو بظاہر کوئی صاحب محبت نہیں ملتا، مگر باطنی نسبت ان خدا دوستوں کے ساتھ جو اس ناپرساں وقت سے اقل گزر چکے ہیں۔ رکھی۔ ایک ضروری امر ہے اور یہ بھاری ذریعہ گناہ گاروں کی بخشش کا خدا کے حضور میں ہوگا۔

بقول سعدی علیہ الرحمۃ :

شکیم کہ در روز امید ویم ہاں را بہ نیکاں بہ بخشد کہ یم

قطعاً تاریخ خاتمہ اس کتاب کے جو میرے عزیزوں نے لکھ کر دیے ہیں وہ ذیل میں درج ہو رہے ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

آزرائے کنہیا لال صاحب بہادر تخلص ہندی

چمن ثانی نہیں ہے کوئی اس کا	اگر ہے تو فقط خلد بریں ہے
نشاط انگیز ہے یہ تازہ گلزار	کسے سیر اس کی جو اندھ گئیں ہے
یہ رنگین باغ بارخ اولیا ہے	خزاں کا دخل کچھ اس میں نہیں ہے
لبال خاتمہ ہندی سے ہاتھ	پکارا گلشن بے خار و دین ہے

از مفتی غلام حسین صاحب لاہوری خلف مولف

بغضیل حق ہوا جب یہ مدلیقہ	بفرق عنذیب دل گل افشاں
ترو تازہ ہوا مانند فردوس	گل افشاں سے اس کے باغ دولں
اسی لبان کے ذوق عشق میں ہے	ہمیشہ عنذیب جان غزل خواں
قیامت تک پھلا پھولا رہے گا	یہ رنگین باغ مثل باغ رضواں
لبکھ حیدر نے یہ تاریخ تالیف	کہ طرہ گلستان احل عرفاں

از ڈاکٹر سید شاہ صاحب الفت لاہوری

یہ کیا سرسبز باغ سرفری ہے کہ جس سے تازہ گلزار جہاں ہے
 یہی ہے جلوہ گاہ اہل توحید یہی نظارہ گاہ عارفان ہے
 شگفتہ باغِ دنیا میں یہ گلزار رہے جب تک زمین و آسمان ہے
 لکھا ہے اولیاء کا اس میں احوال بیان اس میں بزرگوں کا بیان ہے
 یہ سالِ خاتمہ ہے اس کا الفت کہ یہ کیا گلستان بے خزاں ہے

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مولف

ہے یہ کیا رنگین حدیقہ واہ لال ہے تعریف میں جس کے زبان
 فقرہ اس کا ہے رشکِ چمن داستانِ رنگین ہے اور نگین بیان
 جو خدا کے دوستِ پنجاب میں حال ان کا اس سچوتا ہے میان
 در در کہتے ہیں اسی کارِ ات دن جتنے اہل بندگی ہیں بندگان
 مصرعہ تاریخِ کر صفدر رسم حرزبان تازہ بہشتِ آراشتان

از مفتی چراغ دین صاحب روشن لاہوری

چوں شگفت اندر جہاں اس تازہ باغ یافت چوں لبانِ جنت برتری
 گشت زابِ قتاب اس رنگین چمن گلبنِ خاطرِ حبابِ غم بری
 سرورِ لاہورِ زمینِ تالیفِ نیک کہ داند سرِ مژاںِ محلِ سری
 حقِ ادرا در خطِ پنجاب داد خوبی و نامِ آوری و مہبتی
 ہاتھم روشن ببالِ اختتام گفت نادر گلستانِ ستروسی

از غلام اکبر صاحب لاہوری

چو سرسبز گردید این تازہ باغ
بر فضل حسد مثل باغ جان
نظر تازہ کردند ہر چہ اسو
ز نظارہ اکش مردمان جان
چو سوسن نبال آور آن سرسبز
کشادند در ذکر و وصفش زبان
زمانہ ز سیرابیش سبز شد
زمین سبز شد سبز شد آسمان
رقم کرد اکبر بتاریخ اد
کہ عالی مکان گلشن تبے غزل

از چرخ دین صاحب لائق لاہوری

ختم جس دم یہ حدائق ہو گیا
ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار
بارخ دنیا میں نیا پھولا یہ پھول
رنگ پر آئی نئی رنگین بہار
کاٹ ڈالے باغبان دہرنے
جس قدر تھے گلشن عالم میں خار
بار بار آیا وہ اس کی میر کو
خود سے دیکھا ہے جس نے ایک بار
اب تو لائق اس کا سال اتمام
کہہ گرامی گلشن تازہ بہار

خاتمة الطبع

الحمد لله والمآلة کہ کتاب نایاب جس میں جمہور اولیاء اور عارفان با خدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور ان کے خوارق و کمالات کا ذکر ہے۔ بسلسلہ خانوادہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ اور احوال خاندان متفرق کالمین کلی اور حال مجاذیب و عجائبات و کونکانات نام جس کا حدیقہ الاولیاء ہے تصنیف ماہر علوم و فنون مفتی غلام سرور صاحب لاہوری کر بلے واقف تاریخ پاستانی کے ہیں مصنف موصوف نے ایسی ایسی نادر کتابوں کی تصنیف میں وقت صرف کر کے ذخیرہ نیک نامی دو جہاں کا حاصل کیا ہے اور خزینۃ الاصفیاء بہت مطول جو بزرگوں کے حالات سے

مملو ہے۔ انہیں مصنف مدوح کی تالیفات سے ہے۔

پس کتاب موصوف بخط پاکیزہ حسب خواہش شائقین بمطابقت اصل مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور میں سرپرستی عالی جناب معلى القاب امیر باذل سخی دریا دل بلند ہمت خوش خوش منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبال تصحیح تمام و تنقیح والا کلام بہاہ جون ۱۹۰۶ء بارچہارم طبع ہوئی۔ خداوند دو جہاں مقبول انام فرمائے۔

حدیقۃ الاولیاء کی اس اشاعت میں ان مشائخ کرام کی خود نوشت تحریرات کے عکس شامل کیے گئے ہیں :

۳۲۔ تحریر حضرت شاہ رضا قادری لاہوری۔ برورق اقل کتاب مطالع الطالبین خطی۔

خزوندہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی

۳۷۔ مناجات حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن حضرت سید حسن پشاورمی بحال بملک مولانا محمد امیر شاہ قادری پشاورمی۔

۸۳۔ مکتوب شریف بخط حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی مملوک مولانا زید ابوالحسن دہلی

ماخوذ از کتاب عرفانیات باقی

۹۷۔ ترقیمہ رسالہ علم میراث کتبہ و مؤلفہ حضرت مولانا غلام علی الدین قصوری۔ مملوک حکیم سید ارشاد حسین صاحب قصور۔

۱۲۹۔ اجازت نامہ بخط حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ خطی نسخہ خزوندہ کتابخانہ گنج بخش۔ ٹیپہ

۱۵۴۔ سند بخاری شریف بخط و مہر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ مملوک حکیم سید ارشاد حسین صاحب قصور۔

• تحریر و مہر حضرت مولانا محمد باقر بن شرف الدین لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہندوی بحال بملک مولانا عبد الرشید۔ مالک مرکز نو اور کتب خانہ رشیدیہ لاہور

• تحریر و مہر حضرت شاہ عبدالاحد معروف برمیاں کالو مجددی۔ خزوندہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی۔

کتابخانه مسجد نبوی
کتابخانه مسجد نبوی



کتابخانه مسجد نبوی
کتابخانه مسجد نبوی

کتابخانه مسجد نبوی

کتابخانه مسجد نبوی
کتابخانه مسجد نبوی

هو صا له مال جمال بن اصف من الما بقیه محمد

اقا و یو المکر کلها با طله ه

حاجل انتر و دا به شلا بقیه الموم و قط و حاکم
به شلا بقیه الموم و قط و حاکم

کتابخانه مسجد نبوی



میر و خیر مودا فخر بن شرف الدین دوی مصنف نزل الهدایات نورنگال محمدی
۱۳۹۰ هـ

میرزا محمد علی
بن میرزا محمد علی
بن میرزا محمد علی



مالا امن کس



میرزا محمد علی شاه عبد الاحد معروف به بیان کالو بن حاجی غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسکعیل
بن شیخ محمد صبغته الله بن خواجه محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی "بر صدق اولاد
خطی نسخه مکتوبات حضرت مجدد" (مخزنه کتابخانه گنج بخش راولپنڈی) ثبت است - حرره
مبارت مهر بدین طور است "سرو باغ احمد و معصوم و قیوم الزمان
عارفین و حاجی و عبد الاحد باشد عیان" ۱۱۸۸ هـ

مهر اقبال محمد علی
۱۳۹۵ هـ

ضمیمہ مزارات لاہور کا موجودہ محل وقوع

ترتیب : میاں محمد دین کلیم

شمار	نام بزرگ	پتہ مطابق حدیقہ الاولیاء	موجودہ محل وقوع
۱	میر سید شاہ فیروز قدس سرہ	تکیہ ڈنڈی گلی	نزد باغ مہمان سنگھ ناز سیدنا چچ روڈ
۲	سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہ الغفرین	سڑک میان میر پور	علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار گڑھی شاہو
۳	شیخ ابوالفتح قادری لاہوری قدس سرہ	موضع مرگ	روضہ ابوالفتح سرسٹ ٹیپل روڈ
۴	سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ	موضع بابو صابو	بابو صابو
۵	شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری	لاہور	مادھو لال حسین ٹریٹ باغبانپورہ
۶	شاہ شمس الدین قادری لاہوری	لاہور	چیمپل ٹاؤن ملین ریس کورس روڈ
۷	عاشق الہابی شاہ خیر الدین ابوالمعالی لاہوری		شاہ ابوالمعالی ٹریٹ گولمنڈی
۸	بن سید رحمت الدین سید فتح اللہ کرمانی قادری		قبرستان میانی
۹	شیخ محمد طاہر تدری نقشبندی	لاہور	میان میر نواز ریلوے ٹیشن
۱۰	سید شاہ طلحہ بن سید عثمان بن سید عیسیٰ	ہیرون محل	قبرستان نزد حاجی یحیی کالونی باغ راجہ
	قادری لاہوری	دروازہ لاہور	دنیا ناتھ، سلطان پورہ روڈ لاہور
۱۱	شیخ مادھو قدس سرہ الغفرین		مادھو لال حسین ٹریٹ باغبانپورہ
۱۲	خواجہ بہاری علیہ رحمت اللہ الیاری	متصل روضہ میانمیر	قصبہ میانمیر بالمقابل مقبرہ حضرت میانمیر
۱۳	سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود	موضع گڑھی شاہو	علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار
	حضوری قدس سرہ		گڑھی شاہو
۱۴	سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری	لاہور	متصل ٹاؤن کورٹ

شمار	نام بزرگ	پتہ بلاتق حلیۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محل وقوع
۱۵	شیخ شاہ محمد المشہور بہاؤ شاہ قادری لاہوری	بیرن مزار میانہ فیہ الالبیر	اندرون موضع میانہ
۱۶	شاہ رضا قادری شطاری لاہوری	لاہور	نزدیکی بازار پولیس ٹیشن - حج محمد لطیف سٹریٹ
۱۷	عنایت شاہ قادری شطاری لاہوری قدس سرہ	لاہور	شاہراہ فاطمہ حبیب
۱۸	حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہ	لاہور	بیرن دہلی و لاہرہ نزد لاہر سیری لاہور کارپوریشن
۱۹	شیخ عبدالرشاد بلوچ لاہوری قادری	موضع مرننگ	کوٹ عبداللہ شاہ مرننگ
۲۰	شاہ کاکو چشتی لاہوری قدس سرہ	لاہور بیرن دہلی و لاہرہ	لنڈا بازار، اب یہ مزار نہیں ہے۔
۲۱	شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری	لاہور	نسبت روڈ
۲۲	شیخ حاجی عبدالکحیم چشتی لاہوری	متصل بلغ زینب الیاسیگم	نواں کوٹ قادری پارک
۲۳	شیخ عبدالغنی لاہوری چشتی صابری قدس سرہ	لاہور	عقب برکت علی محمدن ہال نزد مندریا لیکان
۲۴	شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری	لاہور	"
۲۵	شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری	لاہور	"
۲۶	شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ لاہوری قدس سرہ	لاہور	"
۲۷	شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہ	"	نزد مقبرہ شیخ طاہر سنگ میانی
۲۸	شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہ	"	"
۲۹	حضرت خواجہ خاند محمد محمود لاہوری المشہور	لاہور	بگم پورہ نزد قسیم خانہ دارالفرقان
	حضرت ایشاں نقشبندی قدس سرہ	"	"
۳۰	شیخ سعدی ملجاری مجددی لاہوری	مرنگ	تندی سٹریٹ سعدی پاک لٹن روڈ
۳۱	شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری	متصل مقبرہ قولن شاہ	گھوڑے شاہ روڈ، سلطان پورہ
۳۲	شیخ عبدالجلیل المعروف بہ قطب عالم چوہڑ	لاہور	میکھوڈ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ
	بندگی قریشی حارثی ہیکاری لاہوری قدس سرہ	"	گو جہ سنگھ
۳۳	سید عثمان المشہور شاہ مجددی لاہوری قدس سرہ	تہ خانہ قلعہ اکبری لاہور	شاہی قلعہ لاہور

شمار	نام بزرگ	پترہ بلاتین حلیۃ الاولیاء	موجودہ محل وقوع
۳۳	شیخ مہدی اہلسرگراہوی قدس سرہ	مقتل قلعہ گجر سنگھ	میکٹھ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ گجر سنگھ
۳۵	سید قبول شاہ الشہید گھوڑ شاہ لاہوی قدس سرہ	لاہور	آبادی گھوڑ شاہ گھوڑ شاہ روڈ
۳۶	شیخ حسن کجنگڑ الشہید حوتیل لاہوی قدس سرہ		ایبٹ روڈ نزد عمارت لیڈی سمیت سنگھ زچہ سپر ہسپتال نیوی گراؤنڈ
۳۷	میران محمد شاہ الشہید سید صوح دریا بخاری لاہوی قدس سرہ	لاہور	ایڈ روڈ لاہور۔ بالمقابل لے جی آفس
۳۸	سید سلطان جلال الدین حمید بن صفی الدین بخاری	اغدھ خاٹہ بی بی پاکدامن	اغدھ من احاطہ بی بیان پاکدامن
۳۹	حضرت شاہ جمال سرمدی لاہوی قدس سرہ	روضہ اچھرو	شاہ جمال کلاونی اچھرو
۴۰	شیخ جان محمد سرمدی لاہوی قدس سرہ	مسجد قصاب خانہ لاہور	گاون گروڈ گراؤنڈ گراؤنڈ شاہ نور مسجد مولوی تاج دین
۴۱	شیخ محمد اسماعیل لاہوی الشہید میاں کلاں قدس سرہ	لاہور	اغدھ من خانقاہ میاں وڈا، آبادی درس میاں وڈا
۴۲	شیخ جان محمد ثانی لاہوی سرمدی قدس سرہ	نزد مزار میاں وڈا	ایضاً
۴۳	شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسر لاہوی قدس سرہ	لاہور کے جنوب کی طرف	ہال روڈ
۴۴	شیخ ایاز لاہوی قدس سرہ	اغدھ شہر لاہور	چوک نگ محل
۴۵	شیخ علی محمد دم بلانی غزنوی بھوبیری الخاٹہ بدانا گج بخش قدس سرہ	اپنی خانقاہ میں	بیرون بجائی دروازہ
۴۶	سید حسین زنجانی قدس سرہ		میر حسین پاک چاہ میران
۴۷	سید احمد قوختہ ترمذی لاہوی قدس سرہ	محمد چل بیابان طہید غلام محمد چل بیابان	محمد چل بیابان اغدھ من مچی دروازہ
۴۸	سید یعقوب الخاٹہ صدر دیوان زنجانی لاہوی قدس سرہ	محمد الدین لاہور	ہسپتال روڈ لاہور

شمار	نام بزرگ	پتر بھابی مدیقا الاولیا ۱۸۷۵ء	موجودہ محل وقوع
۴۹	سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہ	لاہور	راوی روڈ پیر مکی سٹریٹ
۵۰	سید مسٹر لاہوری قدس سرہ	اندرون شہر لاہور	سید مسٹر بازار
۵۱	شیخ سید ابوالحسن گاندھنی المشور میسل	مسجد وزیر خاں کے اندر	اندرون مسجد وزیر خاں تہہ خانہ میں
۵۲	سید ابوبزrab المعروف بر شاہ گدا حینی	لاہور	ریلوے کالونی، نزد گڑھی شاہو، نزد برٹ انسٹیٹیوٹ
۵۳	شطاروی لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان بی بی پاکرامن
۵۴	خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہ	لاہور	اب نشان نہیں ہے۔
۵۵	شیخ فتح شاہ شطاروی لاہوری قدس سرہ	لاہور	بنک اسکوائر
۵۶	شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ	روڈ بر ونگل گنبد پشت بازار نارنگی	
۵۷	شیخ میر عمر یقوب لاہوری قدس سرہ	مقل موضع مرگ	دارت روڈ میانہ
۵۸	مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہ	گورستان میانہ	میانہ
۵۹	مفتی رحیم الرحمن مٹھی رحمت اللہ قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ
۶۰	مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان حضرت شاہ محمد غوث بیرون علی مولانہ
۶۱	شیخ لڑے شاہ مولانا سار لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ نزد مقبرہ حضرت طاہر بندگی
۶۲	سید نور علی شاہ نقشبندی سہروردی	لاہور	تھاری
۶۳	لاہوری قدس سرہ	لاہور	
۶۴	مولانا جان محمد لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان میانہ
۶۵	مولوی غلام احمد فاضل لاہوری قدس سرہ	لاہور	قبرستان بی بی پاکرامن
۶۶	مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم الرحمن قریشی لاہوری	گورستان بی بی پاکرامن	قبرستان بی بی پاکرامن
۶۷	سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہ	موضع کھوئی میراں	کوٹ خواجہ سعید نزد محراب قدیم

شمار	نام بزرگ	پتہ بھلائی مدینۃ الاولیاء ۱۸۶۵ء	موجودہ محل وقوع
۶۶	میان موگہ مجذوب لاہوری قدس سرہ		
۶۷	معصوم شاہ مجذوب لاہوری	بیرون دہلی دروازہ	انارکلی، ہمتی مسجد
۶۸	مستقیم شاہ لاہوری فیض پور مجذوب	فیض پور	فیض پور
۶۹	فقیر تاج شاہ مجذوب لاہوری	بیرون موچی دروازہ	گولمنڈی چیمبر لین روڈ تروپانی سبزی منڈی
۷۰	نظام شاہ لاہوری مجذوب	گورستان میانی	میانی، ہیکہ نظام شاہ
۷۱	مستان شاہ لاہوری مجذوب	لاہور	میانی، ہیکہ مستان شاہ
۷۲	جلی شاہ مجذوب لاہوری		
۷۳	مزارات حضرت بی بیان پاکدامن، لاہور	لاہور	آبادی بی بیان پاکدامن محمد کھنجر
۷۴	بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور بی بی محمد، بی بی گوہر، بی بی شہباز		
۷۵	بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی ودی	بیرون مزار میلان محراب شاہ	لیک روڈ پرانی انارکلی
۷۶	بی بی جمال خاتون قدس سرہ	اندرا حاطہ خاتقاہ حضرت میانمید	کراچی ریلوے لائن اور میانمید گاؤں کے درمیان
۷۷	مائی بھالی لاہوری قدس سرہ		اب نشان مٹ چکا ہے (سلطان پورہ)

ماخذ مقدمه و حواشی

مخطوطات

- ۱- آدم نبوتی شیخ : خلاصۃ المعارف ۱۰۳۴ھ بخط مولانا محمد امین برنشی مملوکہ محمد اقبال مجدوی۔ لاہور
- ۲- احمد علی استرآبادی : تذکرہ مقیمی (احوال مشائخ حجرہ شاہ مقیم) ۱۱۴۲ھ مخزنہ کتاب خانہ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی
- ۳- احمد بیگ مرزا لاہوری : رسالہ الامجاز (حالات مشائخ سلسلہ نوشاہیہ) ۱۱۰۴ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی۔ ساہن پال گجرات
- ۴- احمد بن محمود : لطائف نفسیہ۔ مخزنہ کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری
- ۵- اسحاق قادری کشمیری : چلچلیۃ العارفین۔ ذخیرہ حافظ محمود خاں شیرانی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاہور نمبر ۲/۱۲۹۳/۴۳۴۶
- ۶- بابو سلطان : کلید التوحید۔ ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری۔ کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی
- ۷- بختاور حسن : مرآۃ العالم۔ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب۔ لاہور نمبر PC/I ۵۹
- ۸- پیر محمد لاہوری : خوارقات شاہ قمیص قادری۔ ذخیرہ سراج الدین آذر کتابخانہ دانشگاہ پنجاب نمبر ۱۱۹- T
- ۹- تاج الدین احمد برنی : سراج المداریہ (ملفوظات حضرت مخدوم جانیان بخاری، مملوکہ محمد اقبال مجدوی
- ۱۰- حامد سلطان : مناقب سلطانی (احوال حضرت سلطان بابوٹ) ذخیرہ شیرانی ۲۳۴/۲۳۵۲
- ۱۱- خانہ محمود خواجہ لاہوری : رسالہ محمودیہ (احوال و مشائخ خود و ذکرا و اولاد خود) مملوکہ انبالہ بک بامندنگ لاہور۔

۱۲۔ خلاصۃ العارفين : ملفوظات خواجہ بہار الدین زکریا ملتانی (مکتوبہ ۱۰۳۳ھ مملوکہ مولوی

عبدالخالق قادری صاحب لاہور

۱۳۔ رحیم بخش فخری : شجرۃ الانوار فخری (احوال مشائخ چشت خصوصاً شاہ فخر دہلوی) ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کلچی میوزیم

۱۴۔ رضا قادری شاہ لاہوری : ارشاد العاشقین ۱۰۶۸ھ مملوکہ عمر اقبال مجتہدی

۱۵۔ زمرہ : احوال و آثار ملا شاہ بخشی۔ مقالہ برائے حصول درجہ بی اپنی ڈی دانش گاہ

پنجاب لاہور۔

۱۶۔ سعد اللہ بن عبدالرحمن : سیر السرائر۔ مملوکہ مولوی حکیم المہ بخش انصاری۔ ملتان

۱۷۔ سعید نامہ (قصائد فارسی در مدح و مناقب حاجی محمد سعید لاہوری) مملوکہ چودھری محمد سعید لاہور

۱۸۔ سیلان بن مرثیہ سعد اللہ : احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ عمر اشرف لاہوری) مملوکہ عمر اقبال مجتہدی

۱۹۔ شرافت نوشاہی سید : شریعت التواریخ (احوال مشائخ سلسلہ نوشاہیہ) ۱۳۵۵-۱۳۹۴ھ

سہ جلد مملوکہ مصنف قذخلہ

۲۰۔ صداقت عمر اکبر کھنہی : نواب المناقب ۱۱۲۷ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

۲۱۔ عبداللہ دار الدینی ادبی : مناقب الاصفیاء (معاصر سید حامد گنج بخش) مملوکہ سید نور محمد

صاحب گجرات پاکستان

۲۲۔ عبدالباقی محمدی قادری : مقامات قادری (احوال شیخ داؤد کمانی شیر گرنسی) ۱۰۵۶ھ

مملوکہ عمر اقبال مجتہدی

۲۳۔ عبدی عبداللہ خلیفہ قصوری : معارج الولاہیت ۱۰۹۶ھ ذخیرہ آذر ۲۵ - H

۲۴۔ ایضاً : اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ مملوکہ مولانا سید محمد طیب جہانی۔ قصور

۲۵۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بخشی : مفتاح العارفين (احوال مشائخ خصوصاً سلسلہ مجددیہ)

۱۰۷۸ھ ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۶۱۳/۴۲۲۳

۲۶۔ عبدالحق کشیش : زادا المتقین (احوال شیخ علی متقی و عبدالوہاب متقی وغیرہ) مملوکہ مولانا

عطار اللہ حنیف بھوجیانی لاہور۔

- ۲۸- عبرت محمد قاسم لاہوری : عبرت نامہ ۱۱۳۵ھ ذخیرہ آذر ۶۲-۵
- ۲۹- علی اصغر گیلانی : شجرۃ الانوار (النساب مشائخ ادبی) ۱۱۹۳ھ کتابخانہ دانشگاه پنجاب
- ۳۰- علی اکبر اردستانی : مجمع الاولیاء، ذخیرہ آذر ۸-۵
- ۳۱- علی بن احمد الغوری : کنز العباد فی شرح الادب وحضرت بہار الدین زکریا ملتانیؒ، مکتوبہ درسمقند ۸۵۴ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی۔
- ۳۲- عمر بخش رسول نگرہی : مناقبات نوشاہی۔ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۳۳- میر غلام محشمیری : خوارق العادات (احوال سید حسن پشاور) ۱۱۸۹ھ مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری پشاور
- ۳۴- غلام قادر نوشاہی : بیاض قادری مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۳۵- غلام عبدالقدوس : حقائق داؤدی (احوال مشائخ سلسلہ صابریہ) ذخیرہ شیرانی نمبر ۱/۳۹۲۸/۸۶۷
- ۳۶- غلام علی دہلوی شاہ : رسالہ در حالات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مملوکہ محترمہ پاشاہیگم راولپنڈی
- ۳۷- ایضاً : رسالہ طریق مجددیہ مملوکہ جی مدین الدین صاحب لاہور
- ۳۸- فقیر غلام محی الدین لاہوری : تشریف الفقراء مملوکہ سید شرافت نوشاہی
- ۳۹- غلام محی الدین کجہی : مجمع التواریخ بخط والدہ معصفت مولوی محمد صالح کجہی۔ مملوکہ محمد اقبال مجددی۔
- ۴۰- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور نمبر ۶۹، ۲۹۷۰-۱ احسا
- ۴۱- پیر کمال بن عثمان لاہوری : سخائف قدسیہ (احوال مشائخ نوشاہیہ) ۱۱۸۶ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی۔
- ۴۲- گل محمد نوشاہی : لطائف گل شاہی۔ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی
- ۴۳- علی، لعل بیگ : ثمرات القدس (بعد ۱۰۱۷ھ) مملوکہ مولانا نصرت نوشاہی شرقپور پاکستان
- ۴۴- محمد غوث ادچی سید : دیوان شاہ محمد غوث ادچی۔ ذخیرہ آذر نمبر ۸۸
- ۴۵- محمد قریشی شاہ : مخزن ہدایت و مرآت المعرفت ۱۲۸۱ھ ذخیرہ آذر نمبر ۲۳۱

۴۶- ملا شاہ بخشی : رباعیات ملا شاہ - کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۵۹ - API/vi

تثنویات ۱۵۸ - Pi/vi

۴۷- محمد حیات حافظ : تذکرہ نوشاہی ۱۱۴۶ھ مملوکہ سید شرافت نوشاہی

۴۸- محمد صادق : کلمات الصادقین ۱۰۲۳ھ مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد گجرات پاکستان

۴۹- محمد بلاق : مطلوب الطالبین ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی

۵۰- محمد اشرف مولانا بن خواجہ محمد معصوم سرہندی : حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالت

تصنیع و حواشی محمد اقبال مجددی - زیر ترتیب

۵۱- محمد امین چھتری : مناقب مجددین - مملوکہ جناب سید سعید علی شاہ — لاہور

۵۲- محمد امین بخشی : نتائج الحرمین (احوال حضرت شیخ آدم بنوری) کتابخانہ مولانا فضل صدیقی

مبھانہ ماڑی پشاور -

۵۳- محمد عمر حکیم میان : ظواہر (احوال شیخ سعدی لاہوری) ۱۱۱۷ھ ذخیرہ شیرانی نمبر ۳۸۸

۵۴- محمد اعظم کشمیری : فیض مراد - کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۱۱۴۲/۱۹۵۴

۵۵- محمد صالح کنجاہی : سلسلہ الاولیاء ۱۲۹۷ھ سبظ مصنف مملوکہ پروفیسر احمد حسین احمد گجرات

۵۶- محمد ادریس اعوان ڈاکٹر : شرح احوال و آثار شاہ محمد نوخت گوالیاری و تصنیع بکرمیات - مقالہ

برائے حصول درجہ پی۔ ایچ۔ ڈی - دانش گاہ طہران ۱۹۷۲ء مملوکہ محمد اقبال مجددی

۵۷- محمد ماقبل لاہوری : تحفۃ المسلمین (مسائل مذہبی و احوال اساتذہ مزلت) ۱۱۶۰ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی

۵۸- محمد رفیع اخوند : قرآن العبدین (احوال شیخ محمد سعید لاہوری و اخوند محمد مسعود پشاور)

۱۱۶۲ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی -

۵۹- محمد اشرف بن شیخ یونس لاہوری : جامع الفوائد - مملوکہ محمد اقبال مجددی

۶۰- محمد اقبال مجددی : حیات حاجی محمد سعید لاہوری - زیر ترتیب ۱۹۷۴ء

۶۱- ایضاً : حیات شاہ عنایت قادری قصوری شرم لاہوری زیر تکمیل ۱۹۷۴ء

۶۲- معین الدین بن خواجہ خاوند محمد کشمیری : المرفقة القلوب مملوکہ جی معین الدین لاہور

۶۳- ایضاً : کثر السجادات - فخر نہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور نمبر ۲۹۷۴/۲۹۷۴ء

- ۶۴- مشتاق رام گجراتی : کرامت نامہ ۱۱۳۲ھ (حالات شاہ دولہ دریائی گجراتی) مملوکہ سید شرافت نوشاہی
 ۶۵- نصیب الدین کشمیری بابا : نوزنامہ (احوال مشائخ کشمیر) ذخیرہ شیرانی نمبر ۶۳۸/۳۴۵۹
 ۶۶- وثیر امین اللہ ڈاکٹر : رسالہ الخاقانیہ (تفنن نقادی) مع احوال آثار علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی
 مقالہ دانش گاہ پنجاب ۱۹۶۸ء
 ۶۷- یعقوب بن عثمان غزنوی خواجہ : رسالہ ابدالیہ۔ کتابخانہ برکشس میوزیم نمبر ۱۷۷
 روٹوگراف مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

مطبوعات عربی

- ۶۸- عبدالحی حسنی : نزهة الخواطر (مشت جلد) حیدر آباد دکن ۱۹۶۲-۱۹۷۰ء
 ۶۹- محسن ترمیٹی : الیاف الجنی دیوبند ۱۳۲۹ھ
 ۷۰- محمد عبداللہ خالدی : البقیۃ السنیۃ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ مصر ۱۳۱۹ھ
 ۷۱- محمد منظر مجددی : المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ - قرآن ۱۸۹۶ء
 ۷۲- نور الدین ابوالحسن : بیجۃ الاسرار - مصر ۱۳۰۴ھ

مطبوعات فارسی

- ۷۳- آزاد میر غلام علی بنگرامی : آثار الکوام - دفتر اول اگرہ ۱۳۱۰ھ
 ۷۴- ابوالفضل : آئین اکبری تبصیح سر سید احمد خاں دہلی ۱۲۷۲ھ
 ۷۵- ابوالعالی شاہ لاہوری : تحفۃ القادریہ سیالکوٹ ۱۳۱۰ھ
 ۷۶- اصغر علی : جواہر فریدی لاہور ۱۸۸۸ء
 ۷۷- احمد ابوالخیر مکی : ہدیہ احمدیہ (النساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی) کانپور ۱۳۱۳ھ
 ۷۸- امام بخش : حلیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار - مطبوعہ
 ۷۹- امام دین : نافع السالکین لاہور ۱۲۸۵ھ
 ۸۰- المدیہ حبشی : سیر الاقطاب - لکھنؤ ۱۹۱۳ء
 ۸۱- امیر فرو : سیر الاولیاء دہلی ۱۳۰۲ھ

۸۲۔ باقی باشندہ خواجہ : کلیات خواجہ باقی باشندہ طوسی مرتبہ ڈاکٹر برطان احمد فاروقی لاہور ۱۹۶۷ء

۸۳۔ ایضاً : مشائخ طرق اربعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۸۴۔ بدرالدین مہرندی : وصال احمدی کراچی ۱۳۸۸ھ

۸۵۔ ایضاً : حضرات القدس - دفتر دوم مرتبہ محبوب الہی لاہور

۸۶۔ بایزیدیات : تذکرہ ہمایوں داکٹر۔ کلکتہ ۱۹۴۱ء

۸۷۔ بشیر حسین ڈاکٹر : فرست مخطوطات شیرانی سہ جلد لاہور ۱۹۶۸ء - ۱۹۷۳ء

۸۸۔ ایضاً : فرست مخطوطات شفیق لاہور ۱۹۷۲ء

۸۹۔ برنی ضیاء الدین : تاسیخ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۶۲ء

۹۰۔ بہار الدین کشمیری : سلطانی (احوال سلطان حمزہ کشمیری) لاہور ۱۹۲۳ء

۹۱۔ پیر محمد لاہوری : حقیقت الفقرار لاہور ۱۹۶۶ء

۹۲۔ جامی مولانا : لغات الانس لکھنؤ ۱۳۱۷ھ

۹۳۔ جہانگیر بادشاہ : ترک جہانگیری تصحیح سر سید احمد خاں مطبوعہ علی گڑھ

۹۴۔ جلال الدین ابوبکر : تذکرہ قطبید مرتبہ غلام دستگیر نامی لاہور ۱۹۵۲ء

۹۵۔ حسن سبزی امیر : فواید الفوائد مرتبہ ملک لطیف لاہور ۱۹۶۶ء

۹۶۔ حمید شاعر قلندر : خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی علی گڑھ ۱۹۵۹ء

۹۷۔ داراشکوہ شہزادہ : سفینۃ الاولیاء لکھنؤ ۱۹۰۰ء

۹۸۔ ایضاً : سکنۃ الاولیاء مرتبہ ڈاکٹر تارا چند طہران ۱۹۶۵ء

۹۹۔ فائدہ خاکی : ورد المریدین لاہور ۱۸۹۷ء

۱۰۰۔ درگاہ قلی خاں : مرقع دہلی (دہلی بارہویں صدی ہجری میں) دہلی (دس سن)

۱۰۱۔ رکن الدین : لطائف قدوسیہ - دہلی ۱۳۱۱ھ

۱۰۲۔ سیف الدین خواجہ سرہندی : مکتوبات سیفیہ جامع مولانا محمد اعظم مرتبہ ڈاکٹر

غلام مصطفیٰ خاں کراچی (دس سن)

۱۰۳۔ شاہ حسین لاہوری : تہذیبیت - مرتبہ عمر اقبال مجددی مشورہ محلہ مصیفہ لاہور جولائی ۱۹۷۲ء

۱۰۳- شمیم زیدی : احوال و آثار حضرت بہار الدین زکریا ملتانی و تصحیح خلاصۃ العارفين
راولپنڈی ۱۹۷۵ء

۱۰۵- شیرخان لودھی : مرآۃ النیال۔ کول علی گڑھ ۱۸۵۳ء

۱۰۶- عبدالحی شیخ دہلوی : اخبار الاخیار، میرٹھ ۱۲۷۸ھ

۱۰۷- ایضاً : کتاب المکاتیب والرسائل، دہلوی ۱۲۹۷ھ

۱۰۸- عبدالقادر بلوچی : منتخب التواریخ۔ نوکشتور لکھنؤ

۱۰۹- ایضاً : نجات الرشید مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق۔ لاہور ۱۹۷۲ء

۱۱۰- عبدالحامید لاہوری : بادشاہ نامہ۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء

۱۱۱- عبداللہ بکرامی : سبع سنابل کانپور ۱۲۹۹ھ

۱۱۲- عبدالقدوس گنگوہی شیخ : انوار العیون لکھنؤ ۱۲۹۵ھ

۱۱۳- ایضاً : مکتوبات قدوسیہ جامع رکن الدین بڈھن۔ دہلی ۱۲۷۸ھ

۱۱۴- عبدالقادر ٹھٹھوی : حدیقۃ الاولیاء ۱۰۱۶ھ مرتبہ حسام الدین راشدی سندھ ۱۹۶۷ء

۱۱۵- عزیز الدین وکیل فلفلی : تیمور شاہ دُرانی دو جلد کابل ۱۳۴۶- ش

۱۱۶- حنفیہ شمس سراج : تاریخ فیروز شاہی۔ کلکتہ ۱۸۹۰ء

۱۱۷- علی رضا نقوی : تذکرہ نویسی فارسی در ہندوپاکستان۔ طران ۱۹۶۴ء

۱۱۸- غازی الدین : مناقب فخریہ۔ دہلی ۱۳۱۵ھ

۱۱۹- غلام سرور مفتی لاہوری : خزینۃ الاصفیاء مطبع شرمہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء

۱۲۰- غلام علی دہلوی شاہ : رسالہ در حالات و مقامات حضرت مرزا مظہر جان جاناں

(مقامات مظہری)، دہلی ۱۲۶۹ھ

۱۲۱- ایضاً : رسالے سبع سیارہ مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ

۱۲۲- فانی حسن : دلبستان مذاہب۔ بمبئی ۱۲۷۷ھ

۱۲۳- ایضاً : فتویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی کشمیر ۱۹۶۴ء

۱۲۴- فرحت فرخ بخش : اذکار قلندی مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی۔ لاہور ۱۹۵۷ء

- ۱۱۵- فرشتہ : تاریخ فرشتہ (گلشن ابراہیمی) مکتبہ ۱۲۸۱ء
- ۱۱۶- خیر اللہ علوی شاہ شکار پوری : مکتوبات - لاہور ۱۹۱۹ء
- ۱۱۷- قانع مٹھوی : تختہ الکلام مرتبہ جام الدین راشدی سندھ
- ۱۱۸- ایضاً : مقالات الشعراء مرتبہ جام الدین راشدی سندھ ۱۹۵۷ء
- ۱۱۹- قلندر شاہ : دیوان قلندر شاہ مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی لاہور
- ۱۲۰- لطف اللہ انبالوی : ثمرات القواد (احوال میل بھیکہ چشتی) دہلی
- ۱۲۱- شاہ محمد نوث لاہوری : رسالہ در کسب سلوک و بیان معرفت - پشاور ۱۲۸۲ھ
- ۱۲۲- محمد شمس کشی خواجہ : زبدۃ المقامات - مکتبہ ۱۳۰۷ء
- ۱۲۳- محمد صالح کنبلاہوی : عمل صالح (شاہ جہان نامہ) لاہور ۱۹۷۲ء
- ۱۲۴- محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر اظمی (واقعات کشمیر) کشمیر ۱۳۵۵ھ
- ۱۲۵- محمد اسلم لیسرودی : فرحت الناظرین - آخری باب تراجم ایمان مرتبہ ڈاکٹر محمد شفیع مشمولہ اور نیشنل کالج میگزین - مئی ۱۹۲۸ء وارد و ترجمہ و حاشی محمد اویب قادری کراچی ۱۹۷۷ء
- ۱۲۶- محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار - لاہور ۱۸۹۵ء
- ۱۲۷- محمد فضل اللہ عینی : سمرۃ المقامات سندھ ۱۳۵۵ھ
- ۱۲۸- محمد ظہیر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات مجددیہ دہلی ۱۲۸۲ھ
- ۱۲۹- محمد سعید خواجہ بن حضرت نجد الدلف ثانی : مکتوبات خواجہ سعید مرتبہ حکیم مولانا محمد یحییٰ لاہور
- ۱۳۰- محمد معصوم خواجہ بن حضرت مجددی : مکتوبات معصومیہ جلد اول کانپور ۱۳۸۴ھ
- ۱۳۱- محمد مقیم : وقائع سیالکوٹ ۱۰۷۱ھ (احوال شہادت امام علی الحق سیالکوٹی)
- مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ جغتائی - لاہور ۱۹۷۷ء
- ۱۳۲- محمد تقی دانش پزیر : فرست میکر و فیلمای کتابخانہ مرکزی دانش گاہ طبران - طبران ۱۹۶۶ء
- ۱۳۳- محمد تقی دانش پزیر و ایرج افشار : نسخہ فی خطی - تہران ۱۹۶۹ء
- ۱۳۴- محمد حسین تبسبی : فرست نسخہ فی خطی کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی راولپنڈی ۱۹۷۱ء
- ۱۳۵- محمود : ملفوظات نقشبندیہ و ملفوظات بابا شاہ مسافر ازنگ آبادی

ف ۱۱۲۶ھ، اورنگ آباد ۱۳۵۲ھ

- ۱۴۶- موسیٰ پاک شہید ملتان : تیسرا شعلین - فیروز پور ۱۳۰۹ھ
 ۱۴۷- نجم الدین حاجی : مناقب المجوبین - لاہور ۱۳۱۱ھ
 ۱۴۸- نظام الدین احمد ہروی : طبقات اکبری نو کشور لکھنؤ ۱۲۹۲ھ
 ۱۴۹- نظام غریب یحییٰ : لطائف اشرفی (ملفوظات حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ)

دو جلد ۱۲۹۸ھ

۱۵۰- نفحات المبوب فی احیاء القلوب : مطبوعہ

۱۵۱- نعیم اللہ بڑائی : معمولات مظہرہ کانپور ۱۲۷۵ھ

۱۵۲- نور الدین حسن فخری : فخر الطالبین - دہلی ۱۳۱۵ھ

۱۵۳- ہادی علی : مناقب حافظہ (احوال و ملفوظات حافظ محمد علی) کانپور ۱۳۰۵ھ

۱۵۴- وحدت عبداللہ شاہ گُل : گلشن وحدت (مکتوبات شیخ وحدت) جامع خواجہ محمد ادرنگ

کشمیری کلاچی ۱۹۶۶ء

۱۵۵- وڈیرہ گنیش داس : چار باغ پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ امرتسر ۱۹۲۵ء

۱۵۶- ولی اللہ شاہ : انتباہ فی سلاسل الاولیاء

۱۵۷- ایضاً : شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی دہلی ۱۹۶۹ء

۱۵۸- ایضاً : انفاس العارفین - دہلی ۱۳۳۵ھ

۱۵۹- یار محمد : انتخاب مناقب سلیمان - لاہور ۱۳۲۵ھ

مطبوعات اردو

۱۶۰- ابرار حسین فاروقی : تذکرہ جواہر زواہر (فہرست مخطوطات اٹاؤہ میوزیم) اٹاؤہ ۱۹۵۹ء

۱۶۱- ابوالفضل محمد احسان : سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانیؒ دہلی ۱۹۲۶ء

۱۶۲- ابوالحسن : مقامات گل محیہ - مدراس ۱۳۰۷ھ

۱۶۳- احمد علی حساں : تذکرہ کاملان رام پور - دہلی ۱۹۲۹ء

- ۱۶۲- احمد خاں سرسید : آثار العناوید - دہلی ۱۹۲۵ء
- ۱۶۵- الرشید خاں : خاتم سلیمانی - لاہور ۱۳۲۵ھ
- ۱۶۶- اجماز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی - کراچی ۱۹۶۱ء
- ۱۶۷- ایضاً : تذکرہ صوفیہ پنجاب - کراچی
- ۱۶۸- امیر شاہ قادری : حضرت عبداللہ صاحبی شمشوی - پشاور ۱۹۷۱ء
- ۱۶۹- ایضاً : تذکرہ مشائخ قادریہ حسینیہ - پشاور ۱۹۷۲ء
- ۱۷۰- ایضاً : تذکرہ علماء و مشائخ سرحد - پشاور ۱۹۷۳ء
- ۱۷۱- امام الدین گلشن آبادی : برکات الاولیاء - دہلی ۱۳۲۲ھ
- ۱۷۲- امیر بخش : انوار شمس - لاہور ۱۳۲۵ھ
- ۱۷۳- بلال زبیری : تذکرہ اولیائے جہنگ - لاہور ۱۹۶۸ء
- ۱۷۴- جمال الدین شاہ جیون : مناقب موسیٰ ۱۱۵۲ھ (احوال شیخ موسیٰ اکبر گنگوہی لاہور ۱۹۲۲ء)
- اردو ترجمہ محمد علی لاہور ۱۹۶۱ء
- ۱۷۵- خلیق احمد نظامی : تاریخ مشائخ چشت جلد چہارم - دہلی ۱۹۵۲ء
- ۱۷۶- ایضاً : حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی - دہلی ۱۹۵۲ء
- ۱۷۷- ایضاً : ملفوظات کی تاریخی اہمیت - مقالہ مشمولہ نذر عرش مرتبہ مالک
- لام و مختار الدین احمد - دہلی ۱۹۶۵ء
- ۱۷۸- دین محمد : احترام الامنیاء (نشاۃ عافلیہ) علی گڑھ ۱۹۳۱ء
- ۱۷۹- داراشکوہ : حسنات العارفین (شلیات) ترجمہ محمد عمر لاہور (س-ن)
- ۱۸۰- رافت رؤف احمد مجیدی : جواہر علویہ اردو ترجمہ - لاہور (س-ن)
- ۱۸۱- رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند ترجمہ و حاشی محمد ایوب قادری - کراچی ۱۹۶۱ء
- ۱۸۲- رسالہ در حالات شاہ بلاول لاہوری اردو ترجمہ - لاہور (س-ن)
- ۱۸۳- رحیم بخش دہلوی : حیات دلی (حیات شاہ دلی اسلم محدث دہلوی) لاہور (س-ن)
- ۱۸۴- روشن علی : تذکرہ اولیائے رانچورہ - دکن

- ۱۸۵۔ زوار حسین سید : حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بیوی ۱۹۷۲ء
 ۱۸۶۔ سخاوت مرزا : تذکرہ مخدوم جانیان۔ دکن ۱۹۶۲ء
 ۱۸۷۔ بشیر شاہ : انوار محی الدین (سوانح حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ)

لاہل پور ۱۹۶۶ء

- ۱۸۸۔ شرافت نوشاہی سید : عبدالرحمن پاک نوشاہی (سوانح) مرید کے ۱۹۷۱ء
 ۱۸۹۔ شرف الدین قریشی : جامع الکلمات۔ ترجمہ سید فرزند علی۔ بہاولپور ۱۹۱۵ء
 ۱۹۰۔ شہساز شاہ : تذکرہ حمیدید (احوال سلطان حمید الدین حاکم) ترجمہ پیر غلام

دستگیر نامی۔ لاہور۔

۱۹۱۔ ظہور الدین احمد اکٹر : شاہ ابوالمعالی لاہوری (شاعر، مقالہ مشتملہ تذکرہ حسن۔ لاہور ۱۹۶۶ء)

۱۹۲۔ عبداللہ ذاق قریشی : مرزا مظہر الدین کا کلام۔ بمبئی ۱۹۶۰ء

۱۹۳۔ عبدالقادر رام پوری : علم و گل مرتبہ عبدالرب قادری۔ کراچی ۱۹۶۱ء

۱۹۴۔ عبداللہ اقل جونیوری : مفید المفتی۔ لکھنؤ ۱۳۲۶ھ

۱۹۵۔ عبدالرحیم : باب المعارف العلمیہ و فرست غلو طات اسلامیہ کالج پشاور

اگرہ ۱۹۱۸ء

۱۹۶۔ علی محمود جانداز : دور نظامی اردو ترجمہ مطبوعہ

۱۹۷۔ علیم اللہ جانجوری : تحفۃ الصالحین ترجمہ نربہ السالکین (لاہور (س مل)

۱۹۸۔ خوش محی الدین سید : شرف الانساب۔ دکن ۱۹۳۳ء

۱۹۹۔ غوثی حسن بن موسیٰ : اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ترجمہ فضل الدین۔ اگرہ ۱۳۲۶ھ

۲۰۰۔ فقیر محمد حبیبی : خدایق الحنفیہ۔ لکھنؤ ۱۹۰۶ء

۲۰۱۔ فوق محمد دین : ملک العلماء ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ لاہور ۱۹۲۳ء

۲۰۲۔ ایضاً : تذکرہ علماء و مشائخ لاہور۔ لاہور ۱۹۲۰ء

۲۰۳۔ قائم الدین : ذکری مبارک (احوال باحیان مکان خیرین) امرتسر ۱۹۳۰ء

۲۰۴۔ کنھیا لال : تاریخ لاہور۔ لاہور ۱۸۸۸ء

- ۲۰۵۔ گل حسن شاہ : تذکرہ خوشیہ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء
- ۲۰۶۔ محمد قاسم راجوردی : حیات بری امام۔ راولپنڈی (س۔ن)
- ۲۰۷۔ محمد بخش میاں : بوستان قلندری۔ لاہور
- ۲۰۸۔ محمد شفیع مولوی ڈاکٹر : اولیائے قصور۔ لاہور ۱۹۷۲ء
- ۲۰۹۔ محمد اسلم : دین الہی اور اس کا پس منظر۔ لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۱۰۔ محمد الدین صوفی : ذکر حبیب۔ پنڈی بہار الدین۔ ۱۳۴۲ھ
- ۲۱۱۔ محمد حسن الہی : حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مراد آباد ۱۳۲۳ھ
- ۲۱۲۔ محمد ابراہیم قصوری : خزینہ معرفت شرفیہ (س۔ن)
- ۲۱۳۔ محمد ایوب قادری : مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری۔ کراچی ۱۹۶۳ء
- ۲۱۴۔ محمد شفیع صاحبزادہ : سوانح میاں فٹالہ لاہوری۔ لاہور ۱۹۰۹ء
- ۲۱۵۔ محمد موسیٰ امرتسری : مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ مولانا ابوالحسن سید محمد قادری
- مجموع۔ لاہور ۱۳۹۳ھ
- ۲۱۶۔ محمد اسلم : تاریخی مقالات لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۱۷۔ محمد جیون داہلی : لطائف سیرت لاہور
- ۲۱۸۔ محمد اقبال مجددی : احوال و آثار عبداللہ خوشیہ کی قصوری۔ لاہور ۱۹۷۲ء
- ۲۱۹۔ محمد شیرانی : مقالات شیرانی مرتبہ مظہر محمد شیرانی۔ جلد پنجم۔ لاہور
- ۲۲۰۔ محمد عالم مفتی : ذکر جمیل (از کار اولاد شیخ الاسلام شہاب الدین انور
- خصوصاً مفتی غلام سرور لاہوری) لاہور ۱۹۶۸ء
- ۲۲۱۔ منظورالحی صدیقی : شاہ لطیف بری۔ لاہور ۱۹۷۰ء
- ۲۲۲۔ محمد اقبال مجددی : ماحول لال حسین مقالہ منشور لاہور دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ
- پنجاب لاہور
- ۲۲۳۔ مقصود ناصر : تاریخ کشمیر۔ لاہور ۱۹۶۳ء
- ۲۲۴۔ معنی امجیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ۱۹۲۷ء

- ۲۲۵- مسلم نظامی : انوار الفرید۔ پاک پٹن ۱۹۶۵ء
 ۲۲۶- شتاق احمد میٹھی : انوار العاشقین۔ حیدرآباد۔ دکن ۱۳۳۲ھ
 ۲۲۷- معین عبدالمعبود : روائع النظام (سوانح شاہ نظام الدین اڈنگ آبادی) دہلی ۱۳۳۲ھ
 ۲۲۸- مظہر جان جاناں مرزا : غلوام مرزا منظر ترجمہ خلیق انجم۔ دہلی ۱۹۶۲ء
 ۲۲۹- محب الحسن : کشمیر سلاطین کے عہدیں۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
 ۲۳۰- منظر احسن عباسی : فہرست مخطوطات عربی و فارسی پنجاب پبلک لائبریری لاہور ۱۹۶۶ء
 ۲۳۱- نامی غلام دستگیر بیر : تاریخ جلیلہ۔ لاہور ۱۹۶۰ء
 ۲۳۲- ایضاً : سوانح حضرت شاہ محمد غوث لاہوری۔ لاہور (س۔ ن)
 ۲۳۳- ایضاً : بزرگان لاہور۔ لاہور ۱۹۶۶ء
 ۲۳۴- ایضاً : بی بی پکیں پاکدامن۔ لاہور ۱۹۳۵ء
 ۲۳۵- نسیم ایم ایس : تذکرہ شاہ دولہ گراتی۔ لاہور ۱۹۷۰ء
 ۲۳۶- نذر صابری : نوادرات اکمل۔ اکمل ۱۹۶۳ء
 ۲۳۷- نور احمد پشٹی : تحقیقات پشٹی۔ لاہور پیسہ اخبار لاہور ایڈیشن
 ۲۳۸- نور احمد خاں فریدی : تذکرہ حضرت بہار الدین ننگر پٹانی۔ ملتان ۱۹۵۴ء
 ۲۳۹- ایضاً : تذکرہ حضرت شاہ دکن عالم ملتان۔ ملتان ۱۹۶۱ء
 ۲۴۰- ایضاً : تذکرہ حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ ۱۹۵۸ء
 ۲۴۱- ہاشمی فرید آبادی : آثار لاہور۔ لاہور ۱۹۵۶ء
 ۲۴۲- وحید امجد : سوانح بابا فرید الدین گنج شکر۔ کراچی ۱۹۶۵ء

متفرق مطبوعات

- ۲۴۳- اثر عبدالحلیم افغانی قاضی : روحانی رابطہ اور روحانی ترنمیں پشاور ۱۳۸۲ھ (زبان پشتو)
 ۲۴۴- بلے شاد بابا : کلیات۔ بلے شاہ مرتبہ فقیر محمد فقیر۔ لاہور (زبان پنجابی)
 ۲۴۵- محمد الدین : باغ اولیائے ہند۔ لاہور ۱۹۲۸ء (پنجابی منظوم)

رسائل کے مضامین

۲۳۶۔ اظہر من نور احمد : مفتی عبدالسلام لاہوری، مشمولہ المعارف ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور مئی ۱۹۶۰ء

۲۳۷۔ امین احمد علوی : شاہ فقیر احمد علوی شکار پوری، مشمولہ الرحیم سندھی حیدر آباد سندھ مئی ۱۹۶۱ء (زبان سندھی)

۲۳۸۔ شجاع الدین : خاتونہ شیخ کا کوہستانی، مجلہ بہار دیال سنگھ کالج لاہور ۱۹۵۳ء
۲۳۹۔ محمد علی حبیبی : تاریخ وفات داماد گنج بخش علی ہجویری غزنوی۔ اورینٹل کالج

میگزین سندھی ۱۹۶۰ء
۲۴۰۔ لطیف ملک : ملفوظات حضرت بہار الدین زکریا ملتانی، صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۱ء

۲۴۱۔ محمد قبال مجددی : حدائق داؤدی، مجلہ برائے ندوة المصنفین، انظم گڑھ نومبر ۱۹۶۶ء
۲۴۲۔ ایضاً : ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر خطوط، المعارف

لاہور اگست ۱۹۶۰ء
۱۵۳۔ ایضاً : تحفۃ الواصلین اور اس کا سالی تصنیف معارف دار المصنفین

انظم گڑھ نومبر ۱۹۶۶ء
۲۴۳۔ ایضاً : شیخ علی متقی، رسالہ سرحد کلمی مارچ ۱۹۶۴ء

۲۴۵۔ محمد عمران خاں قاضی : معین بن خاوند محمود اور ان کی تصانیف، معارف انظم گڑھ مارچ ۱۹۶۶ء

۲۴۶۔ محاسن : تذکرہ اشیرخ والحمد ۱۰۵۴ھ مؤلفہ صورت سنگھ (احمال شیخ حسنین لاہوری)، المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۶۳ء

۲۴۷۔ محمد ابراہیم دار : جہاں آراہ کی ایک غیر معروف تصنیف، صاحبزادہ نیل کالج میگزین اگست ۱۹۶۳ء
۲۴۸۔ محمد عبداللہ بن خاں : مقالات طریقت، مؤلفہ عبدالرحیم حیدر آبادی، معارف انظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء

English:

- 259: Storey, G.A. *Persian Literature* Vol: 1, part II
London 1953.
- 260: Nizami, Khaliq Ahmad: *Life and Times of Sh. Farid-ud-Din, Aligarh*, 1955.
- 261: M. Slim: *Shaykh Nizam-ud-Din Auliya and the Sultans of Dehli. Journal, Historical Society, Karachi, January 1967.*
- 262: M. Latif: *Lahore.*
: Friedman Yu : *Shaykh Ahmad Sirhindi*
Canada. 1971.
- 264: Abdul Mugtadir: *Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipur, Calcutta, 1908-39.*
- 265: Abdullah; S.M. *Cat. Persian, Urdu and Arabic Mss. in the Punjab University Libr: Lahore, 1942-1948.*

تمام شد کتاب حدیقة الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری
بامقدمہ تصحیح و حواشی و تہذیب محراب اقبال مجتہدی مہتمم دارالمؤرخین
لاہور۔ لکچر تاریخ شاہ حسین کلچ لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۶۴ء

فہرست تصانیف و مقالات محمد اقبال مجددی

صفحات

تصانیف

۲۱۶

۱۔ احوال و آثار عبدالرشید خٹکی قصوری۔ مطبوعہ دارالمؤرخین لاہور ۱۹۷۲ء

۲۔ علمائے ساہووالہ (سیالکوٹ)، کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ (مبنی بریک مخلوط نادر)

۲۲۸

لاہور ۱۹۷۱ء

۶۴

۳۔ احوال و آثار سید شرافت نوشاہی۔ لاہور ۱۹۷۱ء

۴۔ گنج شریف (کلیات نظم اردو حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری دہلوی ۱۹۷۳ء)

جامع سید شرافت نوشاہی۔ تقدیم محمد اقبال مجددی

۵۔ تذکرہ علماء و صوفیائے قصور (غیر مطبوعہ)

۶۔ حیات حاجی محمد سعید لاہوری (دہلوی ۱۸۳۷ء) غیر مطبوعہ

۷۔ حیات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ماخذ (غیر مطبوعہ)

۸۔ حیات شیخ محمد مراد کشمیری (دہلوی ۱۸۱۸ء)

۹۔ تاریخ مغلیہ کے فارسی ماخذ (۱۷۰۷ء - ۱۷۳۸ء) ۱۹۷۲ء مقالہ برائے ایم اے۔ ۵۰۰

۱۰۔ حیات شاہ عثمانیت قادری قصوری (ب بعد ۱۷۳۷ء)

۱۱۔ سوانح مولانا غلام محی الدین قصوری (دہلوی ۱۷۷۰ء)

مقالات

۱۔ تحفۃ المصطفیٰ اور اس کا سبب التالیف۔ مطبوعہ رسالہ معارف دارالمصنفین اعظم گڑھ

نومبر ۱۹۶۷ء

۲۔ فہرست مخطوطات شیرانی کی ترتیب میں مرتب کی گئی فروگزاشتیں۔ معارف

اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۹ء

۳۔ عظمت اشدبے نمبر بلگرامی کے رسالہ اخبار خاطر کا ایک قدیم مطبوعہ نسخہ معارف جون ۱۹۶۸ء

۴۔ شاہ حسین لاہوری کی ایک غیر مطبوعہ فارسی تصنیف تمنیت معارف اگست ۱۹۷۰ء

- ۵۔ حدائقِ داؤدی (تاریخ سلسلہ صابریہ کا ایک اہم ماخذ) برٹانی - ندوۃ المصنفین دہلی دئی ۱۹۹۷ء
۶۔ لاہور کے چند غیر معروف مصوفیہ دہنی برخطوطات، المعارف ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

اپریل ۱۹۷۰ء

- ۷۔ پیر کلیہ کے تذکرے۔ بصائرِ کراچی
۸۔ فرست خطوطات کتب خانہ قدوسی شمس الدین مرحوم۔ المعارف لاہور اگست ۱۹۷۰ء
۹۔ حافظ نعمت اللہ لاہوری۔ المعارف لاہور جون ۱۹۷۱ء
۱۰۔ حضرت شیخ علی متقی۔ رسالہ سرحدِ کراچی۔ مارچ ۱۹۷۴ء
۱۱۔ مولانا محمد سعید حسرت۔ فی ۱۳۴۲ھ
۱۲۔ شیخ نور محمد مدنی لاہوری
۱۳۔ خط نستعلیق، تاریخ، تراجم ماہرین۔ مشمولہ مجلہ نمائش اسلامیہ کالج لاہور
۱۴۔ محمد اکبری میں فن خطاطی اور خطاطین۔ رسالہ کرینٹ لاہور
۱۵۔ ناقدینِ حیات جاوید اور مولانا ابوالکلام آزاد۔ کرینٹ حالی نمبر لاہور
۱۶۔ علمِ کلام پر علامہ شبلی کا ایک نایاب لیکچر۔ معارفِ اعظم گڑھ
۱۷۔ تقریر علامہ شبلی۔ سالانہ جلسہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ معارفِ اعظم گڑھ
۱۸۔ لیکچر انجمن ترقی اردو دینی علامہ شبلی نعمانی۔ معارفِ اعظم گڑھ
۱۹۔ فرست خطوطات تاریخی درکتا بنی نہایت شخصی پاکستان ضخیم صفحات ۴۰۰ غیر مطبوعہ
۲۰۔ پشاور کے چند نادیر خطوطات۔ مشمولہ رسالہ المعارف لاہور

ضمیمہ ثانی

شمارہ ۸۳ ص ۱۱۷

(۱) جدید تحقیق کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نسب اٹھائیس واسطوں سے نہیں بلکہ تیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے واسطے یہ ہیں:-
 محروم جد الاحد - زین العابدین - عبدالحی - محمد - حبیب اللہ - امام رفیع الدین -
 نصیر الدین - سلمان - یوسف - اسحاق - عبد اللہ - شعیب - احمد - یوسف -
 شہاب الدین علی فرخ شاہ - نور الدین - نصیر الدین - محمود - سلیمان - مسعود -
 عبد اللہ و اعطاء الاصغر - عبد اللہ و اعطاء الاکبر - ابو الفتح - اسحاق - ابراہیم - ناصر - عبد اللہ -
 عمر - حفص - عاصم - عبد اللہ - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم
 مولانا زید الحسن فاروقی مدظلہ کے قول کے مطابق زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مصنفین
 نے فقط اٹھائیس واسطے لکھے ہیں جو کتب انساب کے مطابق درست نہیں ہیں۔ لکھتے ہیں:-
 ”میزان الاعتدال اور تقریب التہذیب میں عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر کا ذکر
 ملا اور خیال ہوا کہ عبد اللہ بن عمر بن حفص کے صاحبزادے کا نام ناصر ہوگا اور مشابہت کی
 وجہ سے عبد اللہ بن عمر کو ابن الخطاب سمجھ لیا گیا۔“

(زید ابوالحسن فاروقی: مقامات خیر مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۲۶ ص ۳۳)

۱۷۷ حضرت شاہ سکندر کیتقل (متوفی ۱۰۲۳ھ) شاہ کمال کیتقل کے پوتے اور شاہ عماد الدین کے فرزند تھے
 مزاکر کیتقل شریف میں موصوفی ہے۔ ملاحظہ ہو گولڈن خوارق قلمی مخزنہ خاتقاہ شریف کیتقل تاریخ بزرگانی
 کیتقل قلمی مخزنہ ایضاً اور شرائف غوثیہ قلمی مخزنہ ایضاً
 (۲) شمارہ ۸۸ ص ۱۲۲ شیخ بہلول اپنے بارے میں خود لکھتے ہیں:

شیخ بہلول گول جالندھری نے مکہ معظمہ میں ۱۰۸۶ھ میں سند حدیث شیخ مخزومین اعابین
 اور شیخ علی البطری سے حاصل کی اور اسی سند میں مولوی فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید برہنہ
 سے مشکوٰۃ اور صبح بخاری کی سند بھی حاصل کی اور ۱۰۸۸ھ میں حدیث کی سند حضرت شیخ
 محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ سے حاصل کی اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور حضرت
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کتب حدیث پڑھیں۔

انہوں نے اپنے تخلص گول کے معنی نظر انکسا خود بیان کئے ہیں:

”خود را از راہ انصاف گول کہ بمعنی نادان و احمق آمدہ مقرر کردہ“ (فوائد لار قلمی رقی)

شیخ بہلول نے اپنی غالب علمی کی زندگی اس طرح بیان کی ہے :-

اجازت حدیث بند صحیح الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در سنہ یک ہزار و ہشتاد و شش
 باہوم از جانب محمد زین العابدین و علی الطبری ساکنین مکہ معظمہ زاد با اللہ شرفا رسیدہ و واسطہ
 میاں او و میاں ایشان شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی تنویر حاجی حرمین شریفین شیخ
 عبد الکبیر ست و نیز در سنہ مذکور اجازت حدیث بند صحیح از مولوی محمد فرخ الکابلی ثم السہندی
 بلقطہ تعلیم و تخصیص از شکوۃ و صحیح بخاری ہمہ از صحاح ستہ و احادیث مسلسل و
 مرسل رسیدہ و ایشان را اجازت از جانب شیخ علی الطبری و والد شریف خود میاں
 محمد سعید قدس سرہ رسیدہ است و ہم باہوم در سنہ یک ہزار و ہشتاد و ہشت
 اجازت حدیث از جانب شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ میاں شاہ جیو الکابلی ثم السہندی و
 ایشان را اجازت و از جانب حضرات خود و از جانب حضرت میاں شیخ بدر الدین افغان
 و از پسر او میاں نجم الدین السلطانپوری الحنفی فتح اللہ تعالیٰ نے فی اجلہ رسیدہ و
 ایشان را از شیخ شمس الدین محمد الباہلی الشافعی رسیدہ است ۔

بہلول گول : فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن

عیون الاغیار قلمی - مخرونہ لیاقت میو ریل پبلک

لاٹریری - کراچی

اہم معلومات ہیں اپنے قیام کراچی ۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء کے دوران میسر آئیں۔ فوائد الاسرار
 کا مذکورہ حلی نسخہ ذخیرہ شیرانی دانشگاه پنجاب لاہور جو مکمل ناقص الاول ہے اس لئے نسخہ کراچی
 سے یہ معلومات منقول ہیں ۔

۱۲۹۹ھ شیخ عبد الواحد وحدت کا دیوان فارسی قلمی بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ ۱۲۶ میں موجود ہے ۔

فہرست مخطوطات فارسی ایرانوف ۱۱۷

شمارہ ۹۲ ص ۱۳ شیخ محمد عابد بنامی کی نسبت شامی کے متعلق مولوی محمد صالح کنجاہی نے لکھا ہے :

” شام بغیر بین مہلہ و تشدید تون قصہ ایت از توابع سہزاد (سلطہ الاولیاء قلمی ورق ۸۳ ب حاشیہ)
 شیخ محمد عابد بنامی کا سال وفات حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے ۱۱۶۰ھ لکھا ہے (مقامات مظہری ص ۱۷۱)
 جو مفتی صاحب کے عین مطابق ہے اس لئے فقیر محمد حبیبی کا مندرجہ ۱۱۶۰ھ درست نہیں ہے ۔

شیخ محمد عابد بنامی کا مرزا مبارک باغ کے سامنے آزاد پور دہلی کے قریب ہے (مزارات دہلی ص ۱۲)

بحوالہ خلیق انجم ، مرزا مظہر کے خطوط - دہلی ۱۹۶۲ء ص ۳۳

اِشَارِیہ

رجال

ابو اسحاق قادری لاہوری ۴۵۳۸	شاہ ابوسعید محمدی دہلوی	۳
ابو اسحاق شامی ۷۲	۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵	
ابوبکر حافظ ممدی ۴۲	ابوسنیان بن حارث ۱۵۵	آدم بنوڑی ۴، ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۲۹
ابوبکر شبلی ۲۴، ۱۸۲	ابوسلمان ۲۸	
ابوبکر صدیقی ۱۱۵، ۱۱۷	ابوالعباس احمد ۲۸	آدم بن علی جعفر ۱۹۰
۱۳۱، ۱۳۹	ابوعبداللہ خفیف ۱۴۶	آذر سراج الدین ۲۹، ۴۰، ۴۸
۱۰۰	ابوعلی فارمدی ۱۱۵	آزاد، غلام علی، بلگرامی ۱۳۳
۸۱	ابوالغیث بخاری مجذوب ۲۲۶	آرزو سراج الدین احمد خاں ۱۳۳
۱۲۶	ابوالفتح ۲۰۹	آزادہ صدرالدین ۲۱۸
۲۷	ابوالفتح ۷۵	آصف جاہ نظام الملک اول ۱۰۳
ابوالحسن ترک دیکھے نجس و امیر ۱۷۸	ابوالفتح (والدہ کم شاہ) ۱۷۸	آفتاب بیگ ۹۲
۱۷۸	ابوالحسن (جد کم شاہ) ۱۷۸	
۱۱۵	ابوالفتح بن عبد الغزیز ۱۷۰	
۱۴۳	ابوالفرج طرطوسی ۲۷	ابراہیم فاروقی ۹۱
۲۸	ابو فرج ۳۲	ابراہیم ڈار ۵۷
۲۷	ابوالفضل قتلی ۱۸۲	ابراہیم ابوالحسن بیکاری ۱۵۷
۴۰، ۳۷	ابوالفضل سید ۳۶	ابراہیم ادم ۷۲، ۷۵
۹۲	ابوالفضل محمد احسان ۱۲۰	ابن اشیر ۱۸۱
۱۰۹، ۹۳	ابوالفیض سید ۳۶	ابو ابدال خواجہ ۷۲
۲۷	ابوالقاسم سید ۳۶، ۴۸	ابو سعید مبارک مخرمی ۳۷

۱۴۲	احمد سعید مجذبی دہلوی	۱۸۵	۱۴۶	ابوالقاسم گورگانی
۱۴۰	احمد شاہ ابدالی	۳۷	۳۷	ابولاح احمد سید
۶۳	احمد شیخ الہند گیلانی	۲۷	۳۷	ابواللیث سمرقندی امام
	احمد علی مصنف اسرار النصوص	۴۸	۳۶	ابوالحاج حسن سید
۱۷۵		۷۳	۴۰	ابو محمد شاہ
۸۷	احمد عبدالحق رودلوی	۵۹	۷۲	ابو محمد حشقی
۸۹		۱۱۲	۶۴	ابو محمد لاہوری
۱۲۱	احمد کاشانی	۲۰۸	۵۱، ۳۶	ابو المعالی سید
۱۶۹	احمد کبیر الدین بخاری	۶۰	۳۳	ابو المعالی شاہ لاہوری
۱۵۷، ۱۵۶	احمد کبیر	۲۰۴	۴۶، ۴۵، ۳۷	
۲۲۱	احمد کشمیری تارہ بلی	۲۱۹	۹۷، ۹۶	ابو المعالی امبیٹھوی
۳۰	احمد قادری سید	۱۹۲	۱۰۶، ۱۰۱، ۱۰۰	
۱۴۶	احمد غزالی	۱۸۷	۳۶	ابو المکارم سید
۲۲۰	احمد الدین لاہوری	۱۴۶	۱۵۰	ابو المویذ علی
۱۷۶	احمد الدین حافظ	۱۳۸		ابونجیب ضیاء الدین سہروردی
۱۸۵	احمد والد سخی سرور	۱۵۳، ۱۴۰	۱۴۶	
۶۳، ۶۰	احمد متقی		۷۲	ابو یوسف حشقی
۱۴۴	احمد مجددی	۷۲	۱۱۵	ابو یوسف ہمدانی
۱۵۲، ۱۵۱	احمد معشوق الہی	۱۰۶، ۱۷	۷۲	ابن احمد بن فرناح حشقی
۱۳۵	احمد مکی	۱۳۶	۲۷	ابو صالح موسیٰ
۷۳	احمد داوشتی	۸۲	۶۳، ۶۰	ابن نصر صالح
۸۱	احمد سیوی	۱۸۴، ۱۷۹	۱۶۲	ابو بختیار قصوری
۲۹	اختر غلام احمد	۱۹۲	۶۹	ابو عبدالحلیم افغانی
۱۳۸	ارشاد حسین قصوری	۳۵، ۳۳	۷۳	احسن سید
۱۳۲	اسد خاں وزیر	۵۲	۲۳۷، ۱۸۷، ۱۵۵	احمد زخمہ

۲۵	امام الدین حکیم	۸۵	اعز الدین علی	۱۹۴	اسرار الدین بن نظام الدین
۱۴۳	امام علی شاد و زشتروی	۷۵	اعز الدین محمود	۶۱	اسرار اللہ لاہوری قادری
۱۴۴		۱۱۱	اعظم چشتی روپڑی	۷۳	اسحاق سید
۱۱۴	امام بخش جام پوری	۱۲۴	اکبر بادشاہ	۸۷	اسحاق بن شیخ کاکو
۲۶۳	امام گاموں	۱۶۹	۱۶۸	۱۶۷	۱۶۳
۱۱۱	امانت علی ثانی	۲۷۰	الفتید شاہ	۱۶۶	اسحاق قادری کشمیری
۱۱۱	امانت علی امروہوی	۴۱	الہ بخش انصاری	۱۹۱	اسحاق گزرونی
۴۰	امداد اللہ مہاجر علی حاجی	۹۳	الہ بخش براسوی	۸۷	اسد اللہ لاہوری
۱۱۲	امین بخش جلد ساز		الہ بخش (سجادہ نشین حضرت سلیمان)	۷۸	اسلم محمد پروفیسر
۱۰۰	امیر عزمہ	۱۱۲	تونسوی	۱۶۸	۸۹
	امیر خرد (مصنف سیر الاولیاء)	۴۲	الدواد مداری	۲۹	اسمعیل
۱۵۳	۸۴	۸۲	۸۰	۷۷	اسمعیل بن امام جعفر
۶۶	۶۰	۳۴	۲۹	۶۱	اسمعیل قریشی
۳۰۳	امین اللہ طوی	۲۲۵	الدین مجذوب تاروٹی	۳۷	اسمعیل لاہوری مولانا
۱۸۱	اننگ پال راجہ	۸۹	۸۷	۸۷	اسمعیل محدث لاہوری
۱۹۷	انور علی بن عبد اللطیف	۴۳	الدیوان لاہوری	۲۳۶	۱۸۰
۱۹۱	اود الدین اصفہانی	۷۱	الہی بخش نوشاہی	۱۸۰	اسمعیل شاشی
۱۲۳	اورنگ زیب عالمگیر	۶۳	۶۰	۶۰	اشرف جہانگیر سنہانی
۱۳۲	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۵۷	۱۵۳
۲۴۰	بی بی اولیاء	۷۰	مسجد فریخان		اشرف سید (والد شیخ عبدالرشید)
۱۸۰	ایاز لاہوری	۵۹	امام بخش برقنداری جاندھری	۹۸	جاندھری
	حضرت ایشاں (خاندان محمد لاہوری)		امام بخش (جد غلام سرور لاہوری)	۳۲	اصغر سید
۱۲۴	۱۲۰	۹۹	۹۸	۷۰	اصغر علی
۲۵۷	ایوب صابری گیلانی	۸۱	امام اعظم ابو حنیفہ		اصغر علی گیلانی (درک علی اصغر)
۱۹۸	ایوب قریشی لاہوری	۸۱	امام الدین ابدال	۸۸	۱۵

ب

۱۴۶	بہاء الدین زکریا ملتانی	۲۲۷	بدیع الدین مخدوب کشمیری
۱۴۷	برکت علی خان بہادر ڈپٹی	۱۷	۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۳، ۱۵۴
۱۴۷	۱۵۴، ۱۵۷	۱۳۱	برنی ضیاء الدین
۲۰۱	بہاء الدین عباس	۸۹	برہان احمد فاروقی
۱۶۶	بہاء الدین کشمیری	۴۹	برہان پیر
۴۰	بہاء الدین محمد	۱۷۵	برہان مخدوم
۱۲۰	بہاء الدین نقشبند	۲۲۵	برہان الدین بلخی
۲۰	بھاوون شاہ (عبدالکریم لاہوری)	۲۰	برہان الدین پیر
۲۰۹	۲۱۴	۱۱۷	بشیر الدین احمد میرٹھی
۴۷	بہاول شیر قندرجہوی	۲۱۴	بشیر حسین گیلانی
۳۴	ربہاؤ الدین گیلانی	۱۳۶	بشیر الدین احمد دہلوی
۵۱	۳۹، ۳۵	۲۵۲	بہل شاہ کشمیری
۱۸۸	بہرام شاہ غزنوی	۲۵۴	بلال زہیری
۱۵	بھگوان سنگھ سردار لاہور	۲۰۹	بلاق شاہ لاہوری
۴۲	بہلول قادری	۱۰۲	بلاق لاہوری
۱۰۲	بہلول گول برکی	۹۶	بلاق شیخ
۱۵	بہلول لودھی سلطان	۲۹	بلاول لاہوری شاہ
۶۹	بہلول شاہ قصوری	۷۷	بلاول لاہوری
۲۰۷	۷۰	۶۰	بلخی پیر
۲۵۱	بھولا پیر لاہوری	۱۵۱	بھاگی مانی لاہوری
۸۱	یوعلی قندرز شرف الدین	۲۰۴	بہاؤ الدین (والد حمید الدین حاکم)
۱۸۷	بی بیان پاک دامن	۱۲۳	۴۸، ۱۲۳
۲۳۵	۱۶۱	۱۷۲	بہاؤ الدین بخاری
۱۶	بیجی ناتھ پنڈت	۸۲	بہاؤ الدین بن قطب الدین
۵۴	بھواری لاہوری خواجہ	۶۴	بہاؤ الدین بن موج دریا
			بدر محمدی الدین
			بدر الدین حسن
			بدر الدین بھاکھری
			بدر الدین بن جعفر
			بدر الدین سرہندی
			بدر الدین شیخ
			بدر الدین غزنوی
			بدر محمدی الدین

پ

پاشا بیگم

۱۳۶

ج

شہداء اللہ پانی پتی قاضی ۵۷ جلال الدین تھانیسری ۹۱، ۹۰

جلال الدین خوارزمی ۲۳۶

جلال الدین حیدر بن جلال الدین

۱۷۰

بخاری

۱۸۴

جاندار محمود علی

۶۹، ۶۸

پاک رحمان نوشاہی

جلال الدین محمود پانی پتی گارڈنی

۹۴، ۹۱

جان اللہ صابری لاہوری

۱۷۷

پرویز شاہزادہ

۸۶

۵۵

جان محمد حضور

۶۶

پایم شاہ جہان پوری

۱۶

جلال الدین مفتی

۱۷۴

جان محمد ہرودی لاہوری

۲۰

پیر غازی لاہوری

۲۴۲، ۲۴۱

جمال خاتون

۲۴

جان محمد لاہوری

۶۸، ۵۹

پیر کمال لاہوری

۱۶۸

شاہ جمال لاہوری

۱۷۷

جان محمد ثانی لاہوری

۴۰

پیر محمد لاہوری

۱۷۳، ۱۶۹

جلال الدین ابو بکر اکبر آبادی

۱۷۷

جان محمد قصاب پوری

۴۲

پیر محمد لاہوری (ثانی)

۸۷، ۸۶

جلال الدین ابو بکر اکبر آبادی

۱۶۸

جان محمد حشتی

۵۳، ۴۵

پیر محمد حشتی لاہوری

۱۶۰، ۱۵۵، ۱۵۳، ۸۸

جلال الدین ابو بکر اکبر آبادی

۲۱۹

جان محمد فاضل لاہوری

۸۸

پیر محمد حشتی لاہوری

۱۶۹، ۱۶۱

جلال الدین ابو بکر اکبر آبادی

۱۸۳

جان محمد اترسری

۶۳

پیر محمد حضور

۱۹۰

جلال الدین بن محمد

۳۱

جعفر سید

۶۵، ۶۴

پیر محمد سجاد نوشاہی

۱۶۶، ۱۶۵

جلال الدین سید

۱۵۰

جعفر سید

۶۳، ۶۲

جعفر صادق امام

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آثار خاں

۳۳

جلال الدین موسیٰ

۱۷۳

جلال الدین سید

۱۰۰

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۶، ۷۴

جلال الدین سلیمان

۱۱۵

جلال الدین عطاء اللہ محدث

۱۰۸

آج الدین

۷۲	حسن بصری خواجہ	۲۳۶	چنگیز خاں ۷۶، ۱۸۹	۲۵۹	جمعیت حاجی
۲۲۶	حسن بودلہ مجذوب		چوہدر بندگی لاہوری دیکھئے	۱۴۶، ۲۷	جنید بغدادی
۲۲۷			عبد الجلیل لاہوری قطب العالم	۵۷	جہاں آرا بیگم
۶۰	حسن پشاورى ۳۴			۴۹، ۴۵	جہاں گیر بادشاہ
۶۶، ۶۵، ۶۱				۱۶۸، ۱۶۴، ۹۲	

ح

۲۰	حسن شاہ	۱۸۷	حاج بی بی	۲۳۴، ۲۰	بھٹے شاہ لاہوری
۷۲	حسن الزمان حیدر آبادی	۱۰۹	حاجی قطب		جھولن شاہ بیدار گھوڑے شاہ
۷۷، ۷۴	حسن سجری امیر	۱۴۴	حاجی احمد قلاتی	۱۶۸، ۱۶۷	لاہوری
۱۸۴	۸۴، ۱۴۷		حاکم حمید الدین سلطان	۲۵۴	جہانیاں پیر سید کمال
۳۱	حسن سید	۱۶۰، ۱۵۵		۱۲۵، ۵۷	جی معین الدین
۲۱۹	حسن شاہ بخاری		حاکم شاہ سید ولد محمد شاہ	۱۴۰، ۱۳۴	
	شیخ حسن کبیر گرو دیکھئے حسوتیلی		دیکھئے جھولن شاہ	۱۸۱	جے پال

۲۷	حسن مثنیٰ بن امام حسن	۱۶۱	حامد بخاری سید		جیونی بی بی (والدہ نوشاہ)
۲۶۷	حسن ولی	۳۰	حامد شیخ	۵۸	گنج بخش
۱۶۸	حسوتیلی	۳۳، ۲۹	حامد گنج بخش سید	۱۰۹	جیوی شاہ گجراتی
۱۸۲	حسین اصغر	۱۵۸، ۴۱، ۴۰، ۳۶			
۱۶۳، ۲۷	حسین امام	۱۹۴	حامد گیلانی		

چ

۱۴۴	حسین شاہ مجوہرے والے	۶۶	حامد قاری لاہوری		چراغ دہلی، نصیر الدین محمود
۱۸۷	حسین ثانی بن حسین محمد مدنی	۲۶۶، ۱۵۷		۸۶، ۸۵	
۶۴	حسین خان (حاکم قصور)	۱۸۴، ۱۸۳	حبیبی عبدالحی	۲۲۱	چراغ دین مفتی
۱۸۶، ۱۸۴	حسین زنجانی	۷۲	خدیفہ مرثی		شاہ چراغ لاہوری (عبد المزدق)
۱۸۷		۷۳	حسام الدین	۵۵	
۱۹۲	حسین سامانی	۱۴۸	حسام الدین ترمذی	۲۶۲	چراغ شاہ لاہوری
	حسین سید	۱۹۲	حسام الدین والد علی متقی		شیخ چندو (والد حسوتیلی شانی)
۳۱		۸۵	حسن امام	۱۶۸	

حسین لاهوری شاہ (مادھو)	نضر خان	۱۸۴	درد کاوردی میر	۱۰۵
لال حسین (۲۲، ۲۵، ۵۲)	نضر سیستانی	۴۸، ۴۹	درگاہ قلی خان درگاہ	۱۳۳
حسین مرزا سلطان (حاکم سندھ)	خلیق انجم ڈاکٹر	۱۳۲، ۱۳۳	درگاہی قادری لاهوری	۱۰۹
شیخ صری	خلیل الرحمن سرمندی	۱۲۲		۲۵۵
شیخ حمزہ کشمیری	خیر الدین (والد شاہ ابوالمعالی)		درویش محمد خواجہ	۱۱۵
		۱۶۴، ۱۶۵		
		۱۶۴، ۱۶۱	دوست محمد	۲۰۹
جید الدین لاهوری	خیر الدین بن ضیاء الدین	۱۸۵	دوست محمد قنوجاری	۱۳۴
جید شاعر قلندر	خیر شاہ جشتی لاهوری	۱۱۰، ۱۱۳		۱۴۳
	خیر الدین مخدوم	۸۶، ۸۷	دولہ دریائی گجراتی شاہ	۱۶۲
حمیم (سید حسین ثانی)		۱۰۰		۱۴۴
حنیف امام		۸۱	دین محمد مصنف احترام الاصفیاء	
حیات المیر زندہ پیر	ولایت شکرہ	۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۹		۱۱۲
		۳۸، ۵۱، ۵۲		
جید بن شاہ قمیص		۲۰۲		
جید میر	دان شہید	۲۱۸	ڈبلی مخدوم	۲۶۴
حیرت نظام الدین احمد کاپی	داؤد بن عبد الجلیل	۱۸۵		
	داؤد خاکی بابا	۱۶۵، ۱۶۶		
		۱۶۴، ۱۶۱	ذکی پیر	۲۵۰ - ۲۰
	داؤد سید	۲۶، ۳۷		
	داؤد کرمانی	۳۳، ۳۴		
خالد گردی		۱۳۳	راجن قتال (سید صدر الدین)	
خاموش غلام معین الدین		۱۱۱		
خان کلمتی	داؤد گنگوہی	۹۳، ۹۴		۱۵۷، ۱۵۸، ۱۷۲
خسر و امیر		۱۸، ۸۴	راستی بی بی	۱۵۴
	داؤد مخدوم کشمیری	۲۲۸	راستی بی بی زویر صدر الدین	
خسر و ملک	سائیں دتہ قاضی	۴۸، ۴۹	عارف	۲۴۰

۲۷	زین العابدین	۱۵۲، ۱۴۶	رکن عالم ملتان	۱۴۷، ۱۴۹	راشدی حسام الدین
۱۶۳	زین العابدین	۱۷۲، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۳	راغب پیر غازی	۲۲۸	
	زین العابدین (سید علاؤ الدین)	۱۰۰	راقت روف احمد سرہندی	رمز الدین	
۳۴	زین العابدین (والدہ محمد غوث)	۱۵	رمضان حاجی لاہوری	۱۳۷، ۱۳۴، ۱۳۰، ۱۲۸، ۱۲۷	
	زین العابدین	۶۵، ۱۵	رنجیت سنگھ	۱۷۱	رجب الدین رشی
۵۶	بالا پیر	۲۴۳	رحمان علی	۱۶۴، ۱۲۵، ۹۲	رحیم شاہ سید
۱۷۱	زین الدین بابا	۴۰	روشن علی رشتہ چندی	۱۶۴، ۱۲۵، ۹۲	رحمان علی
۶۱	زین العابدین حسینی	۲۷۰	روشن مفتی چراغ دین	۱۳۷، ۱۲	رحمت اللہ قریشی حقی
۱۳۷	زین العابدین سرہندی	۱۴۶	رویم شیخ	۲۵۹، ۲۰، ۱۴	رحیم اللہ متقی

س

ز

۲۷	سارابی بی والدہ نظام الدین	۲۷	زادہ	۲۱۴	رحیم بخش
۲۳۷	ابوالموئید	۱۰۸	زادہ شاہ	۱۰۴	رحیم بخش فخری
۸۱	سالار حسن		زکریا (والد شاہ سلیمان تونسوی)	۱۶۳	رزق اللہ بنیانی شاہ
۸۱	سالار عزیز الدین	۱۱۱		۷۳	رشید الدین
۸۱	سالار فخر الدین		زینبانی بی (والدہ نظام الدین بیبا)	۱۵۵	رشید الدین قریشی
۷۵	سامان شاہ	۸۲، ۲۳۹		۶۱	شاہ رضا قادری لاہوری
۱۹	سنوری، سی، اے، ۱۸			۶۲	
۱۲۰	سراج احمد سرہندی			۱۳۷	رضی الدین سرہندی
۷۱	سراج دین پیر	۵۸	زمرہ ملک	۷۳	رضی الدین سید
۲۵۱	سراجی پیر سراج الدین	۲۵۷، ۲۰	زہدی پیر لاہوری	۵۹	رضی الدین کنہی قاضی
۲۱	سر بلند سید	۱۲۰	زوار حسین سید	۱۳۵	رفیع الدین دہلوی
۲۵۰	سر بلند	۱۸۴	زوکونکس	۱۶۱	رکن الدین بخاری
	سرخ بخاری اوچی (جلال الدین شیر)	۱۰۰	زید سالار شکر	۹۰	رکن الدین صدیقی
۱۶۹	۱۵۰، ۱۵۴، ۱۶۴، ۱۶۹	۱۸۷	زید شہید	۱۱۷	

سید احمد ابوالبرکات مولانا ۱۶۴	سلطان التارکین دیکھے ۱۹۷	سہروردی
سیف الدین احمد شہید شیخ الاسلام	حاکم حمید الدین ۱۷۲	مرست بید
۱۸۰	سلطان عرب بن شمس الدین بن ۲۴۴	ننگا جڑوب بالنوی
سیف الدین سرہندی ۱۲۶	غیاث الدین ۱۶۳	سہروردی - غلام سرور مفتی
۲۰۳ ' ۱۳۵ ' ۱۲۸	سلطان المشائخ دیکھے	لاہوری
سیف الدین عبدالوہاب ۲۸	نظام الدین اولیاء ۱۸۵	سہروردی سلطان سخی رید احمد
۳۲ ' ۳۱ ' ۳۰	سلطان فارسی ۱۱۵	سری سقطی
سیفی عبدالحمید ۱۲۳ ' ۱۲۰	سیلم چشتی لاہوری ۱۱۰	سعد اللہ (اسد اللہ) وزیر آبادی
سن	سیلم شہزادہ دیکھے جہانگیر ۱۲۷	
	سیمان بھلوالی ۵۸	سعد اللہ بنی اسرائیل لاہوری
شاہ بہان بادشاہ ۱۶۱	سیمان بن شیخ سعد اللہ ۲۰۱	۸۸ ' ۸۷
۱۲۸ ' ۱۲۳	۲۰۳	سعد اللہ لاہوری ۴۴ ' ۴۹
شاہ درگاہی دہلوی ۱۳۷	سیمان تونسوی خواجہ ۱۰۸	سعد اللہ مجددی ۲۰۱
۳۰	شاہ عالم ۱۱۳ ' ۱۱۱	سعد اللہ نقشبندی ۱۳۲
شاہ محمد قریشی لاہوری ۴۰	سیمان شاہ ۴۸	سعد الدین سرہندی ۱۲۲
شاہ محمد ولد سید عثمان جہولانجاری	سیمان قادری لاہوری شاہ	سعدی لاہوری ۱۶۶
۱۶۷	۵۴	۲۵۸ ' ۱۲۸
شاہ میر سید ۲۸	سیمان کھار شکن ۱۰۰	سید امیر سید ۱۰۰
۱۶۳	شاہ نور ۲۰۹	سکندر شاہ بن کرم شاہ ۱۷۸
شجاع بن ابوالحسن علی ۱۸۲	سیمان مسعود ۷۵	سکندر کیتیل شاہ ۴۷ ' ۱۱۷
۸۸	شجاع الدین پرد فیصر ۱۵۳	سکندر دومی سلطان ۲۸
۶۶	شرافت نوشاہی سید ۱۱۵	۱۶۴ ' ۱۶۱ ' ۱۵۵ ' ۸۹
۵۹ ' ۵۵ ' ۳۹ ' ۳۲	۱۱۳	سلطان بیگ دیشیرہ اکبر بادشاہ
۱۷۲ ' ۱۶۴ ' ۱۶۸	۲۲۴	سومین مجذوب اجودھنی
۱۶۲	شہر شاہ قصوری ۹۴ ' ۹۳	۱۹۲
		سلطان پھل

شرف شاہ لاہوری ۲۰، ۲۵۵	شمس الدین محمد ۲۸، ۳۴	صادق علی شاہ بن امام علی شاہ
شرف الدین پانی پتی ۷۰	شمیم زیدی ۱۲۸	۱۲۴
شرف الدین دہلوی مفتی ۱۳۵	شہاب الدین احمد ۴۰، ۴۳	صالح بید ۳۴، ۴۰، ۴۳
شرف الدین قریشی ۱۲۷	شہاب الدین عمر سہروردی	صالح محمد بن عبدالحق اولیسی ۲۱۴
شرف الدین کشمیری ۱۲۸	۱۲۷، ۱۲۸، ۱۸۵	صحابی ٹھٹھوی (دیکھئے عبد اللہ ٹھٹھوی)
شریف حسن ۲۲۳	شہاب الدین خوری سلطان ۷۵	۷۵
شریف زندنی ۷۲	شہاب الدین ملتانی ۱۵۰	صدر جہاں مخدوم شاہ عالم ۲۵۶
شریف عمر قریشی ۱۵۵	شہباز بن عمادی الملک ۱۶۸	صدر دیوان زرخانی ۱۸۸
شریف میرسید (والد حضرت	شہر اللہ (مصنف تذکرہ جمیدیہ)	صداقت محمد ماہ کجایی ۵۹
ایشان لاہوری)	۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۶۱	صدر الدین بخاری ۱۶۴
شعور احمد مجددی ۱۳۷	۱۶۲، ۱۷۲	صدر الدین بن نور الدین ۲۰۴
شعیب بن احمد ۷۵	شوق احمد علی رامپوری ۱۳۶	صدر الدین سمرقندی ۱۲۷
شکر الدین رشتی ۱۷۱	۱۳۷، ۱۴۳	صدر الدین سید ۳۴
شمس الدین احمد سمرقندی ۱۲۷	شیخ قریشی ۴۸	صدر الدین عارف ملتان ۱۲۹
شمس الدین تاجر کتب ۱۲۷	شیرانی، حافظ محمود ۹۳	۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۷۲
شمس الدین ترک پانی پتی ۸۰	شیرخان لودھی ۵۸	صدر الدین محمد غوث ۱۵۱، ۱۵۶
۸۱، ۸۶	شیر شاہ قادری ملتانی ۲۵۴	صدر الدین میر ۲۱۸
شمس الدین خواجہ ۸۱	شیر شاہ سوری ۲۲۵	صفی الدین آدم کرماتی ۳۶
شمس الدین خواجہ مشہور بہ	شیر شاہ ملتانی ۳۶	صفی الدین بن موج دریا بخاری
شمس العارفین ۳۱، ۳۲	شیفہ، نواب مصطفیٰ خاں ۱۳۷	۱۶۹
شمس الدین شہید تاتاری ۶۳	ص	
شمس الدین فقیر ۱۶		
شمس الدین قادری لاہوری	صابر علی احمد کلیری ۷۸، ۸۰، ۸۱	صفی الدین مشہور بہ سید جیونی ۲۸
۴۵، ۵۰، ۵۱	صاحب سنگھ بیدی ۲۱۰	صفی القدر مجددی ۱۳۵
شمس الدین قاسم ۶۳	صادق علی شاہ ۱۲۵	صلاح الدین بن زین العابدین ۱۸۵

صوفی سید	۲۸	ع	عبدالحکیم بیا لکوثی ۱۹۴، ۵۲
صورت سنگ	۱۶۸		عبدالحمید لاہوری ۵۰، ۴۹

صوف لاہوری سید	۲۲۹، ۲۰۰	عاشق خدا شیخ	۸۱	۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳
صن		عائشہ بنت سخی سرور	۱۸۵	عبدالحی حسنی ۴، ۴۸، ۴۹
		عابد کبیر سید	۴۸	۹۱، ۹۲، ۱۰۷، ۱۳۶

ضیا خاجہ (جد حضرت ایشاں لاہوری)	۱۲۰	عالم مخدوم صدر جہاں	۲۰	۱۳۷، ۱۳۸
ضیا الدین شیروانی	۲۵۶	عابدی امیر حسن ڈاکٹر	۵۸	عبدالحی صدیقی ۲۶۱
ضیاء الدین لاہوری	۲۰	عبد الاحد بن میاں کالو سرہندی	۲۷۴	عبدالحالی اویسی ۲۰۸
ضیاء الدین ملتانی	۱۵۰	عبد الاحد کابلی سرہندی	۱۱۷	عبدالحالی چشتی لاہوری ۹۴
		عبدالاول جونپوری	۲۱۵	عبدالحالی نقی بخروانی ۱۱۵

طاہر سید	۲۷	عبدالباقی حاجی قادری	۳۷، ۳۵	عبدالرحمن تونسوی ۱۱۳
طاہر قاضی	۴۹	عبدالباقی سید	۳۶	عبدالرحمان جد دانا گنج بخش ۱۸۲
طاہر مخدوم نوشاہی	۲۳۰	عبد الجلیل کوٹلی علی گڑھی	۲۱۸	عبدالرحمن قادری ۱۳۱
طاہر نصر آبادی	۵۸	عبد الجلیل لاہوری	قطب العالم	عبدالرحمن سلفی ۱۹۵
طہرہ سیدہ بی بی	۱۵۱	۸۷، ۸۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲		عبدالرحمن نواسہ حاجی {
طیب مخدوم	۱۷۵	۱۷۶، ۱۷۷		محمد سعید ۲۰۴
طیب ہمدانی قصوری	۴۵	عبدالحفیظ	۳۶	عبد الرحیم بن محمد ۸۱

ظہور الدین احمد ۴، ۵، ۹۲	۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۴	عبد الرحیم بن محمد	۱۱۳	عبدالحق دہلوی شیخ ۲۸، ۲۹
ظہیر الدین	۳۴	۸۹، ۹۰، ۱۱۶، ۱۲۵، ۱۳۷		عبد الرحیم بن محمد ۱۶۸
ظہیر الدین مولانا	۱۵۳	۱۴۳، ۱۴۴، ۱۹۵		عبد الرحیم بن محمد ۴۰
	۲۲۶، ۲۲۷	عبد الرحیم لاہوری	۲۰۴	

عبدالرزاق سید ۳۳، ۳۴، ۳۵	عبد الغنی (نیرہ شاہ بلاول) ۵	عبد اللطیف (والد شاہ غلام علی)	۱۳۳
۶۰۰، ۴۸	عبد القاضی بخش ۴۰، ۴۱، ۴۲		
عبدالرزاق سید (والد احمد)	۴۵، ۴۸، ۵۳، ۱۷۲، ۱۷۳	عبد اللطیف سید جد سنی پور	۱۸۵
شیخ الہند گیلانی	۴۳	عبد القادر بدایونی ۳۷، ۴۱	۱۹۰
عبدالرزاق شاہ کی لاہوری	۲۰	۴۳، ۴۵، ۴۶، ۵۳، ۸۸، ۹۰	۱۱۱
۲۵۷	عبد القادر بن حامد گنج بخش ۴۱	عبد اللہ بن یوسف قرشی	۱۶۴
عبدالرزاق قریشی	۱۳۳	عبد القادر بن ولی اللہ دہلوی ۲۱۵	
عبد الرسول قصوری	۱۴۰	عبد القادر ثانی ۲۹، ۳۹، ۴۱	۱۳۰
عبد الرشید	۳۶	۳۳، ۳۶، ۵۶	۱۷۷
عبد الرشید جالندھری	۹۸	عبد القادر ثالث ۵۶، ۱۷۰	۱۳۴
عبد الرشید سیالکوٹی ۹۲، ۱۹۸	۱۰۶	عبد القادر ٹھٹھوی ۱۴۷	۴۰
عبد الرشید سید	۱۰۲	۴۵، ۴۸، ۵۳، ۴۴، ۱۵۳	
عبد الرشید لاہوری	۲۰۹	عبد القادر رام پوری ۱۳۶ - ۸۷، ۱۱۸، ۱۲۹، ۱۵۸	
عبد الصمد (خواہر زادہ ابوالفضل)		عبد القادر گیلانی سید محی الدین	۲۹
۱۸۴	عزت الاعظم ۲۷، ۲۸، ۳۳	عبد اللہ سرہندی	۱۲۲
عبد العزیز پیرلاری	۱۰۸	۳۴، ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۱	
عبد العزیز خان فیروز پوری	۷۰	۴۴، ۴۸، ۴۰، ۴۳، ۱۳۸	۱۶۸
عبد العزیز لاہوری	۱۴	عبد القادر گیلانی لاہوری ۲۶۲	۲۷
عبد العزیز محدث دہلوی ۱۳۸		عبد القدوس گنگوہی ۸۰، ۸۸	
۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴	۸۹، ۹۰، ۱۱۷		۲۵۵
عبد الغفار پیر لاہوری	۶۸	عبد الکریم حافظ ۲۰۹	
عبد الغفور نقشبندی	۶۵	عبد الکریم لاہوری ۸۷، ۹۱	۷۰، ۷۱
عبد الغنی بن سید حبیب	۱۸۵	۹۶، ۱۷۲	۲۲۹
عبد الغنی مجددی ۱۳۴		عبد الکریم مجددی لاہوری ۱۴۵	
۱۳۶، ۱۴۳		عبد اللطیف (جد شاہ چراغ دہلی) ۸۵	۳۰

عبداللہ گیلانی سید	۱۵۰	عبدالوہاب بخاری ۱۶۴، ۲۲۶	عزیز القدر مجددی	۱۳۵	
عبداللہ گیلانی (والحسن پشاور)	۱۵۵	عبدالوہاب بن ابوسفیان	عصامی	۱۵۳	
۶۰	عبدالوہاب بن عمر خان	۱۱۱	عصمت اللہ حمزہ پہلوان		
عبداللہ مارواری ادچی	۲۹	عبدالوہاب سید	۵۶	نوشاہی	۶۵
عبداللہ محض	۲۷	عبدی - دیکھئے عبداللہ خلیفگی	عطار فرید الدین	۱۱۵، ۱۲۰	
عبداللہ	۲۷	قصور	۱۲۱، ۱۸۴		
عبداللہ واعظ الابر	۷۵	عبدی (والد ملا شاہ بخش)	۵۶	عصیف شمس سراج	۸۴
عبدالمجید	۳۶	عبید اللہ احرار	۱۱۵	علاء الحق والدین (فرزند	
عبد الغنی	۱۴۳	عبید اللہ کلال بن خواجہ باقی باللہ	اسعد اللہ لاہوری	۸۷	
عبدالمقتدر قاضی	۱۵۹	۱۱۶	علاء الدین خلجی	۸۶، ۱۵۳	
عبد الملک بن محمد اشرف	۲۵۱	عبید اللہ نواسہ حاجی محمد سعید	۷۰۳	علاء الدین (والد نواسہ گنج بخش)	
عبد الملک جبر علی متقی	۱۹۴	عتیق اللہ بن برہان الدین	۲۲۰	۵۸	
عبد الملک قصوری	۱۳۹	عتیق اللہ جالندھری	۱۰۱، ۱۰۶	علاء الدین علی حسین	۱۵۷
عبد السبحان (نواسہ اکبر بادشاہ)	۱۳۲	عثمان امیر المومنین	۸۶	علم الدین اولی	۱۶۹
عبد السلام مفتی شیخ الاسلام		عثمان جھولانجاری لاہوری	۱۶۱	علم الدین بخاری ثانی	۱۶۹
لاہوری	۱۴	عثمان ڈاھڑہ	۴۲	علم الدین بن عبد السلام کھوکھر	
عبد الشکور فاروقی تھانیسری	۹۱	عثمان (والد شاہ بلاول لاہوری)		۱۶۳	
عبد الہادی لاہوری	۶۳	عثمان (والد ناسخ گنج بخش)	۱۸۲	علم الدین چونی وال	۱۶۲
عبد الواحد بلگرامی	۸۶	عثمان پرونی	۷۲، ۷۳	علو دینوری خواجہ	۷۲
۱۵۷، ۱۵۸	سرائی فخر الدین	۱۵۳	۷۲، ۸۱، ۱۰۹، ۱۳۳	علی کرم اللہ وجہہ	۲۵، ۲۷
عبد الواحد بن زبید	۷۲	عزیزان علی خواجہ	۱۱۵	علی اصغر سید	۱۵۰
عبد الواحد ممبئی	۲۷	عزیز الدین	۱۰۰	علی اصغر گیلانی	۲۸
عبد الواحد سید	۹۹	عزیز الدین نون زئی	۲۰۲، ۲۰۳	رمضف شجرۃ الانوار	۲۹
عبد الوحید چودھری	۲۰۳	عزیز الدین مکی	۱۷۹، ۱۸۹	علی اکبر دستانی	۷۸، ۱۲۰

۲۰	غلام رسول لاہوری مولوی	۱۸۵	عیسیٰ بن صالح	۸۲	علی بخاری
۱۴۵	غلام رسول مخدوم		عیسیٰ قادری دجدر شاہ بلاول	۱۴۴، ۱۴۵	علی بن احمد غوری
	غلام سرور مفتی لاہوری (مولف ہذا)	۵۰	(لاہوری)		علی بن عثمان بجزیری دیکمیں
۳۲، ۳۰، ۲۴، ۲۵، ۱۵، ۱۴		۲۱۸	عنایت احمد کاکوری		گنج بخش لاہوری
۴، ۸۸، ۵۴، ۵۴، ۵۳، ۴۴		۲۲۰	عنایت اللہ بن کمال الدین	۲۴	علی بن سید علاء الدین
۱۴۹، ۱۴۴، ۹۸، ۹۲		۱۴	عنایت اللہ مفتی	۲۴	علی بن موسیٰ رضا
۲۲۲	غلام شاہ		عنایت قادری قصوری شاہ	۱۸۴	علی الحق سیالکوٹی
۲۰	غلام شاہ میراں سید	۶۹، ۶۴، ۶۳		۲۲۳	علی الحق شاہ
۲۴۰	غلام صفدر بن غلام سرور			۶۳	علی رضا فاروقی سرسندی
۹۲، ۹۰	غلام عبدالقدوس			۲۴۵	علی زنگرید
۹۴، ۹۳		۵۴	غازی خاں نواب	۱۴۶	علی رودباری
۸۴	غلام علی دہلوی شاہ	۱۰۵	غازی الدین خاں نظام الملک	۳۰	علی سید
۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴		۹۶	غریب اللہ	۱۰۹	علی شاہ چشتی جالندھری
۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۷		۴۳	غریب شاہ		علی شاہ رہبر کاکلی
۱۴۵، ۱۴۳، ۱۳۹		۲۲۱	غلام احمد مفتی	۱۹۴	علی متقی
۲۰	غلام غوث سید	۲۴۱	غلام اکبر لاہوری	۱۹۲	علی سہدانی
۲۲۲	غلام غوث گیلانی	۲۰	غلام اللہ مولانا لاہوری	۱۰۲	علیم اللہ جالندھری
۲۱۰	غلام فرید لاہوری	۲۱۹	غلام اللہ فاضل لاہوری	۱۰۴، ۹۸	
۶۹	غلام قادر نوشاہی	۱۰۸	غلام حسن (مصنف انوار جالیہ)	۸۵	عمادی الملک امیر
۶۶، ۶۱، ۳۴، ۳۳	غلام کشمیری میر	۲۲۳	غلام حسین		عمادی الملک دیکھئے مخدوم الملک
۱۴۰، ۱۳۹	غلام رفیق قصوری	۷۱	غلام حسین بن بہرام خان		عمادی الملک برادر جھوٹا شاہ
۱۲۰	غلام مصطفیٰ خان	۷۱	غلام حسین وایاں والے	۱۶۸	لاہوری
۱۲۴، ۱۲۶		۲۶۹	غلام حیدر بن غلام سرور	۵۵	عمر بخش رسول نگری
۲۲۰، ۲۵، ۲۰	غلام محمد مفتی	۱۶	غلام دستگیر قصوری مولانا	۲۹، ۲۴	عمر سید
۹۸	غلام محمد الدین بن شیخ بلال شیرانی جالندھری	۲۱۴	غلام رسول فاضل لاہوری	۱۰۰	عمر علی سید

غلام محی الدین فقیر لاہوری	۵۹	فانی محسن کشمیری	۵۸	فضل شاہ	۱۷۸
غلام محی الدین قصوری	۷۸	فتح اللہ کرماتی	۳۴	۴۵	۲۶۰
غلام محی الدین کنجاہی	۱۴۰	فتح شاہ امرتسری	۲۰	۲۵۴	۲۵۴
غلام محی الدین میران	۲۱۵	فتح شاہ بن موج دریا بخاری	۱۷۰	فیض بن عیاض	۷۲
غلام نبی لہبی	۱۳۸	فتح شاہ شطاری لاہوری	۲۰	فقیر صاحبان	۲۴۸
عنوت محی الدین	۴۰	فتح شاہ لاہوری	۲۰۰	فقیر محمد جلی	۱۳۱
غوثی حسن مانڈوی	۳۷	فتح علی	۳۴	فقیر محمد فقیر	۷۰
۴۴		فتوح الملک	۳۱	فوزی آغا	۴۴
۴۴	۸۴	فخر الدین دہلوی شاہ	۷۲	فوق محمد الدین	۲۹۷
۸۹	۱۱۶	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۷	۱۲۵
۱۶۰	۱۸۰	۱۸۴			
غیاث الدین بن بہاء الدین	۱۸۵	فرحت فرح بخش	۱۵۵	فیروز میر سید شاہ	۳۰
		۱۶۱	۱۷۱	فیض بخش قریشی لاہوری	۷۰
		۱۷۲		فیض بخش لاہوری	۱۱۳

ف

ق

فاضل لاہوری ملّا	۵۴	فرزند علی	۱۴۷	قادر فاضل	۴۸
فاطمہ بنت قطب الدین بن		فرشتہ الباقاسم	۱۴۹	قاسم بن ابوبکر صدیق	۱۱۵
کبیر الدین بخاری	۱۶۴	فرید بخش، شیخ	۱۶۸	قاسم خان بحری	۱۶۷
فاطمہ بی بی (والدہ میاں میر)	۴۸	فرید ثنائی	۲۰۱	قاسمی خان	۱۹۴
فاطمہ بی بی زوہیر بخش موج دریا بخاری		فرید مان یوحنا	۱۲۰	قائم الدین فانوگو	۱۴۴
	۲۰	فرید نوشاہی	۲۶۱	قانع مٹھوی	۴۹
بی بی فاطمہ ادچی	۱۵۱	فرید الدین (اتاد میراں بھیکھ)	۱۰۰	قباچہ سلطان	۱۴۷
بی بی فاطمہ سیدہ زوہر موج دریا		فرید الدین مسعود دیکھے گنج شکر		قدوة الدین	۱۵۰
بخاری	۲۴۲	فضل الدین ایوب	۱۵۳	قدوسی، اعجاز الحق	۹۰

۴۴	محمد افضل چوہدری	۱۶۶	عجب الحسن	۱۰۲، ۱۰۱	لطف اللہ امبیٹھوی
۲۱۸	محمد افضل فاروقی	۱۱۸	محبوب الہی	۹۸، ۹۷	لطف اللہ انبالوی
۶۴	محمد افضل کلا نوری	۱۶۱، ۲۰	محترم شیخ	۱۰۴، ۱۰۳، ۹۸	
۲۳	محمد اقبال مجددی		محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۲	لطف اللہ سرہندی
۹۶، ۹۳، ۸۹	محمد اکرم برلاسوی	۱۴۴، ۴۱، ۳۲، ۲۵، ۲۴، ۱۸		۱۷۱	لطف الدین رشی
	محمد امین بدششی	۱۶۶، ۱۶۴، ۱۵۸		۲۰۰	لطیف دربارن پوری
۲۰۹	محمد انور ملتانوی	۱۴۴	محمد ابراہیم قصوری	۳۷، ۳۴، ۳۳	لطیف بری شاہ
۹۶	محمد ایوب قادری	۳۷	محمد پیر شاہ بید	۱۷۱	لطیف الدین رشی
۲۰	محمد ایوب لاہوری خواجہ		محمد ادیس اوچی	۱۴۷، ۷۴	لطیف ملک
۱۶۳، ۲۷	محمد یاقراام	۹۶، ۵۸	محمد اعظم پسروری	۱۸۴، ۸۴، ۷۷	علی بیگہ علی
۲۰۸	محمد باقر دھڑیالوی	۱۲۱	محمد اسحاق دہ بیدی	۲۴۰	اللہ کشمیری بی بی
۲۷۳	محمد باقرین شرف الدین لاہوری	۲۱۸	محمد اسحاق دہلوی		
۴۰	محمد باقر شاہ		محمد اسماعیل لاہوری دیکھئے میان وڈا		
۱۰۹	محمد باقر شرف قیدی	۱۵۴	محمد اسماعیل ملتانوی	۵۳، ۵۲، ۴۳	مادھو میاں شیخ
۲۲۳	محمد بخش بید	۲۰۳، ۲۰۱	محمد اشرف لاہوری	۳۸، ۳۲، ۲۹	مبارک حقانی
۵۲، ۳۵	محمد بخش میاں	۱۲۰	محمد اشرف سرہندی	۲۱۴	مبارک علی خاں
۷۸	محمد بلال قحشتی		محمد اشرف امبیٹھوی (والد)	۱۵۹، ۲۰	مشال لاہوری سید
	محمد بن احمد انبالوی دیکھئے	۹۷	شاہ ابوالمعالی	۲۲۸	مشال حمزہ ب نوشاہی
	نظام الدین اولیا	۵۹	محمد اشرف منجری		مجدد اہل ثانی (احمد سرہندی)
۸۶	محمد بن تعلق	۳۷	محمد اعز بن بید	۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۸۸، ۴۷	
۸۹	محمد بن شیخ عارف	۵۸، ۵۷	محمد اعظم دیدہ مری	۱۲۶، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۰، ۱۱۹	
۱۵۹	محمد بن قاضی	۱۷۱، ۱۳۰، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۱		۱۳۵، ۱۳۳، ۱۳۰، ۱۲۷	
۱۹۲	محمد بن علی ہمدانی	۱۲۷، ۱۲۶	محمد اعظم سرہندی	۱۳۸، ۱۴۳، ۱۹۶	
	محمد بن محمود دیکھئے جلال الدین	۲۰۸	محمد اعظم نوشاہی	۱۸۱	مجدد و شہزادہ
	گازرونی	۱۳۲	محمد افضل حاجی	۱۳۱	مجنون خان

محمد بن یوسف	۱۹۰	محمد سعید دیکھے میراں بمبیکہ	محمد عابد دفرزند شاہ محمد غوث
محمد تقی امام	۱۵۰	محمد سعید صابری شتر قیدی ۱۰۹	۶۱ (لاہوری)
محمد تقی بن محمد تقی	۲۲۰	محمد سعید لاہوری ۲۰۰	محمد عابد سنائی ۱۳۲، ۱۳۰
محمد تقی سرہندی	۱۲۲	۲۰۳، ۲۰۱	محمد عارف خواجہ ۱۱۵
محمد تغلق	۱۵۳	محمد سعید نقشبندی لاہوری ۱۲۲	محمد عارف صابری لاہوری
محمد جلال نادان	۶۱	محمد سلطان بخاری ۶۳	۹۵، ۲۰
محمد جعفر توماسی	۱۵۶	محمد سلیم قریشی ۲۰۹	محمد عاشق بھلقی ۲۰۵
محمد جمال ملتان	۱۰۸	محمد سلیم لاہوری ۲۰	محمد عاقل لاہوری ۱۴۴
محمد تختہ	۱۰۰	محمد سلیم ۸۴	محمد عاقل قاضی ۱۱۱، ۱۰۸
محمد حیون داہلی ۲۰۸، ۲۰۹	۲۰۹	محمد سید مفتی ۱۶	محمد مصداق الدین ۲۱۴
محمد حبیب پروفیسر	۲۱	محمد سید ۳۷	محمد علی ۱۶۳
محمد حسن لہری	۱۴۲	محمد سید ۲۷	محمد علی ثانی ۱۱۲
محمد خلیفہ شاہ دیکھے دھولن شاہ	۵	محمد سید ۲۸، ۲۷	محمد علی حافظ ۱۱۲
محمد علی اچھی گیلانی سید	۳۰	محمد سید ۷۳	محمد علی ۲۲۳
محمد حنیف امام	۱۳۱	محمد شاہ کزنالی ۱۰۴	محمد عمران ٹونکی ۱۲۶، ۱۲۵
محمد حیات (نیر شاہ بلاول) ۵۰	۵۰	محمد شاہ نوشاہی ۶۹	محمد عمر چنگینی ۱۲۷
محمد حیات نوشاہی ۶۸، ۵۹	۶۸، ۵۹	محمد شریف مجددی ۱۳۷	محمد عیسیٰ سرہندی ۱۳۵
محمد خواجہ امکنگی ۱۱۵	۱۱۵	محمد شریف قصوری ۶۴	محمد غزالی ۱۴۶
محمد الدین ۱۴۴	۱۴۴	محمد شفیع صاحبزادہ ۱۴۵	محمد غوث بالا پیر ۵۶
محمد رفیع پشاور اخواوند		محمد شفیع مولوی ڈاکٹر ۷۰	محمد غوث سید بن جلال الدین ۱۶۴
۲۰۱، ۱۲۷	۲۰۱، ۱۳۸، ۹۱	۱۴۷، ۱۳۸، ۹۱	محمد غوث سید اچھی ۵۶، ۳۳، ۲۷
محمد رومی سید		محمد شیرازی پیر ۲۵۴	محمد غوث گوالیاری ۶۳
محمد زاہد ۱۱۵	۱۱۵	محمد طاہر قاضی مفتی ۱۴	۲۰۱، ۲۰۰
محمد زمان ۱۴۴	۱۴۴	محمد طاہر ہندگی لاہوری ۴۴، ۴۵	محمد غوث شاہ لاہوری ۴۰، ۳۴، ۴۵
محمد زمان بن میر محمد ۲۰۴	۲۰۴، ۵۲، ۶۴، ۱۱۳، ۱۱۷	۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۷۰	۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹

محمد بنون مرید محکم الدین	۲۰۹	محمد مراد سنگ کشمیری	۱۳۰	محمد یوسف سوانیہ	۹۹
محمد صادق شہابی	۱۸	محمد معصوم (سید بہاء الدین احمد)		محمد یعقوب لاہوری	۲۰۴
محمد صادق ہدائی مصنف		۱۵۱		محمد یعقوب مجددی	۱۲۲
کلمات الصادقین (۴۴، ۸۴)		محمد معصوم سرہندی	۱۲۳	محکم الدین سیرانی	۲۰۹، ۲۰۸
۸۶، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۹۶		۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۵		محسن ترہٹی	۱۳۴، ۱۳۶
محمد صالح کبیرہ	۱۲۱	محمد تقیم سیالکوٹی	۱۶۹	محسن شاہ	۲۰۹
محمد صالح کنگاوی	۱۴۰، ۱۳۸	میر محمد دیکھنے میاں میر		محسن شاہ دوتی	۱۶۸
محمد صادق گنگوہی	۹۴، ۹۳، ۹۴	محمد مبارک علوی: دیکھنے امیر خور		محسن شاہ مرید پیر ہادی رہنما	
محمد صدیق پشاوری	۱۳۲، ۱۲۴	محمد محمود بن عبدالسلام	۲۲۰	۲۵۵	
محمد صدیق لاہوری	۲۰	محمد مدنی سید	۱۰۰	محمد بن احمد	۱۹۰
محمد صدیق صابری لاہوری	۹۵	محمد مظہر مجددی	۱۲۰، ۱۲۹	محمد بن علی کردی	۲۰۰
محمد فاضل قادری بٹالوی	۶۴	۱۳۴، ۱۴۰، ۱۴۳		محمد حضور لاہوری	۳۱
محمد فاضل لاہوری	۶۱	محمد مکرم مفتی	۲۰	۵۵، ۳۲	
محمد فضل اللہ مجددی	۱۲۷	محمد موسیٰ امرتسری	۱۸۴	محمد خواجہ فغوری	۱۱۵
۱۳۰، ۱۷۰		مومن صدیقی صابری	۹۸	محمد سعید حسینی خاندھری	۱۱۰
محمد فیض اوبلی	۲۰۹	محمد نظام الدین	۱۰۰	محمد سعید	۳۴
محمد قادری شاہ	۴۰	محمد نور سید	۳۹	محمد سید (جد حسن پشاور)	۴۰
محمد قریشی	۱۵	محمد نورانی سید	۲۹	محمد (والد جلال تنہا نیسری)	۹۰
محمد فاسم راجوری	۳۴	محمد ہادی علی	۱۱۲	سید محمود (والد سید عثمان جھولا)	۱۶۱
محمد قاضی	۶۹	محمد ہاشم جان مجددی	۱۲۰	محمد شاہ نقشبندی لاہوری	۱۴۵
محمد قریشی شاہ لاہوری	۴۸	محمد ہاشم ٹھٹھوی	۱۴۸	محمد شیرانی	۱۸۰
محمد قصوری شیخ	۱۳۸	محمد ہاشم کشمیری	۴۴، ۴۸	محمد عالم مفتی	۱۴
محمد لطیف حج بید	۱۴۵، ۹۵	۹۰، ۱۲۲، ۱۲۳		محمد غزنوی	۷۵
۱۴۱، ۱۶۹		محمد ہاشم سید	۲۹	۱۲۰، ۱۸۰	
محمد ماہ	۳۷	محمد یار	۱۱۲	محمد الدین شاہ	۴۰

۳۴	منظوم الامام سید یحییٰ	۱۲۰	شیخ مصطفیٰ قصوری	مخدوم جہانیاں جہاں گشت
۱۲۰	منظوم نوحی	۸۷	نظیر جان جاناں مرزا	بخاری ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷
۲۱۸	منور علی شاہ شہبندی	۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۸		۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۹
۸۷	منور لاہوری	۵۵، ۳۸، ۳۲	معروف چشتی	مخدوم الملک عبداللہ انصاری
۱۷۰	موج دریا بخاری	۷۳	معروف سید	مراد بخش
۷۲	مودود چشتی	۱۷۳	معروف شاہ	مراد شاہ بن کرم شاہ
۱۷۲	موسیٰ آہنگر لاہوری	۲۷	معروف کرنی	مراد شاہ لاہوری
۱۷۳، ۱۷۴		۲۲۵	معروف مجذوب دیوبی	مراد ملتان شاہ
۴۰	موسیٰ پاک شہید ملتان	۱۲۳، ۱۳۴	معصوم شاہ مجذوب	مرتضیٰ خاں نواب
۱۹۴، ۴۱		۲۳۰، ۲۰	معصوم شاہ مجذوب	مرزا جان ترک
۲۷	موسیٰ ثانی	۷۸	مغنی اجیری	مرگ نینی محمد سلطان
۲۷	موسیٰ ثالث		معین الدین بن حضرت ایشاں	مستان شاہ لاہوری ۲۰، ۲۳۴
۴۸	موسیٰ حلبی	۱۲۶، ۱۲۴، ۱۲۱، ۱۲۰		مستعد خان محمد ساقی ۱۲۶
۱۰۰	موسیٰ حمیدی	۷۲	معین الدین چشتی اجیری	مستقیم شاہ فیض پوری
۳۷	موسیٰ رضا امام	۱۸۸، ۱۸۶، ۱۸۳، ۱۱۳، ۷۳		۲۳۲، ۲۰
۳۶	موسیٰ کاظم امام	۱۹۵		مسعود سلطان ۱۸۱
۱۶۷، ۱۶۸	موسیٰ کشمیری قاضی	۱۲۰	معین الدین ٹھٹھوی	مسعود سید ۲۸، ۳۰، ۳۷
۲۶۱، ۲۰	موسیٰ کھوکھر شیخ	۱۰۶	معین عبدالمجود	مسکین غلام محی الدین کشمیری ۱۲۵
	موسیٰ سید	۵۰	مقصود ناصر	مسلم نظامی ۷۸
۱۱۲	موسیٰ مانگ پوری	۳۵، ۳۴	مقیم حکم الدین جردی	مشتاق احمد امیٹھوی ۹۶
۳۷	موسیٰ تبرق	۵۲، ۵۱، ۳۹		۹۹، ۹۸
۳۴	مومن تید	۲۶۴	مکرم قریشی	مشتاق رام گجراتی ۱۷۲
۱۷۸	مونگا شاہ	۵۸، ۵۷، ۵۶	ملا شاہ بدخشی	مشتاق سید ۳۴
۲۲۶	مونگر مجذوب لاہوری	۱۰۰	ملکوتی بی روالہ میراں عیسیٰ	مصطفیٰ بن شاہ چراغ لاہوری
۱۱۰	موی چشتی مانگ پوری حافظ	۱۲۶، ۷۲	مشاد علوی پوری	۵۶

۱۲۰	نظام الدین شکارپوری	نامی 'غلام دستگیر' ۶۴، ۶۱، ۳۸	۱۱۴	مہار سنگھ
۸۶، ۷۷	نظام غریب بھٹی	۱۷۱، ۱۶۲، ۱۷۰، ۱۷۱	۱۷۵	مہار (شاہ شہاب الدین) ۱۷۰
۲۳۳	نظام شاہ لاہوری	۲۳۰	۱۶۳	مہری شیخ
۷۵	نظامی خلیق احمد ۴۱، ۴۶، ۴۵	نجم الدین (مصنف مناقب المجتہدین)		میاں منگور والد شاہ سلیمان
۱۰۴، ۸۶، ۸۴، ۷۷، ۷۷، ۷۷		۱۰۶	۵۴	قادر لاہوری
۱۵۸، ۱۵۳، ۱۴۷، ۱۱۲، ۱۰۵		۱۹۷	۵۰، ۴۹، ۴۸	میاں میر لاہوری
۴۹	نعمت اللہ اخوند	۸۲، ۷۵	۷۰، ۶۶، ۵۸، ۵۴، ۵۳	نجم الدین متوکل
۱۳۳	نعیم اللہ بھٹا	۱۶۹، ۱۶۱	۱۷۵، ۱۷۷	نور ناصر الدین
۳۶	نقی الدین احمد	۱۹۰		نورجین دیو مہاراجہ
۳۰	شاہ نواز دین	۱۷۲		نسیم ایم ایس
۵۵	شاہ نور (والد احسان محمد حسودی)	۷۵		نشیان شاہ (شاہ محمود)
۶۱	سید نور	۸۴، ۷۷	۱۰۴، ۱۰۳، ۹۹، ۹۸	نصرت نوشاہی
۲۱۱	نور حسین قادری	۴۰		نصر اللہ
۹۰	نور احمد قسری، مولانا	۷۵	۱۸۰	نصیر الدین
۵۳، ۴۸، ۴۰	نور احمد حشمتی	۳۸		نصیر الدین قریشی ثنائی
۱۶۸، ۱۶۷، ۱۴۵، ۱۱۰		۱۶۶	۱۲۱	نصیب الدین کشمیری بابا
۱۵۳، ۱۴۹، ۱۴۶، ۱۴۴	نور احمد فریدی	۱۷۱	۱۷۵	میلو مخدوم
	نور احمد محروف بہ نور حسین قادری	نظام الدین احمد ہروی ۳۷، ۳۷، ۳۷	۱۶۸	میلی (والدہ حسوتیلی)
۲۰		نظام الدین اورنگ آبادی		
۱۵۷	نور بہار شاہ اوچی	۷۶		
۱۶۱	نوبہار صاحب دستار	۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱	۱۷۸	ناصر بن موسیٰ
	(حامد بخاری)	۱۰۵	۱۰۰	ناصر شاہ ترمذی
۱۰۰	نوبہار عذر الدین	۱۶۹	۱۶۰	ناصر الدین اوچی بخاری
۱۷۸	نور الحسن قریشی	۱۰۹، ۹۳، ۹۱	۱۷۱	ناصر الدین رشتی
۲۸، ۲۷	نور الدین ابی الحسن	۲۵۷	۱۳۳	ناصر الدین قادری

ن

نورالدین بن حاکم	۱۶۰	وجیه الدین گجراتی ۱۹۴، ۱۹۵	یحییٰ مید (جد چراغ دہلی)	۸۶
نورالدین ولی رشی	۱۷۱	۱۹۸، ۲۰۱	یحییٰ بشید تاتاری	۶۰
نورالدین ولی کشمیری	۱۹۲	وحدت عبدالاحد شاہ گل	یعقوب چرخي ۱۱۵، ۱۸۳	
نورنگ بی بی	۱۷۰	۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۴۴	یوسف بنوری	۱۲۸
نوشاہ گنج بخش (حاجی محمد)		وجید احمد مسعود	یعقوب پید	۳۲
۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۴، ۶۵، ۶۸		وڈیرہ گنیش داس	یوسف شیخ	۱۷۲
نور قصوری	۱۶۲	ولی اللہ شاہ دہلوی	یونس بن عبدالوہاب	۱۹۷
نورکشور منشی	۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۴	۱۳۶، ۲۰۵، ۲۰۶	شیخ یونس والد محمد اشرف	
۱۹۵			لاہوری	۲۰۱

۵

نور محمد بدایونی	۱۲۸، ۱۳۱			
نور محمد مجمل مباروی	۱۰۷	نادی راہنما پیر	۲۵۵	
۱۰۸، ۱۱۱		ہاشم بخاری میر	۱۶۳	
نور محمد جھنجھانوی	۴۰	ہاشمی فرید آبادی	۱۸۱، ۱۸۰	
نور محمد سادھو	۱۸۳	ہیسرہ بصری	۷۲	
نور محمد قادری سید	۲۹	ہدایت علی نقشبندی	۱۴۴	
نور محمد مدنی لاہوری	۲۰۳	ہیر سنگھ	۲۳۳	
نور نہال سنگھ	۶۵، ۶۶	ہیرن سنگھ	۱۵	
نور نور رشی بابا	۱۷۱	ہلاکوخان	۲۸	
		ہمایوں بادشاہ	۱۳۱	
		ہندال (والد خواجہ نور محمد مباروی)		

۶

۱۰۸

ہندی (درک کیفی الل)

۷

وٹیرا میں اللہ	۱۹۷			
وجیہ الدین جندی	۷۵			
وجیہ الدین دیکھے پیر زہدی لاہوری				
وجیہ الدین سپہروری				
۱۲۶، ۱۲۸		یحییٰ بن محمد والفت ثانی	۱۳۷	

س	۱۱۲	جوگی پور (آگرہ) ۱۶۰ جیلان ۲۷
سادہ صورہ ۱۰۰ ساندہ ۱۷۸	د	چ
سائین پال گجرات ۱۷۲ سرائے وزیر خاں ۱۲۷	دامن کوہ (قصبہ) ۲۱۰ دکن ۱۵۷ دہلی ۱۰۴ ۱۳۲ ۱۵۷ ۱۰۶ ۹۶ ۸۹ ۲۵	چاہ میراں ۲۳ چبہ چیمہ ۱۷۵ چنور گڑھ ۱۶۹ چکنی ۱۲۷
سرہند ۱۱۸ ۱۲۴ ۱۲۶ ۱۲۹ ۱۲۷	۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۱ ۱۲۸ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۹ ۱۴۲	چونالہ (مضافات بہار) ۱۶۲ چونیاں ۳۷ ۳۹ ۱۶۲ چہل بی بیان (محلہ) ۱۸۸ چنی لک ضلع گجرات ۱۷۵
سرینگر ۱۲۱ سرک میاں میر ۳۲ سفیدون ۹۸ ۹۹	ط	ح
سمرقند ۱۴۷ سنام ۱۳۰ سنبھل ۱۳۶	ڈ	حجہ شاہ مقیم ۳۴ حرمین شریفین ۱۲۴ ۱۲۸ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۶۴
سندھ ۲۸ ۱۲۰ ۱۳۹ ۱۴۷	ڈیرہ غازی خان ۱۱۱	حسن ابدال ۱۷۲ حلب ۲۸ حویلی میاں خان لاہور ۱۵ حیدر آباد (دکن) ۱۰۵
سہارنپور ۹۷ سیوانہ (سیانہ) ۱۰۰	راپور ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۷ ۱۴۲	راد پینڈی ۱۳۸ ۱۳۴ ۱۴۲ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷
شالاناربانخ ۱۲۲ شاہ پور ۱۰۹ شاہ جہان پور ۱۷۸	ر	خ
شرقی پور ۱۰۹ ۱۴۴ ۲۱۰ ۵۰	رودل (قصبہ) ۱۸۷ رودلی ۸۹ روٹالہ ۱۳۳ ۲۸	خراسان ۲۸ خوارزم ۱۸۹ ۱۴۸

۱۴۴	گورداسپور	۱۴۴	قلات	۳۷	شیرگرھ
۱۰۱	گہرام	۱۵۱	قندھار		

ل

ک

ط

طبرستان

ع

۱۸	۱۴	۱۵	۱۴	لاہور	۱۲۱	کابل	
۹۱	۳۱	۲۹	۲۸	۲۵	۲۳	۱۸	کانپور
۹۸	۹۵	۹۴	۹۳	۹۲	۱۰۵	۹۰	کراچی
۱۱۲	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۷	۱۰۲	۱۵۷	۱۲۸	۱۲۰
۱۱۲	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۷	۱۰۲	۱۵۷	۱۲۸	۱۲۰
۱۲۲	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۰	۱۱۳	۱۲۶	۱۲۱	۱۲۰
۱۳۳	۱۳۰	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۷	۱۹۰	۱۶۷	۱۶۶
۱۳۸	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۲	۲۴۱	۱۹۳	۱۹۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۰	۱۴۰	۱۲۵		
۱۸۳	۱۸۱	۱۸۰	۱۷۸	۱۷۶	۱۸۵		
۲۰۲	۲۰۰	۱۹۷	۱۹۱	۱۸۷			
۲۲۷	۲۱۰				۱۴۸	۱۴۶	کوٹ کھڑ
۱۴۲					۹۲		کوٹ نہلی (باغ زیب النساء)
۱۹۰					۱۵		کوٹلی مفتیاں لاہور
۱۱۸	۸۹	۱۸			۳۸		کوہ پنج شیرغازی
۱۲۰					۱۴۰	۱۵۵	کیچ کمران

ع

غزنی

غور

ف

فتح گرھ چوینیاں

ق

قران

قصاب پورہ

قصور

م

گ

گازرون

گجرات

گرگوجھی

گنگوہ

ماکی وال (برکتا ریشاب)

مانٹر پال

و

۱۲۱	ونش	۱۴۴	مکان شریف	۱۱۱	۱۱۰	نانکپور
۱۲۷	وزیر آباد	۱۳۷	مکہ معظمہ	۱۱۱		مٹھن کوٹ
		۱۵۶		۳۱		محلہ حاجی سودائی
		۱۷	موچی دروازہ لاہور	۱۵۳		مدراس

و

۲۲۴	مالنی	۱۵۶	مو، موضع	۱۴۳	۱۲۴	مدینہ منورہ
		۱۰۸	مہاراج	۱۵۷	۱۴۸	
		۱۴۹	میرٹھ	۱۴۲		مراد آباد

۲۲۴ ہندوستان | ۱۰۰ | ۱۲۱ | | | مزننگ محلہ |

ن

۱۳۵	۱۳۱	۱۳۳	۱۲۴	۱۰۸	۲۰۴	۳۸	مشہد
۱۶۷	۱۶۵	۱۶۴	۱۲۹	۱۰۸	۲۸	۲۸	مصر
۲۲۲	ہوشیار پور	۱۰۰	نوناہن	۱۴۸	۱۴۸	۱۵	نٹان
۱۵	ہیبت پور (پٹی)			۱۴۳	۱۵۴	۱۵۱	۱۴۹
				۱۸۷	۱۶۴		

ضمیمہ ثالث

یہ کتاب پریس میں جاچکی تھی کہ جناب مرزا عبد المجید بیگ مدظلہ نے مہربانی فرما کر اپنا خاندانی ریکارڈ دکھایا۔ اچھی سارا ریکارڈ نہیں دیکھ سکا سرسری جائزہ کے بعد تین دستاویزات کے عکس اس کتاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ خاندانی ریکارڈ حضرت حافظ محمد صدیق اور ان کی اولاد خصوصاً حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں امام خطیب مسجد وزیر خاں اندر من دہلی دروازہ لاہور سے متعلق ہے۔ ایک ہم مصدق پران دو اصحاب کے سنیں وفات بھی مرقوم ہیں۔

تاریخ وفات جناب حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں "۱۲۴۴ھ"

تاریخ وفات حافظ امام اللہ بخش بن حافظ غلام محمد مکر "تاریخ یازدہم رمضان المبارک ۱۲۷۸ھ"

دستاویزات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اجازت نامہ امامت و خطابت مسجد وزیر خاں برائے ملا محمد حنیف ولد محمد لطیف

بمہر صدر الصدور افضل خاں فدوی بادشاہ غازی محمد فرخ سیر ۱۱۲۵ھ

۲۔ تحریر مہر حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں بن حافظ محمد صدیق مذکور حسب میں بتایا گیا ہے کہ مسجد وزیر خاں کی امامت، خطابت اور مزار حضرت سید اسحق گارہ رونی کی فتوحات وغیرہ میرے صاحبزادے اللہ بخش کو ملیں۔ اور بطور گواہ دیگر سر بہ آوردہ اصحاب لاہور کے دستخط اور مواہیر بھی ثبت ہیں۔

۳۔ اجازت تحریری بنام سپر خود بابت امامت و خطابت مسجد وزیر خاں۔

مع مواہیر علمائے کرام لاہور

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ہذا سلسلہ شمارہ۔ ۲۴۰، صفحہ ۲۶۳-۲۶۴

مرزا عبد المجید بیگ مدظلہ بن خان صاحب مرزا عبد العزیز مرحوم ریٹائرڈ ریٹیرے انسپکٹر، گوالدرہ



کتابخانه حضرت میرزا محمد تقی خان
میرزا محمد تقی خان

بندیس نامه تحفه در بهر تحفه
بندیس نامه تحفه در بهر تحفه

فردیند خان مرهم
فردیند خان مرهم

عالم معارف
عالم معارف

نجم بیکه
نجم بیکه

سعد وند
سعد وند

میرزا محمد تقی خان
میرزا محمد تقی خان

ضمیمہ رابع

تعلیقات جدیدہ

مقدمہ، ص ۱۹

۲۱۔ دیوان وصال سرور

مرتبہ مفتی غلام صفدر فوقانی بن مفتی غلام سرور
اس دیوان میں وہ نعتیں شامل ہیں جو مفتی غلام سرور نے اپنے سفر ج
(۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) کے دوران لکھی تھیں اور اسی سفر میں مفتی صاحب کا وصال
ہو گیا تھا۔ گویا ان کی آخری تصنیف ہے یہ کتاب مطبع صدیقی، فیروزپور سے ۱۸۹۰ء
کو طبع ہوئی۔ یہ دیوان نعت سروری سے جداگانہ ہے۔

۲۲۔ کلیات سرور

مرتبہ حکیم مفتی محمد انور بن مفتی مفتی غلام سرور، مطبوعہ، مطبع اسلامیہ
لاہور، ۱۹۱۰ء۔

یہ کلیات دراصل مفتی صاحب مرحوم کے دو نعتیہ مجموعوں دیوان نعت
سروری (۱۳۹۰ھ) اور دیوان وصال سرور کا مجموعہ ہے۔

دیوان وصال سرور اور کلیات سرور کے مقدموں میں مفتی غلام سرور
لاہوری اور ان کے اجداد و اخلاف کے متعلق درجہ اول کی بہت سی معلومات جمع کر
دی گئی ہیں۔

ان تالیفات کے علاوہ مفتی غلام سرور نے اپنے دوست اور مورخ لاہور
رائے بہادر کنھیالال کی مندرجہ ذیل تالیفات پر نظر ثانی کی تھی:

رنجیت نامہ، ہیرو رانجھا، مناجات ہندی، یام گار ہندی، نصیحت نامہ، بندگی نامہ، تاریخ پنجاب، تاریخ لاہور، اخلاق ہندی اور دیوان ہندی۔

ان کے علاوہ انہوں نے اپنے بیٹے مفتی غلام صفدر فوقانی کی دو کتابوں یعنی انشای صفدری اور معلومات فوقانی (تحقیق الحروف) پر بھی تجدید نظر کی تھی، (دیوان وصال سرور، مقدمہ ص ۲۰-۲۱)

انشائے صفدری دراصل خود مفتی غلام سرور کے لکھے ہوئے وہ خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے فرزندوں غلام صفدر اور مفتی غلام حیدر کو ان کے زمانہ طالب علمی میں لکھے تھے۔ مفتی صاحب کے بیٹے غلام صفدر نے انہیں مرتب شکل میں جمع کر کے انشائے صفدری نام رکھا جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

شمارہ- ۷، ص ۳۴، شمارہ- ۲۳، ص ۵۱۔

خانوادہ بزرگان حجرہ شاہ مقیم میں سے سید عنایت اللہ حسینی کی ایک عربی تصنیف کفایت النحو کا خطی نسخہ جناب غلیل الرحمن داؤدی (لاہور) کے کتب خانے میں دیکھا جس سے اس خاندان پر مفصل ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

فیقول العبد المتقر الی اللہ الغنی السید عنایت اللہ
الحسینی من اولاد سید الکبیر الکریم۔۔۔۔۔ الولدان
الذین یتصل انتسابہا الی المحبوب السبحانی وامیر
محی الدین الغوث الصمدانی رکن الحق والذین الحق
سید بہاء الدین بہاء الحق الذین یتظہر من یدہ خوارق
الاعداد لاتعد لاتحصی البانی للحجرۃ المتبرکۃ فی
الاصل ہی موضع خلوتہ و معبدہ و بنیانہا الی الان
قائمۃ ثم سمی بہا مسکنہ من قبیل تسمیۃ الكل باسم
الجزء و استفاد تاریخ وفاتہ من تعداد اعداد عبدالقادر

الثانى---- ثم كانت الحجرة المشتهرة باسم قنوة الاولياء--- سيد محمد مقيم الملقب بمحكم الدين الذى ظهر من يده الكرامات الباهرة----- وسمية كفاية النحو وجعله لخدمة السلطان الاعظم والخاقان اكرم قنوة ملوك الهند----- ناصر الشريعة القويمة-----
المظفر سلطان محمد شاه غازى-----

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

- ۱۔ حجرہ شاہ مقیم کے افراد بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔
- ۲۔ اس موضع میں اس سلسلہ کے ایک اولین بزرگ سید بہاء الدین (بہاول شیر قلندر) نے عبادت و ریاضت کے لیے ایک حجرہ بنایا تھا چونکہ وہ ایک ولی صاحب کرامت تھے ان کی شہرت کے باعث یہ مقام ان کے نام سے حجرہ بہاول موسوم ہو گیا۔
- ۳۔ سید بہاء الدین کا وصال اس مقام پر ہوا ”عبدالقادر ثانی“ کے اعداد جمع کئے جائیں تو ان کا سال وفات ۹۷۳ھ برآمد ہوتا ہے۔
- ۴۔ پھر ایک اور بزرگ جن کا تعلق اسی خانوادے سے تھا سید محمد مقیم محکم الدین کو اپنی بزرگی اور صاحب کرامات ہونے کے باعث یہ علاقہ حجرہ شاہ مقیم کہلایا۔
- ۵۔ شارح سید عثمانیت اللہ الحمینی نے اس کتاب کو محمد شاہ بادشاہ (۱۱۳۲-۱۱۶۱ھ/۱۷۱۹-۱۷۴۸ء) کے نام متنون کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ شرح مذکورہ عہد میں لکھی گئی۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ انگریز مورخین کے دلائل لایعنی کے باعث اب تک ہمارے ملک میں محمد شاہ بادشاہ کو صرف ایک عیاش اور بدست

بادشاہ ثابت کیا ہے لیکن اس سلطان کے لئے جو القاب اور اوصاف اس شارح نے لکھے ہیں اور دیگر اس قسم کی کتب میں مذکور ہیں کی بنیاد پر علمی کام ہونا چاہیے۔

شمارہ ۲۲، ص ۵

شاہ بلاول لاہوری کی خواہش پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف غنیۃ الطالبین کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمے کے خطی نسخوں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

احمد منزوی: فهرست مشترک ۱۷۶/۳

شمارہ ۱۱، ص ۳۸

شیخ ابواسحاق قادری لاہوری پر عشی کتاب حاضر (محمد اقبال مجددی) کا ایک مقالہ دانشنامہ زبان و ادبیات فارسی شبہ قارہ، تہران۔ ایران میں شائع ہوا ہے جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

شیخ ابواسحاق بن حسین قادری کے اجداد کا تعلق بخارا سے تھا۔ ان کی خانقاہ درس و تدریس کے باعث مدرسہ اسماعیہ کہلاتی تھی۔ اہل لاہور ان کے معتقد تھے (منتخب التواریخ ۳/۳۸، طبقات اکبری ۲/۴۷۶) علم سلوک پر شیخ ابواسحاق کے ایک رسالہ ناطقہ کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔ جس کا سال کتابت ۹۷۵ھ ہے۔ اس رسالے کا کاتب ان کا معاصر تھا اس نے شیخ اسحاق کا سال وفات اس کے ترقیے میں ۹۷۴ھ ہی درج کیا ہے گویا سال کتابت و سال وفات مولف ایک ہی ہیں۔ جس کے مقابلہ میں متاخر تذکرہ نویسان لاہور کا مندرجہ سال وفات یعنی ۹۸۵ھ اہمیت نہیں رکھتا۔

مذکورہ دانشنامہ میں ہمارا دوسرا مقالہ شیخ اسحاق لاہوری کے مقبرہ پر ہے۔

شمارہ - ۳۷، ص ۶۵

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کا سال وفات ۱۱۵۲ھ قلعہ ہے۔
ڈاکٹر ام سلسلی گیلانی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ محدث کبیر حضرت شاہ
محمد غوث لاہوری کی دینی و علمی خدمات (ص ۹۹-۱۰۱) میں ایک معاصر
ماخذ محاس نامہ تالیف محاس خان کے حوالے سے ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء کو
صحیح ثابت کیا ہے۔

شمارہ ۳۳، ص ۷۵

قصبہ کتوال کا صحیح نام کوٹھے وال ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ

ہو:

محمد اسلم: ”حضرت بابا فرید کا آبائی وطن“ مقالہ مشمولہ الحارف
لاہور، جولائی ۱۹۸۳ء

شمارہ - ۵۵، ص ۹۲ - حاشیہ نمبر ۲

شیخ عبدالکریم چشتی لاہوری کی تصانیف میں سے ترتیب
السلوک، رسالہ غوثیہ، فارسی شرح فصوص الحکم اور مصابح العارفین کے
خطی نسخے پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (رک فہرست
شترک ۱۳۳۷/۳، ۱۴۲۰، ۱۴۳۳، ۱۴۳۶-۱۹۲۶)

نیز شیخ عبدالکریم چشتی کی شخصیت پر ایک اہم مقالہ رسالہ
الحارف، لاہور، جون ۱۹۸۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں ہمارے ان
مطبوعات سے بغیر حوالہ کے استفادہ کیا گیا ہے۔

شمارہ - ۵۶، ص ۹۲

مفتی غلام سرور نے خزائن الاصفیاء ۱/۴۷۲ میں شیخ ابوسعید کنگوہی کا سال وفات بحوالہ مراۃ الاسرار ۱۰۳۹ھ لکھا ہے، لیکن مراۃ الاسرار میں سرے سے ان کا سال وصال درج ہی نہیں ہے۔ اقتباس الانوار (ص ۲۸۲) میں بھی ان کا سال وفات درج نہیں ہے۔ مشتاق احمد ایٹھوی نے بغیر کسی حوالے کے ان کا سال وصال ربیع الاول ۱۰۳۰ھ دیا ہے (انوار العاشقین ۷۸)

ہم نے دانشنامہ شبہ قارہ تہران۔ ایران میں شیخ ابوسعید کنگوہی پر جو مقالہ لکھا ہے اس میں ان تمام شواہد کو یکجا کر دیا ہے۔

شمارہ۔ ۶۲، ص ۹۷

شاہ ابوالعالی چشتی انیسٹوی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ میں شامل ہے جس میں ان تمام مباحث کو جمع کر کے بعض نتائج اخذ کئے گئے ہیں جن کا تعلق اس بزرگ شخصیت کی علمی و روحانی سرگرمیوں سے ہے۔

شمارہ۔ ۷۱، ص ۱۰۶

شیخ علیم اللہ جالندھری نے علم سلوک پر ایک کتاب نزہۃ السالکین کے نام سے لکھی تھی جس میں اپنے اور اپنے شیخ میراں بھیک چشتی کے حالات بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب فارسی نثر میں ہے اس کا متن تاحال طبع نہیں ہوا ہے (پاکستان میں موجود خطی نسخوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے فرست مشترک ۳/۲۰۶۵) اس کتاب کا اردو ترجمہ تحفۃ الصالحین کے نام سے لاہور حدود ۱۹۳۱ء کو شائع ہوا تھا۔ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے اہم مندرجات حسب ذیل ہیں:

یہ کتاب ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء کو تالیف ہوئی (ص ۱۱) مولف کا مسکن

قصبہ جالندھر ہے مولف پندرہ سال کی عمر میں سید کبیر قدس سرہ کی خدمت میں مطول شرح تلخیص پڑھتے تھے استاد پر روحانیت کا غلبہ تھا ظاہری علوم کی تدریس میں ناغہ ہو جاتا تھا۔ مولف کو ابتداء میں سروردی مشائخ کی کتب خصوصاً "عوارف المعارف" تالیف شیخ شہاب الدین سروردی بہت پسند تھی اور اسی مناسبت سے ابتدائی رجحان سلسلہ سروردیہ کی جانب تھا۔ لیکن عالم رویا میں مجھے چشتی سلسلے سے فیض یاب ہونے کا امر ہوا تو میں میران سید سحیحہ کی خدمت میں پہنچا لیکن حاضری سے قبل عریضہ لکھ کر دریافت کر لیا کہ میرا تعلیم کا خلسہ ابھی نامکمل ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیے فوراً جواب موصول ہوا کہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرو پھر اس طرف کا قصد کرنا۔ اس کے بعد انہوں نے سید ابراہیم سے سبق لینا شروع کیا۔ جس میں میبذی اور ہدایہ کی تکمیل کی پھر مولانا عبدالرحمن کی خدمت میں رہ کر تحصیل کی۔ انہوں نے تکمیل کی بشارت دی تو اب ارادہ روائی ہوا لیکن والد گرامی نے سفر کی صعوبت کے پیش نظر اجازت نہ دی جس سے بہت مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ جالندھر میں میراں عہد کے خلیفہ شاہ بملول برکی جالندھری (رک شمارہ ۶۸) سے ملا اور انہوں نے بھی اشتیاق میں اضافہ کیا میں میران عہد کے دیگر مریدوں کے ساتھ پانی پت پہنچ گیا۔ اور حضرت نے شفقت کرتے ہوئے بیعت کر لیا۔ مولف نے اپنے شیخ کے بہت سے ملفوظات و مکالمات بھی درج کر دیئے ہیں۔ وہ مولف کو "فاضل جالندھری" کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ چند دن قیام کے بعد واپس جالندھر جانے کا قصد کیا تو فرمایا سرہد کے راستے جانا اور سید مرتضیٰ کے گھر سے کھانا کھا لینا۔ (۱۷۲-۱۹۸ ملخصاً) سید میراں عہد ۳ رمضان ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء کو فوت ہوئے اور آپ نے عمر ۸۵ سال پائی (ص ۲۰۳) انہیں قصبہ کھرام جو موضع کم تملہ سے بارہ

کوس پر واقع ہے دفن کیا گیا۔ کئی امراء بھی آپ کے مرید تھے ان میں مرزا جعفر علی خان شاہ آبادی شیخ ہزاری منصب دار بھی شامل ہے (ص ۲۰۲ ج ۱) میر محمد باقر، میراں مہیکہ کے فرزند تھے۔ (ص ۲۰۳)

شمارہ ۷۸، ص ۱۱۱۔

خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ داشنامہ شبہ قارہ میں ”تونسوی“ خواجہ محمد سلیمان کے عنوان سے شامل ہے جس میں آپ کے ملفوظات کے مختلف مجموعوں کا تعارف کروایا گیا ہے۔

شمارہ ۸۷، ص ۱۲۶

وفات ان (خواجہ معین الدین نقشبندی کشمیری) کی بقول صاحب تواریخ ڈومری ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔ یہاں ”تواریخ ڈومری“ سے مراد خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کشمیری کی تاریخ کشمیر اعظمی ہے جس کا تاریخی نام ”واقعات کشمیر“ ہے۔ جس کا آغاز ۱۱۳۸ھ کو ہوا اور ۱۱۶۰ھ و بہ بعد تک اس میں وقائع و سنن وفات درج ہیں۔ اس کا فارسی متن پہلے مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۰۳ھ پھر سری نگر مقبوضہ کشمیر سے بنصحبیح مولوی محمد شاہ سعادت ۱۳۵۵ھ کو طبع ہوا۔ لیکن اس کا اردو ترجمہ ۱۸۳۶ء کو چھپ چکا تھا حال ہی میں ڈاکٹر عبد الحمید یزدانی کا اردو ترجمہ اقبال اکیڈمی لاہور سے شائع ہوا ہے۔ مفتی صاحب نے شیخ محمد اعظم کی نسبت ”ڈومری“ لکھی ہے۔ جو غالباً درست نہیں ہے۔ دراصل سری نگر میں ایک قدیم محلہ دیدہ مری کے نام سے تھا۔ جہاں بابا ظلیل اللہ کی خانقاہ تھی جو ایک فساد میں نذر آتش ہو گئی۔ اسی مناسبت سے اس کا نام محلہ خانقاہ سوختہ پڑ گیا جو اب تک رائج ہے۔ (کلیات مکاتیب اقبال ۲/۷۸۔ حلیقات مرتب) گویا یہ علاقائی نسبت

ہے جو ڈومری نہیں بلکہ دیدہ مری کی مناسبت سے دیدہ مری ہوئی
 ہے۔ ویسے خواجہ محمد اعظم نے تاریخ کشمیر میں اپنے نام کے ساتھ یہ
 نسبت لکھی ہی نہیں ہے۔

شمارہ۔ ۱۰۳، ص ۱۵۱

شیخ احمد معشوق الہی، اس قدر قوی جذبہ الہی اور عشق حقیقی کے
 مالک تھے کہ اکابر صوفیہ کہ مجالس میں ان کی وارفتگی کو مثال کے طور پر
 پیش کیا جاتا تھا، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجالس میں ان کا تذکرہ
 ہونے والے تین انداز سے بیان ہوا ہے (فوائد الفوائد ۳۳۶، ۳۳۹) مقالہ محمد
 اقبال مہر دی بنو ان احمد معشوق الہی، مشمولہ دانشنامہ شبہ قارہ۔

شمارہ۔ ۱۰۷، ص ۱۵۶

مخدوم جاناں جہاں گشت بخاری کے والد کرامی سید احمد کبیر
 الدین بھی ایک بزرگ صوفی تھے ان کے والد سید جلال سرخ بخاری
 (رک شمارہ۔ ۱۰۳) ۱۲۳۵ھ/۱۸۲۷ء کو بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آ
 گئے تھے۔ ان کے جانشین ان کے فرزند سید احمد کبیر تھے۔ وہ شیخ جمال
 خدہاں رو کی خدمت میں بھی حاضر رہتے تھے۔ مخدوم احمد کبیر کی باطنی
 تربیت شیخ صدر الدین عارف ملتان نے کی تھی۔ مخدوم سید احمد کبیر کا
 سال وفات تذکروں میں نہیں ملتا۔ ہم نے بعض قرائن و قیاسات کی بنیاد
 پر حدود ۱۷۳۱ء/۳۰-۱۳۳۱ء قرار دیا ہے (رک مقالہ مہر دی بنو ان)
 احمد کبیر الدین، مشمولہ دانشنامہ شبہ قارہ)

شمارہ۔ ۱۱۳، ص ۱۶۳

حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی کے حالات پر ایک مستقل کتاب
 تذکرۃ الابرار کے نام سے عبدالغفور بن ضیاء الدین حیدر الاسدی نے

لکھی تھی جو فارسی نثر میں ہے اس کا ایک قلمی نسخہ حیدر آباد، دکن میں ہماری نظر سے گذرا تھا جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

حاجی عبدالوہاب بخاری کی ولادت ۸۶۹ھ کو ہوئی (ورق ۳۵ ب) ان کا سلسلہ نسب پدری و مادری دونوں کی تفصیل بھی درج ہے۔ (۳۵ ب) شیخ نے علم تصوف، حدیث اور تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی تھیں۔ تفسیر انوری کے نام سے انہوں نے قرآن پاک کی ایک تفسیر ربیع الاول ۹۱۰ھ کو شروع کی اور اسی سال ۱۷ شوال کو مکمل کر لی (ورق ۴۹ ب) آپ نے ایک رسالہ درشماں نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تالیف کیا تھا۔ (ورق ۵۰۔ الف) حاجی عبدالوہاب کا وصال ۹۳۲ھ کو دہلی میں ہوا اور ان کا مدفن دہلی میں شیخ عبداللہ قریش کے مزار کے قریب ہے۔ وفات کے وقت حاجی عبدالوہاب کی عمر ۶۳ سال تھی اسی سال بابر بادشاہ نے دہلی پر حملہ کیا تھا یعنی ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء کو پانی پت کی جنگ کے بعد بابر دہلی میں داخل ہوا تھا۔ (ورق ۵۲۔ ب) تذکرہ الابراہیم حاجی عبدالوہاب کے بہت سے معارف اور ملفوظات بھی درج ہیں۔

شمارہ-۱۳۶، ص ۱۸۹

شیخ عزیز الدین مکی لاہوری پر ”پیر مکی“ کے عنوان سے ہم نے ایک مفصل مقالہ واشنامہ شبہ قارہ۔ تہران، ایران کے لئے سپرد قلم کیا ہے۔ اس کے بعض نکات حسب ذیل ہیں:

مورخین لاہور نے اس سلسلے میں محض سماعی باتیں لکھی ہیں کسی نے کوئی تحقیق نہیں کی۔ یہاں تک کہ سلاطین غوریان و غزنویان کی جو چپقلش ہوئی تھی اس کے سنیں بھی غلط لکھے ہیں۔ مفتی غلام سرور نے

بخزینۃ الاصفیاء (۲/۲۵۶) میں ان حملوں کے جو سنن درج کئے ہیں وہ بھی محاصرہ کتب تاریخ کی روشنی میں غلط ہیں۔ نور احمد چشتی نے تحقیقات چشتی (۶۰۶-۶۰۷) میں بغیر کسی حوالے کے پیر کی کا سال وقات ۱۰۳۸ھ لکھ دیا ہے جو بے بنیاد ہے۔ لیکن مفتی غلام سرور کا درج کردہ سال وقات ۶۱۲ھ/۱۵-۲۱۶ء زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

شمارہ- ۳۰۸- ص ۲۶۰

پیر بلخی لاہوری پر دانشنامہ شبہ قارہ۔ تران میں ہمارا ایک مقالہ شامل ہے۔ جس کے بعض مندرجات کی تلخیص یہ ہے:

لاہور کے عجائب گھر میں ایک ایسا کتبہ موجود ہے جو پیر بلخی کا لوح مزار معلوم ہوتا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

”ہذا مقبرۃ الشہید الشیخ ابوالمحامد الحسین بن محمد الحسین ابو بکر الذکری البلخی رحمۃ اللہ وقد عاش ثمانیۃ و تسعین سنۃ وفاته فی یوم الجمعۃ التاسع من ذی الحج وہی یوم عرفہ من ثلاثہ واربعمین و ستہ مایۃ“

اس کتبے سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) یہ ایک کا مزار ہے۔

(۲) ان کا نام ابوالمحامد حسین تھا۔

(۳) ان کے والد کا نام محمد حسین ابو بکر تھا۔

(۴) ان کی نسبت ذکر کی بلخی ہے۔

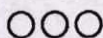
(۵) ان کی عمر وقت شہادت ۹۸ سال تھی۔

(۶) ان کی وقات (شہادت) ۹ ذی الحج ۶۴۳ھ کو ہوئی۔

(۷) ان کا سال ولادت بحساب عمر ۵۴۵ = (۶۴۳-۹۸) ہے۔

گویا چنگیز خان (۶۰۳-۶۲۳ھ/۱۲۰۶-۱۲۲۷ء) کے حملوں سے ان کی شہادت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ معاصر مورخ شہاب الدین نسوی نے سیرت جلال الدین مینکبرنی (ص ۱۱۰-۱۱۳) نے چنگیز خان کے لاہور پر حملے کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین مینکبرنی کا لاہور پر قبضہ ہو گیا تو سلطان اسے نقد خراج پر دینے کے وعدے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ (سیرت مینکبرنی ۱۱۹-۱۲۲) اس سے مترشح ہوتا ہے کہ پیر بلخی چنگیزی حملے میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ علاء الدین مسعود شاہ (۶۳۹ھ-۶۴۳ھ/۱۲۴۲-۱۲۴۶ء) کے عہد میں لاہور پر منگولوں کے حملوں میں ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء کو شہید ہوئے۔ جو مذکورہ کتب کے مطابق درست ہے:

پیر بلخی کا مزار گزر رڑہ (موجودہ کشمیری بازار) میں واقع ہے۔ دہلی دروازے سے سنری مسجد کی طرف جائیں تو یہ مزار بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ ۱۱۶۳ھ/۱۷۴۹ء کو جب نواب سید بھکاری خان نے سنری مسجد تعمیر کروائی تو مسجد کی زمیں بڑھانے کے لئے اس نے بازار سیدھا کروایا (تاریخی مساجد لاہور ص ۱۰۴) تو پیر بلخی کا یہ مزار سرراہ آگیا مزار کا بہت سا حصہ توڑ کر گرا دیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس توڑ پھوڑ میں پیر بلخی کے مزار کا اصل کتبہ اتر گیا۔ اور کسی طرح عجائب گھر لاہور میں پنچا دیا گیا۔



کلاسیک کتب تصوف کے مستند اردو تراجم

طواسین	مشت: ابن حلاج	مشت: ابن حلاج	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
کتاب المص	مشت: ابن الصراج	مشت: ابن الصراج	قیمت جلد ۲۰/- روپے
تصوف	مشت: امام ابو حامد غزالی	مشت: امام ابو حامد غزالی	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
کشف المحجوب	مشت: سید علی ہجویری	مشت: سید علی ہجویری	قیمت جلد ۱۵۰/- روپے
صد میدان	مشت: خواجہ محمد اشرف	مشت: خواجہ محمد اشرف	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
فتوح الغیب	مشت: غوث الاعظم بہار اللہ	مشت: غوث الاعظم بہار اللہ	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
آداب المریدین	مشت: فیضان الدین ہمدانی	مشت: فیضان الدین ہمدانی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
توحات مکیہ	مشت: شیخ اکبر ابن عربی	مشت: شیخ اکبر ابن عربی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
فصوص الحکم	مشت: شیخ اکبر ابن عربی	مشت: شیخ اکبر ابن عربی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
الاوراد	مشت: بہار الدین زکریا ملتانی	مشت: بہار الدین زکریا ملتانی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
لوائح	مشت: علاء الدین رکن الدین جامی	مشت: علاء الدین رکن الدین جامی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
انوار اللمعات	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
الطاف القدس	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
رسائل تصوف	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	مشت: شاہ ولی اللہ دہلوی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
مرآت العاشقین	مشت: سید محمد سعید نقوی	مشت: سید محمد سعید نقوی	قیمت جلد ۱۲۵/- روپے

اہم کتب تصوف اور تذکرے

کشف المحجوب	فارسی (مستند ترین)	مشت: شیخ علی بن عثمان ہجویری	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
کشف المحجوب	انگریزی (مستند ترین)	مشت: شیخ علی بن عثمان ہجویری	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
کشف الاسرار	(اردو ترجمہ)	مشت: شیخ علی بن عثمان ہجویری	قیمت جلد ۲۵/- روپے
ارمغان ابن عربی	_____	مشت: مولانا محمد اشرف علی تھانی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
آئینہ تصوف	_____	مشت: فیضان الدین ہمدانی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
حیات جاوید	_____	مشت: ڈاکٹر پیر محمد حسن	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
شعاع وحل	(اردو ترجمہ)	مشت: شیخ یوسف بن اسماعیل بھائی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
بیماری ادب اس کا روحانی علاج	_____	مشت: ڈاکٹر مسیح علی الدین	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
تذکرہ مشائخ قادریہ قادریہ	_____	مشت: اسماعیل بن محمد قادری	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
سیرت فخر العارفین	_____	مشت: شاہ محمد عبدالحی	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
چراغ الہدای	_____	مشت: مولانا محمد حنیف	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
حدیقۃ الاولیاء	_____	مشت: مولانا محمد حنیف	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
احوال و آثار حضرت بہار الدین زکریا ملتانی	_____	مشت: حمید الرحمن شاہ	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
انصاف الخواص	_____	مشت: مولانا محمد حنیف	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے
فاضل انوار الہی	_____	مشت: مولانا محمد حنیف	قیمت جلد ۱۰۰/- روپے

مطبوعات تصوف فاؤنڈیشن

شعبہ شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

فارسی متن — نسخہ تہران

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

بتصحیح و تحشیہ: علی قویم

مخامت ۴۰۰ صفحات، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

اُردو ترجمہ — نسخہ ماسکو

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

تحقیق و ترجمہ: سید محمد فاروق قادری، پیش لفظ: حکیم محمد موسیٰ امرتسری

مخامت ۶۱۶ صفحات، قیمت مجلد ۱۵۰ روپے

انگریزی ترجمہ — نسخہ لاہور

کشف المحجوب تصنیف لطیف: شیخ علی بن عثمان ہجویری

تحقیق و ترجمہ: آر۔ اے۔ نکلسن، پیش لفظ: حضرت شہید اللہ فریدی

مخامت ۴۷۲ صفحات، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

(نوٹ) کشف الاسرار از حضرت داغ بخش لاہوری کے اردو تراجم فقیر نامہ اور بیان الاسرار بھی شائع ہو چکے ہیں

تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری، تحقیق و تصنیف، تالیف و ترجمہ، مطبوعات

۲۳۹۔ این سن آباد - لاہور - پاکستان

شوروم: المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور

شعبہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

فتوحات مکیہ تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

ترجمہ و شرح :- مولوی محمد فضل خاں

مخامات جلد اول ۸۰۰ صفحات ، قیمت مجلد - / ۳۰۰ روپے

فصوص الحکم تصنیف لطیف: شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

ترجمہ و حواشی :- محمد بركات اللہ کنوی

مخامات ۳۵۰ صفحات ، قیمت مجلد - / ۱۵۰ روپے

ارمغان ابن عربیؒ تصنیف و تالیف: مولانا محمد اشرف علی تھانیؒ

مشققات بر

التَّائِيَّةُ الطَّرِيقِيَّةُ فِي تَنْزِيَةِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ
خُصُوصُ الْكَلَمِ فِي حَلِّ فُصُوصِ الْحِكْمِ

مخامات ۲۵۰ صفحات ، قیمت مجلد - / ۱۵۰ روپے

تصوف فاؤنڈیشن

لاہوری تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۳۹ این سمن آباد - لاہور - پاکستان

شوروم: المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

تصوف فاؤنڈیشن کی زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدتے یہ صدقہ جاریہ ہے
ان کتابوں کی تمام آمدن صرف اشاعت کتب تصوف پر صرف ہوتی ہے

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.